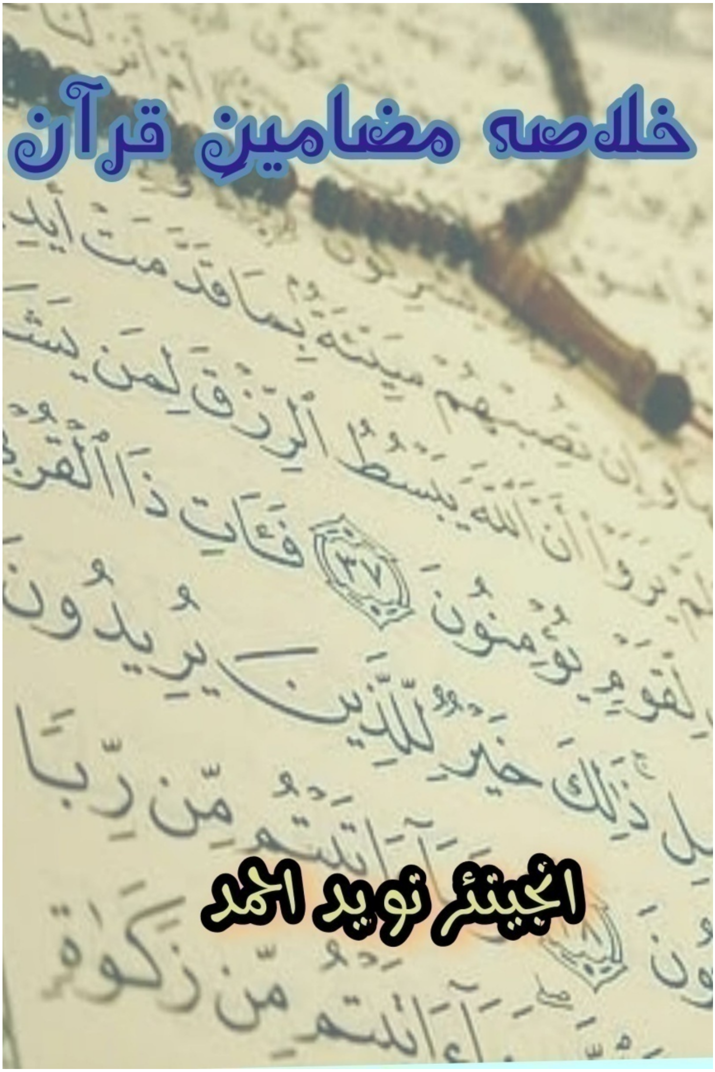


خلاصہ مضامینِ قرآن
انجینئر نوید احمد

خلاصہ مضامین قرآن

انجینئر نوید احمد

فہرست

پاره ٢٩

پارہ ۱

پہلے پارے میں دو سورتیں ہیں۔
سورۃ فاتحہ مکمل شامل ہے جس
میں صرف ایک ہی رکوع ہے۔ سورۃ
بقرۃ کے ۴۰ میں سے ابتدائی ۱۶
رکوع اس پارے میں شامل ہیں۔

۱۔ سورۃ الفاتحہ

طلب ہدایت کی دعا

اِس سورۃ مبارکہ کو ’’الفاتحہ ‘‘۔
اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس سے
قرآن مجید کا افتتاح یعنی آغاز
ہوتا ہے۔ اس سورۃ کے کئی نام
ہیں۔ ان میں سے ایک نام ہے

’’اساس القرآن‘‘ یعنی قرآن مجید
کی بنیاد۔ اس نام کی وجہ یہ ہے
کہ یہ سورۃ مبارکہ ایک دعا ہے
اور پورا قرآن مجید جواب دعا ہے۔
اس سورۃ طیبہ میں اللّٰہ نے ہمیں
دعا سکھائی اِہْدِنَا الصِّرَاطَ
الْمُسْتَقِیْمَ۔ اے اللّٰہ! تو ہمیں
سیدھے راستے کی ہدایت عطا
فرما۔ اس دعا کے جواب میں اللّٰہ نے
قرآن مجید عطا فرما دیا جو تمام

انسانوں کے لیے ہدایت ہے۔ سورۃ
فاتحہ میں ہدایت کے حصول کے لیے
نہ صرف دعا سکھائی گئی بلکہ
دعا مانگنے کا سلیقہ بھی سکھایا
گیا ہے۔ پہلے اللہ کی حمد و ثناء
کی جائے، اس کی بڑائی کو تسلیم
کیا جائے، پھر اپنی عاجزی کا
اعتراف کرتے ہوئے اس کی مکمل
بندگی کرنے کا اقرار کیا جائے اور

آخر میں اپنی دعا اور حاجت پیش
کی جائے۔

۲۔ سورۃ البقرۃ

اُمّت کی ذمہ داریاں

رکوع ۱ ۔ آیات ۱ تا ۷

قرآن سے ہدایت پانے والوں کے اوصاف

اِس رکوع میں قرآن حکیم کو طلب گاروں کے لیے ہدایت قرار دیا گیا

اور ان خوش نصیبوں کے اوصاف
بیان کیے گئے۔ اس کے بعد ان بد
نصیبوں کا ذکر کیا گیا جو اپنے تکبر
اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے قرآن
حکیم سے ہدایت حاصل کرنے سے
محروم رہتے ہیں۔ گویا اس رکوع
میں اہل حق اور اہل باطل کے
کردار کو نمایاں کیا گیا۔

رکوع ۲۔ آیات ۸ تا ۲۰

منافقانہ کردار کی وضاحت

دوسرے رکوع میں منافقین کا ذکر ہے۔ منافق وہ لوگ ہوتے ہیں جو حق کو قبول تو کر لیتے ہیں لیکن جب اس کے تقاضے کے مطابق عمل کرنے کا وقت آتا ہے اور حق کے لیے مال و جان کی قربانی دینے کی دعوت دی جاتی ہے تو پیٹھ پھیر لیتے ہیں۔ اللہ نے اس منافقانہ

کردار کو بے نقاب کیا اور مثالوں کے ذریعہ اس کردار کی بھر پور وضاحت فرما دی۔

رکوع ۳۔ آیات ۲۱ تا ۲۹

قرآن حکیم کی عظمت اور دعوت

تیسرے رکوع میں قرآن حکیم کی
عظمت اور نوع انسانی کے لیے اس
کی دعوت کا بیان ہے۔ تمام
انسانوں کو زندگی کے ہر گوشہ
میں اللہ کی مکمل اطاعت کی
دعوت دی گئی۔ قرآن حکیم کو اللہ
کا بے نظیر کلام قرار دیا گیا اور
اس حقیقت کا انکار کرنے والوں کو
اس جیسے کلام کی محض ایک
سورۃ مقابلہ میں لانے کا چیلنج دیا

گیا۔ اسی رکوع میں اللہ نے آگاہ
فرما دیا کہ بعض ایسے فاسق لوگ
ہوتے ہیں جنہیں قرآن سے ہدایت
نہیں بلکہ گمراہی ملتی ہے۔ یہ
وہ لوگ ہیں جو اللہ کے ساتھ عہد
کرنے کے بعد اسے پورا نہیں کرتے،
جس چیز کے ساتھ اللہ نے تعلق
قائم کرنے کا حکم دیا اس سے
تعلق توڑ دیتے ہیں اور زمین میں

اللہ کی نافرمانیاں کر کے فساد پھیلاتے ہیں۔

رکوع ۴۔ آیات ۳۰ تا ۳۹

قرآن حکیم کا فلسفہ

چوتھے رکوع میں قرآن حکیم کا فلسفہ بیان کیا گیا ہے۔ فلسفہ کا موضوع ہوتا ہے کائنات، خالق اور انسان کے بارے میں سوالات کا

جواب دینا۔ اس رکوع میں بتایا گیا
کہ کائنات اللہ نے بنائی۔ انسان کو
بھی اللہ نے پیدا فرمایا اور اسے
اس کائنات میں خلافت کا منصب
عطا کیا۔ تسخیرِ کائنات کے لیے اسے
علم کی دولت سے سرفراز کیا اور
تمام فرشتوں اور ابلیس نامی جن
کو اس کے سامنے سجدہ ریز ہونے
کا حکم دیا۔ ابلیس نے ایسا کرنے سے
انکار کیا۔ اللہ نے حضرت آدمؑ کو

آگاہ کیا کہ دنیا میں ابلیس، ان کی نسل کو اللہ کی نافرمانی کی طرف راغب کرے گا۔ اس کے شر کے مقابلہ کے لیے اللہ ہدایت نازل فرماتا رہے گا۔ ہدایت پر عمل کرنے والے کامیاب اور اس سے رخ پھیرنے والے عذاب کا شکار ہوں گے۔

رکوع ۵ ۔ آیات ۴۰ تا ۴۶

بنی اسرائیل کے لیے ہدایات

پانچویں رکوع سے سابقہ امت
مسلمہ یعنی بنی اسرائیل سے
خطاب کا آغاز ہوتا ہے۔ اس رکوع
میں انہیں دی گئی ہدایات کا
خلاصہ بیان کیا گیا ہے۔ انہیں
نصیحت کی گئی کہ قرآن مجید پر
ایمان لاؤ، با جماعت نماز کا اہتمام
کرو اور قول و فعل کے تضاد سے

بچو۔ ایسا نہ ہو کہ تم لوگوں کو
تو اچھی باتوں کی نصیحت کرو
اور خود اپنے آپ کو بھول جاؤ۔

رکوع ۶۔ آیات ۴۷ تا ۵۹

بنی اسرائیل پر انعامات اور ان کی ناشکری

چھٹے رکوع میں بنی اسرائیل پر
اللہ کے انعامات کا ذکر اور ان کی

نا شکری و نافرمانی کا بیان ہے۔
اللہ نے انہیں فرعون کے ظلم سے
بچایا، ان پر صحرائے سینا میں
بادلوں کا سایہ کیا اور من و
سلویٰ کی صورت میں انتہائی
عمدہ غذا انہیں عطا فرمائی۔ بنی
اسرائیل نے نا شکری کرتے ہوئے
بچھڑے کی ایک مورت کو معبود بنا
لیا اور حضرت موسیٰ سے اللہ کا
دیدار کرانے کا مطالبہ کرنے لگے۔ سزا

کے طور پر اللہ نے انہیں مختلف
عذابوں سے دوچار رکھا۔

رکوع ۷۔ آیات ۶۰ تا ۶۱

ناشکری کی سزا۔ ذلت و محتاجی

ساتویں رکوع میں بنی اسرائیل پر
اللہ تعالیٰ کے اس احسان کا ذکر

ہے کہ ان کے ۱۲ قبائل کے لیے صحرا
میں ایک چٹان سے پانی کے ۱۲
چشمے جاری کر دیے گئے۔ اُنہوں نے
اللہ کا شکر ادا کرنے کے بجائے
حضرت موسیٰ سے کہا کہ ہم من
و سلویٰ کھا کھا کر اکتا چکے
ہیں۔ ہمیں تو ایسی غذائیں پسند
ہیں جو زمین سے پیدا ہوتی ہیں۔
اللہ نے نعمتوں کا نزول ختم کر دیا
اور انہیں کہا کہ کھیتی باڑی کر

کے زمین سے اپنی پسندیدہ غذا حاصل کر لو۔ وہ محنت و مشقت کے عادی نہ رہے تھے لہٰذا شدید محتاجی، غذا کی قلت اور ذلت سے دوچار ہوئے۔

رکوع ٨ـ آیات ٦٢ تا ٧١

اللہ کی بے چون و چرا اطاعت کرو

آٹھویں رکوع میں گائے کے حوالے سے ایک واقعہ کا بیان ہے۔ یہ واقعہ اتنا اہم ہے کہ اس پوری سورۃ مبارکہ کا نام ’’البقرۃ‘‘ (گائے) ہے۔ حضرت موسیٰؑ نے بنی اسرائیل کو اللہ کا حکم سنایا کہ ایک گائے ذبح کرو۔ بجائے اس کے کہ وہ فوراً اللہ

کے حکم پر عمل کرتے اور ایک گائے پکڑ کر ذبح کر دیتے پوچھنے لگے کہ وہ گائے کیسی ہے؟ اس کا رنگ کیسا ہے؟ اس کی صفات کون کون سی ہیں؟ آخر کار ان کے لیے ایک ایسی گائے معین کر دی گئی جسے وہ مقدس سمجھتے تھے۔ اللہ کا حکم آئے تو فوراً تعمیل کرنی چاہیے۔ غیر ضروری سوالات کرنا اللہ کی نگاہ میں ناپسندیدہ عمل ہے۔

رکوع ۹۔ آیات ۷۲ تا ۸۲

بنی اسرائیل کے عوام اور علماء کا حال

نویں رکوع میں بنی اسرائیل کے
عوام کے بارے میں آگاہ کیا گیا کہ
وہ شریعت کا علم رکھتے ہی
نہیں۔ اپنی خواہشات کی پیروی
کو شریعت پر ترجیح دیتے ہیں۔ اکثر

علماء جانتے بوجھتے شریعت کے
خلاف فتویٰ دے کر دنیا کماتے ہیں۔
ان کے لیے روز قیامت دوگنا عذاب
ہو گا۔ دنیا کمانے کی بنا پر اور اس
گمراہی کے سبب سے جو غلط
فتویٰ کی وجہ سے پھیلی۔ ان کا
خوش کن عقیدہ ہے کہ ہم اللّٰہ
کے لاڈلے ہیں اور دوزخ میں نہیں
ڈالے جائیں گے۔ اللّٰہ کا ضابطہ تو یہ
ہے کہ جس نے جان بوجھ کر ایک

گناہ کیا اور وہ اس گناہ کو اپنے لیے جائز سمجھنے لگا تو وہ جہنمی ہے اور جہنم میں ہمیشہ رہے گا۔ ہاں جو لوگ ایمان لائے اور اچھے اعمال کرتے رہے، وہ جنت کی دائمی نعمتیں حاصل کریں گے۔

رکوع ۱۰ـ آیات ۸۳ تا ۸۶

شریعت پر جزوی عمل کی سزا

دسویں رکوع میں بنی اسرائیل سے
ایک عہد شریعت لینے کا ذکر ہے۔
اُنہوں نے شریعت پر عمل کرنے کا
عہد کیا لیکن اسے توڑ دیا۔ شریعت
کی کچھ باتوں پر عمل کیا اور
کچھ کی خلاف ورزی کی۔ یہ طرز
عمل اللہ کی نہیں بلکہ اپنی

خواہشات نفس کی اطاعت والا ہے۔ اللہ نے بطور سزا انہیں دنیا میں رسوا کیا اور آخرت میں شدید عذاب کی وعید سنائی۔ آج ہم مسلمانوں کی دنیا میں ذلت و رسوائی کا سبب بھی یہی ہے کہ ہم شریعت کے بعض احکامات پر عمل کر رہے ہیں اور اکثر احکامات پر عمل سے گریز کر رہے ہیں۔ اللہ

ہمیں پورے کے پورے اسلام پر عمل
کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

رکوع ۱۱۔ آیات ۸۷ تا ۹۶

بنی اسرائیل کا نبی اکرمﷺ
سے حسد

گیارہویں رکوع میں بتایا گیا کہ
بنی اسرائیل اچھی طرح جانتے ہیں

کہ حضرت محمدﷺ اللہ کے سچے
رسول ہیں۔ وہ محض حسد کی
وجہ سے آپﷺ پر ایمان نہیں لا
رہے۔ انہیں جلن ہے کہ آپﷺ کا
تعلق بنی اسرائیل سے کیوں نہیں۔
ان کی ساری بد اعمالیوں کا سبب
یہ ہے کہ وہ دنیا کی زندگی سے
محبت کرتے ہیں۔ وہ مرنا نہیں
چاہتے بلکہ ان میں سے ہر شخص
ہزار برس تک جینے کا آرزو مند ہے۔

البتہ لمبی زندگی کی آرزو اُنہیں
اللّٰہ کے عذاب سے بچا نہ سکے گی۔

رکوع ۱۲۔ آیات ۹۷ تا ۱۰۳

بنی اسرائیل کی حضرت جبرائیلؑ سے دشمنی

بارہویں رکوع میں بنی اسرائیل کے
ایک بہتان کا ذکر کیا ہے۔ وہ حضرت
جبرائیلؑ پر الزام لگاتے تھے کہ

انہوں نے ہم سے دشمنی کی اور
وحی ہمارے کسی فرد کے بجائے
حضرت محمدﷺ پر نازل کر دی۔ اس
رکوع میں جواب دیا گیا کہ حضرت
جبرائیلؑ نے اللہ کے حکم سے آپﷺ
کے قلب مبارک پر وحی نازل کی۔ جو
کوئی بھی اللہ، اللہ کے پیغمبروں
اور فرشتوں سے دشمنی کرے گا تو
اللہ بھی ایسے بد بختوں کا دشمن
ہے۔

رکوع ۱۳۔ آیات ۱۰۴ تا ۱۱۲

تورات کیوں منسوخ کی گئی؟

تیرہویں رکوع میں یہود کے اس اعتراض کا جواب ہے کہ اللہ نے تورات کو کیوں منسوخ کیا؟ جواب دیا گیا کہ اللہ بادشاہ ہے۔ اسے پورا اختیار ہے کہ جب چاہے اپنے

فرامین کو بدل دے۔ بندوں کا خیر خواہ ہے اور ان کی سہولت کے لیے تدریجاً احکامات نازل کرتا ہے۔ ایک حکم کو منسوخ کرنے کے بعد اس جیسا یا اس سے بہتر حکم نازل کر دیتا ہے۔

رکوع ۱۴۔ آیات ۱۱۳ تا ۱۲۱

یہودی اور عیسائی مسلمانوں سے کب راضی ہوں گے؟

چودہویں رکوع میں آگاہ کیا گیا کہ یہودی اور عیسائی مسلمانوں سے اس وقت تک راضی نہ ہوں گے جب تک وہ ان کے طریقہ کی پیروی نہ کریں۔ مسلمانوں کے لیے بھلائی اور کامیابی کا راستہ یہ

ہے کہ وہ قرآن حکیم کی دی
ہوئی ہدایت کی پیروی کریں۔
سچے مومن وہی ہیں جو پیروی
کی نیت سے قرآن حکیم کی اس
طرح تلاوت کریں جیسا کہ تلاوت
کرنے کا حق ہے۔

رکوع ۱۵۔ آیات ۱۲۲ تا ۱۲۹

حیات ابراہیمؑ۔ آزمائشوں کی داستان

پندرہویں رکوع میں بیان کیا گیا
کہ حضرت ابراہیمؑ کو اللّٰہ نے کئی
محبتوں کے حوالے سے آزمایا۔ اُنہوں
نے والدین کی محبت، گھر کی
محبت، وطن کی محبت، قوم کی
محبت، اولاد کی محبت، غرض ہر
محبت کو اللّٰہ کی محبت کے سامنے

قربان کر دیا۔ یہاں تک کہ اپنے بیٹے
کو بھی اللہ کے حکم پر قربان کرنے
کے لیے تیار ہو گئے۔ اللہ نے انہیں
انعام کے طور پر نوع انسانی کے لیے
امام بنا دیا۔ اُنہوں نے شہر مکہ کو
آباد کیا اور وہاں بیت اللہ کی
تعمیرِ نو کرتے ہوئے اللہ سے دعا
کی کہ اے اللہ! ہمیں اپنی عبادت
کے طریقے سکھا، ہماری خدمات
دینی کو قبول فرما اور ہماری

نسل میں سے ایک پیغمبر بھیج دے
جو اللہ کا کلام لوگوں کو سنائے،
انہیں احکامات اور حکمت سکھائے
اور ان کا تزکیہ کرے۔ اللہ نے یہ دعا
قبول فرمائی اور نبی اکرمﷺ کو
نسل ابراہیمی میں آخری نبی بنا
کر بھیجا ؎

ہوئی پہلوئے آمنہ سے ہویدا

دعائے خلیل اور نوید مسیحا

نبی اکرمﷺ نے لوگوں کو آیات
قرآنی سنائیں، جو لوگ یہ آیات
سن کر آپﷺ کے قریب آئے آپﷺ نے
قرآن کے ذریعہ سے ان کے نفوس کا
تزکیہ کیا۔ ان کے دلوں میں اللہ
کی محبت، آخرت کی فکر اور
شہادت کی تڑپ پیدا کی۔ پھر
انہیں احکامات سکھائے اور
احکامات کی حکمت سکھائی۔ اس
طریقہ سے وہ جماعت تیار ہوئی

جس نے بڑی قربانیاں دے کر ایک
صالح معاشرہ اور عادلانہ نظام
قائم کیا۔ آج بھی اگر ہم چاہتے
ہیں کہ معاشرتی عدل قائم ہو
تو اِس کے لیے بھی یہی طریقہ
ہو گا۔ قرآن کی دعوت کے ذریعہ
سے لوگوں کو جمع کیا جائے، ان
کی تربیت اور تزکیہ کیا جائے۔ اس
کے بعد وہ اللّٰہ کے احکامات پر عمل
کرنے اور عادلانہ نظام کے قیام کے

حوالے سے ہر قسم کی قربانی دینے کو تیار ہوں گے۔

رکوع ۱۶۔ آیات ۱۳۰ تا ۱۴۱

ملت ابراہیمی کی وضاحت

سولہویں رکوع میں ملت ابراہیمؑ کی وضاحت کی گئی۔ ملت ابراہیمؑ یہ ہے کہ جیسے ہی اللہ کا حکم آئے فوراً اس کی تعمیل کی جائے۔

یہی روش ہر دانشمند انسان کو اختیار کرنی چاہیے۔ اہمیت نیک لوگوں کی راہ کی پیروی کی ہے نہ کہ ان سے کسی نسلی تعلق کی۔ لہٰذا دو مرتبہ اس رکوع میں بیان کیا گیا:

تِلْکَ اُمَّۃٌ قَدْ خَلَتْ لَہَا مَا کَسَبَتْ وَلَکُمْ مَّا کَسَبْتُمْج وَلاَ تُسْءَلُوْنَ عَمَّا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ

’’وہ ایک گروہ تھا جو گزر چکا، اُنہوں نے جو اعمال کیے وہ ان کے لیے تھے اور تم جو اعمال کر رہے ہو وہ تمہارے لیے ہیں۔ تم سے یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ وہ کیا کرتے رہے‘‘۔

کسی سے نسلی تعلق کو آخرت میں بخشش کی بنیاد نہ سمجھنا بلکہ اللہ تو کردار دیکھے گا۔ اللہ ہمیں اچھا کردار اختیار کرنے اور

نیک لوگوں کی پیروی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

پارہ ۲

دوسرے پارے میں سورۂ بقرة کے ۱۶ رکوع شامل ہیں یعنی رکوع ۱۷ تا رکوع ۳۲۔

رکوع ۱۷۔ آیات ۱۴۲ تا ۱۴۷

تحویل قبلہ اور تحویل امت کا بیان

سترہویں رکوع میں تحویل قبلہ کا حکم ہے۔ مسلمانوں نے مدینہ منورہ میں ہجرت کے بعد ١٧ ماہ تک بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نمازیں ادا کیں۔ پھر تحویل قبلہ کا حکم آیا اور مسجد حرام کو قبلہ قرار دے دیا گیا۔ اس موقع پر آگاہ

کیا گیا کہ صرف قبلہ تبدیل نہیں
ہوا بلکہ امت بھی تبدیل کر دی
گئی ہے۔ بنی اسرائیل کو ان کے
جرائم کی وجہ سے دنیا کی امامت
کے منصب سے معز ول کر دیا گیا
اور یہ اعزاز اب مسلمانوں کو دے
دیا گیا۔ ان کی ذمہ داری لگائی
گئی کہ وہ دین حق کی تبلیغ،
اس پر عمل اور اس کے نفاذ کے
ذریعے نوع انسانی تک اللہ کا دین

پہچانے کا حق ادا کریں۔ اسلام کی تعلیمات کو سیکھیں، ان پر عمل کریں اور ان کے اجتماعی احکامات کے نفاذ کے لیے جد و جہد کریں۔ اجتماعی احکامات کے نفاذ سے ہی وہ اسلام کے دین حق اور قابل عمل ہونے کا ثبوت پیش کر کے نوع انسانی پر حجت پوری کر سکیں گے۔ یہ بڑی کٹھن ذمہ داری ہے۔ اللہ

ہمیں یہ ذمہ داری ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

رکوع ۱۸۔ آیات ۱۴۸ تا ۱۵۲

صالح جماعت تیار کرنے کا نبوی طریق کار

اٹھارہویں رکوع میں وہ طریقۂ کار بیان کیا گیا ہے جس کے ذریعہ سے نبی اکرمﷺ نے وہ صالح جماعت

تیار کی جس کی قربانیوں کے
ذریعہ سے بالآخر اللہ کا دین غالب
اور نافذ ہوا۔ آپﷺ نے قرآن کی
آیات سنا کر لوگوں کو جھنجھوڑا
اور متوجہ کیا۔ جو لوگ متوجہ
ہوئے وہ آپﷺ کے قریب آ گئے اور
آپﷺ کے جاں نثار بن گئے۔ اب آپﷺ
نے اسی قرآن کے ذریعہ سے ان کی
تربیت اور تزکیہ کیا۔ ان کے دلوں
سے دنیا کی محبت کو نکالا، آخرت

کی فکر اور اللہ کی محبت کو ڈالا
اور دین کے لیے مال لگانے اور اللہ
کی راہ میں جان قربان کرنے کا
جذبہ پیدا کیا۔ انہیں قرآن کے
احکامات سکھائے اور پھر ان
احکامات کی حکمت بتا کر انہیں
دین پر ثابت قدم کر دیا۔ ان ثابت
قدم افراد کی جد و جہد سے دین
حق غالب ہوا۔ آج بھی غلبۂ دین
کے لیے اسی اسوۂ رسولﷺ پر عمل

کر کے کامیابی حاصل کی جا سکتی ہے۔

رکوع ۱۹_ آیات ۱۵۳ تا ۱۶۳

راہِ حق میں قربانیاں دینی پڑیں گی

انیسویں رکوع میں آگاہ کیا گیا کہ نوع انسانی تک اللہ کے دین کی تبلیغ کا حق ادا کرنا ایک کٹھن

ذمہ داری ہے۔ ضروری ہے کہ اس ذمہ داری کی ادائیگی کے لیے اللہ سے مدد مانگی جائے اور صبر و استقامت کی روش اختیار کی جائے۔ حق کی راہ میں مال و جان قربان کرنے کے مراحل آ کر رہتے ہیں۔ جو لوگ ان مراحل میں ڈٹ جاتے ہیں ان پر اللہ کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں اور انہیں ہدایت یافتہ ہونے کی سند عطا ہوتی ہے۔

رکوع ۲۰۔ آیات ۱۶۴ تا ۱۶۷

قلبی ایمان کیسے حاصل ہوتا ہے؟

بیسویں رکوع میں اللہ نے یہ حقیقت بیان کی کہ ایمان کیسے شعوری طور پر حاصل ہوتا ہے۔ ایمان اللہ نے ہر انسان کے وجود میں رکھ دیا ہے لیکن رفتہ رفتہ

ہم اس ایمان سے غافل ہو جاتے ہیں۔ کائنات میں اللہ کی بیشمار نشانیاں ہیں۔ ان پر غور کرنے سے اللہ یاد آ جاتا ہے اور انسان کے اندر چھپے ہوئے ایمانی حقائق شعور کی سطح پر آ جاتے ہیں۔ آسمانوں اور زمین کی تخلیق، آسمان سے برسنے والی بارش، زمین میں اگنے والی نباتات، زمین پر پھیلے ہوئے طرح طرح کے جاندار، ہواؤں کی

تبدیلی، آسمانوں میں تیرنے والے

بادل اور سمندر میں رواں دواں

کشتیاں انسانوں کو عظیم خالق

کی معرفت کا شعور دینے والی

نشانیاں ہیں ؎

کھول آنکھ زمین دیکھ فلک

دیکھ فضا دیکھ

مشرق سے ابھرتے ہوئے سورج کو

ذرا دیکھ

اِن نشانیوں پر غور سے ایمان حاصل ہوتا ہے اور سچے اہل ایمان وہ ہیں جو اللّٰہ سے شدید محبت کرتے ہیں۔ کچھ بد نصیب اللّٰہ کے بجائے سیاسی و مذہبی سرداروں کو بڑا مان کر ان کی اطاعت کرتے ہیں۔ ان سے ایسی محبت کرتے ہیں کہ جیسی محبت اللّٰہ سے کرنی چاہیے۔ وہ روز قیامت اس وقت انتہائی مایوس ہوں گے جب ان کے سردار

ان سے اعلان بیزاری کریں گے۔
بدنصیب پیروکار اللّٰہ سے درخواست
کریں گے کہ اے اللّٰہ! ہمیں دنیا میں
دوبارہ بھیج دے تاکہ ہم بھی ان
سرداروں سے ایسے ہی اعلان
بیزاری کریں جیسے کہ آج انہوں نے
ہم سے اعلان بیزاری کیا ہے۔ ان کی
درخواست رد کر دی جائے گی۔
انہیں ان کی سرداروں کی خدمت
والی سرگرمیاں بطور حسرت

دکھائی جائیں گے اور وہ ہمیشہ آگ میں جلتے رہیں گے۔

رکوع ۲۱۔ آیات ۱۶۸ تا ۱۷۶

عوام اور علماء سوء کی گمراہی

اکیسویں رکوع میں لوگوں کی اکثریت کی گمراہی کی وجہ بیان کی گئی۔ جب بھی ان سے کہا

جاتا ہے کہ اللہ کے نازل کردہ
احکامات کی پیروی کرو تو وہ
کہتے ہیں کہ ہم تو اپنے باپ دادا
کے رسم و رواج کی پیروی کریں
گے۔ یہ عوام کا حال ہے۔ علماء کا
معاملہ یہ ہے کہ ان میں سے اکثر
حق کو چھپا کر یا اس میں تحریف
کر کے لوگوں کی پسند کے مطابق
فتویٰ دیتے ہیں اور اس کی قیمت
لیتے ہیں۔ ایسے لوگ یہ قیمت لے کر

اپنے پیٹ میں آگ بھر رہے ہیں۔
افسوس! یہ کیسے نڈر ہیں جو اللہ
کے عذاب سے نہیں ڈر رہے اور جانتے
بوجھتے جہنم کا سودا کر رہے ہیں۔

رکوع ۲۲۔ آیات ۱۷۷ تا ۱۸۲

نیک انسان کون ہے؟

بائیسویں رکوع میں نیکی کا جامع
تصور بیان کیا گیا ہے۔ نیک انسان

وہ ہے کہ جس کی نیکی صرف
اللّٰہ کی رضا اور آخرت کے اجر و
ثواب کے لیے ہو۔ وہ انسان دوست
ہو اور اپنا مال مستحقین کی مدد
کے لیے خرچ کرے۔ وہ عبادت گزار ہو
یعنی نماز قائم کرے اور زکوٰۃ ادا
کرے۔ معاملات کا کھرا ہو، سچ بولے
اور اپنے وعدے پورے کرے۔ حق اور
باطل کے معرکے میں حصہ لے، اس
دوران آنے والی مشکلات پر صبر

کرے اور باطل کے خلاف ڈٹ کر حق کا ساتھ دے۔

رکوع ۲۳۔ آیات ۱۸۳ تا ۱۸۸

رمضان، قرآن اور روزے کا بیان

تئیسویں رکوع میں رمضان، قرآن اور روزے کے بارے میں ہدایات دی گئیں۔ رمضان المبارک کو نزول قرآن

کا مہینہ ہونے کی وجہ سے
فضیلت دی گئی اور قرآن کو تمام
انسانوں کے لیے انتہائی واضح
ہدایت قرار دیا گیا۔ آگاہ کیا گیا
کہ روزے دو ہیں۔ ایک روزہ فرض
عبادت ہے جو صرف رمضان میں
رکھنا ہے۔ دوسرا روزہ زندگی بھر
کا ہے اور وہ ہے حرام کمائی سے
پرہیز کرنا۔ منع کیا گیا کہ دوسروں
کا مال ناحق طریقہ سے مت کھاؤ۔

رکوع ۲۴ـ آیات ۱۸۹ تا ۱۹۶

اللہ کی راہ میں قتال اور انفاق کا حکم

چوبیسویں رکوع میں مسلمانوں کو مشرکین مکہ کے خلاف جنگ کرنے کا حکم دیا گیا۔ مکی دور میں اس کی اجازت نہیں تھی۔ فرمایا گیا کہ مشرکین سے دین کے غلبہ کی

منزل سر ہونے تک جنگ کرتے رہو۔
البتہ ہر قسم کی زیادتی سے منع
کیا گیا۔ ایسے لوگوں کو معاف کرنے
کا حکم دیا گیا جو ظلم اور شرک
سے باز آ جائیں۔ یہ بھی حکم دیا
گیا کہ جنگ کے لیے مال خرچ کرو
اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔
اگر تم جنگ نہیں کرو گے تو دشمن
تم پر حاوی ہو جائے گا اور تمہیں
ہلاک کر ڈالے گا۔

رکوع ۲۵۔ آیات ۱۹۷ تا ۲۱۰

پورے کے پورے اسلام پر عمل کرو

پچیسویں رکوع میں مناسکِ حج کا ذکر ہے۔ حج کے موقع پر دعاؤں کے لیے وسیع وقت ہوتا ہے۔ کچھ بدنصیب وہاں پر اللہ سے صرف دنیا مانگتے ہیں۔ ان کے لیے آخرت میں

کچھ نہیں ہے۔ البتہ جو لوگ اللہ
سے دنیا و آخرت دونوں کی
بھلائیاں مانگتے ہیں، ان کے لیے
آخرت میں ان کی نیکیوں کا بھر
پور اجر ہے۔ رکوع کے آخر میں حکم
دیا گیا کہ پورے کے پورے اسلام پر
عمل کرو۔ ایسا نہ ہو کہ کچھ
باتیں اللہ کی مانو، کچھ رسم و
رواج کی اور کچھ اپنے نفس کی۔
ایسی غیر خالص اطاعت شیطان کے

نقش قدم کی پیروی ہے اور اللّٰہ اسے ہرگز قبول نہیں کرے گا۔

رکوع ۲۶۔ آیات ۲۱۱ تا ۲۱۶

جنت کا حصول آسان نہیں!

چھبیسویں رکوع میں آگاہ کیا گیا کہ جنت کا حصول آسان نہیں ہے۔ جنت میں وہی لوگ جائیں گے جو سخت قسم کی آزمائشوں میں

حق پر ڈٹے رہیں گے اور مال و جان
کی بازیاں لگا دیں ؂
جنت تیری پنہاں ہے ترے خون جگر
میں
اے پیکر گل کوشش پیہم کی جزا
دیکھ
رکوع کے آخر میں ارشاد ہوا کہ اے
مسلمانو! تم پر جنگ کا کرنا فرض
کر دیا گیا ہے خواہ تمہیں یہ حکم

کتنا ہی نا گوار ہو۔ ممکن ہے کہ
تم کسی چیز کو ناپسند کرتے ہو
اور اس میں تمہارے لیے خیر ہو اور
ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو
پسند کرتے ہو اور اس میں تمہارے
لیے شر ہو۔ اللہ جانتا ہے اور تم
نہیں جانتے۔

رکوع ۲۷۔ آیات ۲۱۷ تا ۲۲۱

کافروں کے جرائم زیادہ سنگین ہیں

ستائیسویں رکوع میں محترم مہینوں میں جنگ، شراب اور جوئے کی حرمت اور یتیموں کے حقوق کے بارے میں احکامات ہیں۔ حرمت والے مہینوں میں جنگ کے حوالے سے ارشاد ہوا کہ بلا شبہ ان مہینوں میں جنگ کرنا منع ہے۔ البتہ جو

لوگ کفر کر رہے ہیں، اللّٰہ کی راہ
سے روک رہے ہیں اور شرک کر رہے
ہیں، ان کے جرائم اس سے بھی
زیادہ بڑے ہیں۔ واضح کیا گیا کہ
جنت کے صحیح امید وار وہ لوگ
ہیں جو ایمان لائے، اللّٰہ کی راہ
میں ہجرت کی اور پھر مال و جان
سے اللّٰہ کی راہ میں جہاد کیا۔ اللّٰہ
کی راہ میں مال لگانے کا اعلیٰ
درجہ یہ ہے کہ انسان ضرورت سے

زائد ہر شے اللہ کی راہ میں قربان کر دے۔

رکوع ۲۸۔ آیات ۲۲۲ تا ۲۲۸

خواتین سے متعلق مسائل

اٹھائیسویں رکوع میں حیض، قسم اور طلاق یافتہ خاتون کی عدت کے بارے میں احکامات ہیں۔

رکوع ۲۹۔ آیات ۲۲۹ تا ۲۳۱

طلاق کی اقسام

انتیسویں رکوع میں طلاق کی
مختلف اقسام کا ذکر کیا گیا۔
معاملہ اگر دو طلاقوں تک ہو تو
یہ طلاق رجعی ہے یعنی شوہر
اور بیوی رجوع کر سکتے ہیں۔ اگر
شوہر نے تین طلاقیں دے دی ہیں

تو یہ طلاق مغلّظ ہے۔ اب رجوع نہیں ہو سکتا سوائے اس کے کہ خاتون کسی اور مرد سے نکاح کرے اور وہ شخص وفات پا جائے یا اتفاقی طور پر اسے طلاق دے دے تو اب سابقہ شوہر سے نکاح کیا جا سکتا ہے۔

رکوع ۳۰۔ آیات ۲۳۲ تا ۲۳۵

خواتین سے متعلق مسائل

تیسویں رکوع میں رضاعت اور بیوہ
خاتون کی عدت کے حوالے سے
ہدایات ہیں۔

رکوع ۳۱۔ آیات ۲۳۶ تا ۲۴۲

رخصتی سے پہلے طلاق

اکتیسویں رکوع میں اس طلاق کے حوالے سے ہدایات ہیں جو رخصتی سے پہلے ہی دے دی گئی ہو۔ اِن ہدایات کے بعد آیت ۲۳۸ میں فرمایا:

حَافِظُوْا عَلَی الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوۃِ الْوُسْطیٰ ق وَقُوْمُوْا لِلّٰہِ قٰنِتِیْنَ

’’نمازوں کی حفاظت کرو اور بہترین نماز پڑھو اور اللّٰہ کے سامنے عاجزی کے ساتھ کھڑے رہو‘‘۔

نماز میں انسان اللہ تعالیٰ کے سامنے جا کر عہد بندگی کو تازہ کرتا ہے۔ انسان بار بار کہتا ہے: اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔ اے اللہ ہم تیری ہی بندگی کریں گے اور تجھ سے ہی مدد چاہیں گے ؎

سرکشی نے کر دیے دھندلے نقوش بندگی

آؤ سجدے میں گریں لوح جبیں تازہ کریں

جو انسان بار بار اس عہد بندگی کو دہرا رہا ہو، اسی سے یہ امید کی جا سکتی ہے کہ وہ اپنے تمام معاملات میں، خواہ معاشی ہوں یا عائلی، اللّٰہ کا کہنا مانے گا اور کسی قسم کی زیادتی اور تقویٰ کے خلاف کام نہیں کرے گا۔

رکوع ۳۲۔ آیات ۲۴۳ تا ۲۴۸

اہمیت مال کی نہیں علم کی ہے!

بتیسویں رکوع میں اہل ایمان کو اللہ کی راہ میں جنگ کرنے اور مال خرچ کرنے کا حکم دیا گیا۔ بشارت دی گئی کہ جو مال اللہ کی راہ میں خرچ کیا جائے گا اسے اللہ اپنے

ذمہ قرض حسنہ قرار دیتا ہے اور روز قیامت اس کا کئی گنا اجر عطا فرمائے گا۔ اسی رکوع میں بنی اسرائیل کے بزدل لوگوں کی مثال بطور عبرت پیش کی گئی۔ بنی اسرائیل کو اللہ نے فلسطین پر فتح دے دی تھی۔ رفتہ رفتہ وہ دنیا داری میں پڑ گئے اور اس کے نتیجہ میں وہاں آباد ایک مشرک قوم ان پر غالب آ گئی۔ وہ اس مشرک قوم

سے ڈر کر اپنے شہر سے نکل گئے۔
اللہ نے ان پر موت طاری کی اور
پھر دوبارہ زندہ کر دیا۔ انہیں
احساس ہوا کہ جس موت سے ہم
ڈر رہے تھے وہ تو یہاں بھی آ
گئی۔ اب ان میں اللہ کی راہ میں
جنگ کرنے کا جذبہ پیدا ہوا۔ اُنہوں
نے اس وقت کے نبی حضرت
سموئیلؑ سے بادشاہ مقرر کرنے کی
درخواست کی۔ نبیؑ نے اللہ کے حکم

سے حضرت طالوت کو بادشاہ مقرر کر دیا۔ بنی اسرائیل نے اعتراض کیا کہ یہ بادشاہ کیسے ہو سکتے ہیں؟ یہ تو مالی اعتبار سے انتہائی تنگدست ہیں۔ نبیؑ نے جواب دیا کہ اللہ کی نگاہ میں مال کی نہیں بلکہ علم کی اہمیت ہے۔ اللہ نے انہیں علم دیا ہے اور جسمانی قوت دی ہے جو کہ جنگ کے لیے ضروری ہے۔ اللہ ہمیں

بزدلی، بخل اور قیل و قال سے
بچائے اور اپنی راہ میں مان اور جان
لگانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

پارہ ۳

تیسرے پارے میں سورۃ بقرۃ کے
آخری ۸ رکوع یعنی رکوع ۳۳ تا ۴۰
اور سورۃ آل عمران کے ۲۰ میں سے
ابتدائی ۹ رکوع شامل ہیں۔

رکوع ۳۳۔ آیات ۲۴۹ تا ۲۵۳

اہمیت اسباب کی نہیں اللہ کی مدد کی ہے!

تینتیسویں رکوع میں حضرت طالوت
کی جالوت کے ساتھ جنگ کا ذکر
ہے۔ حضرت طالوت کا لشکر تعداد
اور اسباب کے اعتبار سے کمزور تھا
لیکن ان کا بھروسہ اللہ پر تھا۔
اُنہوں نے اللہ سے صبر و استقامت
اور نصرت کی التجا کی۔ اللہ نے ان

کی مدد فرمائی اور انہوں نے
جالوت کے کئی گنا بڑے لشکر کو
شکست فاش دی۔ گویا اہمیت
اسباب کی نہیں اللّٰہ کی مدد کی
ہے۔ یہ مدد ان کے لیے ہے جن کی
نیتوں میں اخلاص ہو اور جو حق
کی خاطر ڈٹ جانے والے ہوں۔

رکوع ۳۴۔ آیات ۲۵۵ تا ۲۵۷

کیا روز قیامت شفاعت کام آئے گی؟

چونتیسویں رکوع میں حکم دیا گیا کہ قیامت آنے سے پہلے پہلے اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔ وہ قیامت جس میں کوئی باطل سفارش، کوئی رشتہ داری اور لین دین کام نہ آئے گا۔ پھر اس رکوع میں آیت الکرسی ہے جو تمام آیات قرآنی

کی سردار ہے۔ اس آیت میں اللّٰہ
کی کئی صفات کا بیان ہے۔ اس
آیت میں امید دلائی گئی کہ اللّٰہ
اپنے نیک بندوں کو بعض گناہ
گاروں کے حق میں شفاعت کی
اجازت عطا فرمائے گا۔ اللّٰہ ہمیں
بھی نبی اکرمﷺ کی شفاعت
نصیب فرمائے۔ آمین! آیت الکرسی
کے بعد ارشاد ہوا کہ اللّٰہ اپنے نیک
بندوں کا ولی ہے اور انہیں

گمراہیوں کے اندھیروں سے نکال
کر حق کی روشنی کی طرف لے آتا
ہے۔ برے لوگوں کے دوست شیاطین
ہیں جو انہیں ہدایت کی راہ سے
ہٹا کر گمراہیوں کی طرف لے جاتے
ہیں۔

رکوع ۳۵۔ آیات ۲۵۸ تا ۲۶۰

کیا مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیا جائے گا؟

پینتیسویں رکوع میں اللہ کی قدرتوں کے اظہار کے لیے تین واقعات کا بیان ہے۔ خاص طور پر اللہ کی اس شان کو نمایاں کیا

گیا کہ وہ مرنے کے بعد انسانوں کو دوبارہ زندہ کرنے پر قادر ہے۔

رکوع ۳۶۔ آیات ۲۶۱ تا ۲۶۶

انفاق فی سبیل اللّٰہ کی فضیلت اور آداب

چھتیسویں رکوع میں حکم دیا گیا کہ اللّٰہ کی راہ میں خلوص کے ساتھ مال خرچ کرو۔ دکھاوا کرنا،

کسی کو صدقہ دے کر احسان
جتلانا یا طعنہ دینا صدقات کو
ضائع کر دیتا ہے۔ خلوص کے ساتھ
خرچ کرنے والوں کو اللّٰہ سات سو
گنا تک اجر عطا فرماتا ہے۔ پھر اللّٰہ
جس کے لیے چاہے اجر کو اور بڑھا
دیتا ہے۔ اللّٰہ ہمیں اپنی راہ میں
نہ صرف خرچ کرنے بلکہ اپنے انفاق
کی حفاظت کرنے کی بھی توفیق
عطا فرمائے۔ آمین!

رکوع ۳۷۔ آیات ۲۶۷ تا ۲۷۳

انفاق فی سبیل اللہ کا بہترین مصرف

سینتیسویں رکوع میں ہدایت دی گئی کہ اللہ کی راہ میں اچھا اور پاکیزہ مال خرچ کرو۔ جیسا مال تمہیں پسند ہے ویسا ہی مال اللہ کی راہ میں دو۔ پھر انفاق

مال کا بہترین مصرف ایسے لوگوں کی مالی مدد کرنا ہے جو دین کی خدمت میں اس طرح لگے ہوئے ہیں کہ معاش کے لیے جد و جہد نہیں کر سکتے۔ مزید فرمایا کہ مال و دولت سے زیادہ بڑی نعمت حکمت ہے یعنی حق و باطل کو پہچاننے والی باطنی بصیرت۔ جسے حکمت عطا کی گئی اسے تو بہت بڑی

بھلائی مل گئی۔ اللہ ہمیں بھی عطا فرمائے۔ آمین!

رکوع ۳۸۔ آیات ۲۷۴ تا ۲۸۱

سودی لین دین کی زور دار مذمت

اڑتیسویں رکوع میں سود کی حرمت کا بیان ہے۔ حکم دیا گیا کہ سودی لین دین چھوڑ دو ورنہ

تمہارے خلاف اللہ اور اس کے
رسولﷺ کی طرف سے اعلان جنگ
ہے۔ ڈرو اس دن سے جب تم سب
اللہ کے دربار میں پیش کیے جاؤ گے
اور ہر شخص کو اس کے اعمال کے
مطابق بدلا دیا جائے گا۔

رکوع ۳۹۔ آیات ۲۸۲ تا ۲۸۳

قرض کے بارے میں ہدایات

انتالیسویں رکوع میں قرض، ادھار لین دین، باہمی معاہدات، رہن اور گواہی کے حوالے سے تفصیلی ہدایات دی گئیں۔

رکوع ۴۰۔ آیات ۲۸۴ تا ۲۸۶

عظیم الشان دعا کا تحفہ

چالیسویں رکوع میں آخرت کے محاسبہ سے خبر دار کیا گیا:

وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْ اَنْفُسِکُمْ اَوْ تُخْفُوْہُ یُحَاسِبْکُمْ بِہِ اللّٰہُ

’’چاہے تم کسی بات کو ظاہر کرو یا چھپاؤ اللہ تم سے حساب لے لے گا‘‘۔

اللّٰھم حاسبنا حسابًا یسیرًا۔ اے اللہ! ہم سے حساب فرما، آسان حساب۔ اٰمین سورۃ مبارکہ کے آخر میں اہل ایمان کو ایک عظیم الشان دعا کا تحفہ دیا گیا:

رَبَّنَا لاَ تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا۔
اے ہمارے رب! ہماری پکڑ نہ فرمائیے
اس پر جو ہم بھول گئے یا جو ہم
سے خطا ہوئی۔ رَبَّنَا وَلاَ تَحْمِلْ عَلَيْنَآ
اِصْرًاکَمَا حَمَلْتَہٗ عَلَی الَّذِيْنَ مِنْ
قَبْلِنَا۔ اے ہمارے رب! ہم پر وہ
بوجھ نہ ڈالیے جو آپ نے ہم سے
پہلے آنے والوں پر ڈالا۔ رَبَّنَا وَلاَ
تُحَمِّلْنَا مَا لاَ طَاقَۃَ لَنَا بِہٖ۔ اے ہمارے
رب! ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈالیے جو

ہم اٹھا نہ سکیں۔ وَاعْفُ عَنَّا۔ اور

ہم سے درگذر فرمائیے۔ وَاغْفِرْ لَنَا۔

اور ہماری بخشش فرمائیے۔

وَارْحَمْنَا۔ اور ہم پر رحم فرمائیے۔

اَنْتَ مَوْلٰنَا۔ آپ ہی ہمارے مولا

ہیں۔ فَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ۔

پس ہماری مدد فرمائیے کافر قوم

کے مقابلہ میں۔ آمین ثم آمین۔

۳۔ آل عمران

کشمکشِ حق و باطل میں صبر و
تقویٰ کی تلقین

رکوع ۱ ۔ آیات ۱ تا ۹

قرآن کی ہر آیت حق ہے
خواہ ہمیں سمجھ میں آئے
یا نہ آئے

پہلے رکوع میں عظمت قرآن حکیم
کا بیان ہے۔ قرآن حکیم نہ صرف
حق پر مبنی کتاب ہے بلکہ اب
یہی کتاب حق و باطل میں فرق
کی کسوٹی ہے۔ اس میں کچھ
آیات بالکل واضح ہیں جو کہ قرآن

کی تعلیمات کی بنیاد ہیں۔ کچھ
دوسری آیات ہیں جو متشابہ ہیں
یعنی ہماری ناقص عقل کے لیے
انہیں سمجھنا مشکل ہے۔ جن کے
دلوں میں ٹیڑھ ہے وہ متشابہ آیات
ہی کو اپنے غور و فکر کا موضوع
بناتے ہیں اور ان کی خود ساختہ
تاویل کرتے ہیں تاکہ کوئی فتنہ
اٹھا سکیں۔ البتہ علم میں پختگی
رکھنے والے لوگ کہتے ہیں کہ قرآن

کی ہر آیت، خواہ اس کا فہم

ہماری عقل میں آئے یا نہ آئے، حق

ہے کیونکہ اسے ہمارے رب نے نازل

کیا ہے۔ وہ اپنے رب سے دعا کرتے

ہیں:

رَبَّنَا لاَ تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ہَدَیْتَنَا

وَہَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً اِنَّکَ اَنْتَ

الْوَہَّابُ

’’اے رب ہمارے! ہدا یت دینے کے بعد

ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کر دیجیے

گا اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا فرمائیے گا، بے شک آپ ہی عطا فرمانے والے ہیں‘‘۔

رکوع ۲۔ آیات ۱۰ تا ۲۰

آخرت کی نعمتیں ابدی اور اعلیٰ ہیں

دوسرے رکوع میں واضح کیا گیا کہ بیویوں، اولاد، مال و دولت، سونے

چاندی، کھیتیوں اور دیگراسباب
دنیا کی محبت انسان کے لیے مزین
کر دی گئی ہے۔ انسان کے لیے
امتحان یہ ہے کہ آیا وہ ان دنیوی
محبتوں کو ترجیح دیتا ہے یا آخرت
کی نعمتوں کا طلب گار بنتا ہے۔
دنیوی نعمتیں وقتی اور گھٹیا
ہیں جبکہ آخرت کی نعمتیں ابدی
اور اعلیٰ ہیں۔ آخرت کی نعمتیں ان
متقیوں کو ملیں گی جو اللّٰہ سے

ڈرنے والے، اس کی بندگی کرنے والے اور خاص طور پر سحر کے وقت (نماز تہجد کے ساتھ) بخشش مانگنے والے ہیں۔ اس رکوع میں یہ اعلان بھی کیا گیا کہ اللہ کے نزدیک صرف اسلام ہی دین حق ہے جو زندگی کے انفرادی و اجتماعی تمام معاملات کے لیے ہدایات دیتا ہے۔ چونکہ دیگر الہامی مذاہب میں تحریف ہو گئی اس لیے اللہ کی

نگاہ میں ان کی حقانیت ختم ہو چکی ہے۔

رکوع ۳۔ آیات ۲۱ تا ۳۰

مومن کافروں کو دوست نہ بنائیں

تیسرے رکوع میں نصیحت کی گئی کہ مومنوں کو چاہیے کہ وہ مومنوں کے مقابلہ میں کافروں کو

دوست نہ بنائیں۔ جس نے ایسا کیا
اس کا اللہ سے کوئی تعلق نہیں۔
ہاں اگر جان کو خطرہ ہو تو پھر
ظاہری طور پر دوستی کی جا
سکتی ہے لیکن بہتر ہے کہ انسان
کافروں سے ڈرنے کے بجائے اللہ سے
ڈرے اور عزیمت کی راہ اختیار کرے۔

رکوع ۴۔ آیات ۳۱ تا ۴۱

اللہ بغیر اسباب کے بھی عطا کرتا ہے

چوتھے رکوع میں بیان کیا گیا کہ حضرت مریمؑ کی والدہ نے یہ نذر مانی کہ میرے ہاں جو بھی اولاد ہو گی میں اسے خدمت دین کے لیے وقف کروں گی۔ ایسی نذر ماننے والوں کے ہاں بیٹے کی ولادت ہوتی تھی لیکن اللہ نے انہیں

حضرت مریمؑ جیسی عظیم بیٹی
عطا فرمائی۔ اللہ نے ساتھ ہی
بشارت دی کہ اس بیٹی جیسا
کوئی بیٹا ہو ہی نہیں سکتا تھا۔
اللہ نے اسے تمام جہان کی عورتوں
پر فضیلت دی ہے۔ حضرت مریمؑ کو
خدمت دین کے لیے وقف کر دیا گیا
اور حضرت زکریاؑ نے آپ کی بہت
عمدہ تربیت کی۔ حضرت زکریاؑ جب
بھی حضرت مریمؑ کے پاس آتے تو

ان سے علم و حکمت کے بہت اعلیٰ
اعلیٰ نکات سنتے اور حیران ہوتے
کہ تنہائی میں ان کے پاس علم و
حکمت کے یہ اعلیٰ موتی کہاں سے
آتے ہیں؟ ایک بار حضرت مریمؑ سے
پوچھا کہ یہ کہاں سے سیکھے؟
اُنہوں نے جواب دیا ہُوَ مِنْ عِنْدِ
اللّٰہِ۔ یہ اللہ کی طرف سے ہیں۔
اللہ بغیر اسباب کے بھی عطا کرتا
ہے۔ یہ جواب سن کر حضرت زکریاؑ کے

دل پر چوٹ پڑی اور فوراً اللہ سے
دعا کی کہ اگرچہ میری بیوی
بانجھ ہے اور میں بوڑھا ہو چکا
ہوں لیکن تو بغیر اسباب کے بھی
دے سکتا ہے، مجھے ایک نیک بیٹا
عطا فرما جو میرے بعد حق کی
تبلیغ کے مشن کو جاری رکھے۔ اللہ
نے انہیں حضرت یحییٰ جیسا عظیم
بیٹا عطا فرمایا۔ اللہ ہمیں بھی

اپنے فضل سے نعمتیں عطا فرمائے۔

آمین!

رکوع ۵۔ آیات ۴۲ تا ۵۴

حضرت عیسیٰؑ کی ولادت، معجزے اور پکار

پانچویں رکوع میں حضرت عیسیٰؑ

کی بغیر والد کے معجزانہ ولادت

اور پھر ان کے ہاتھ سے ظاہر ہونے

والے بہت سے معجزات کا بیان ہے۔
ان کی اس پکار کا بھی ذکر ہے
کہ مَنْ اَنْصَارِ یْ اِلَی اللّٰہِ۔ کون ہے
جو اللہ کے لیے یعنی اس کے دین
کی نصرت کے لیے میرا ساتھ دے؟
محض چند افراد نے ان کی دعوت
قبول کی اور اللہ کی فرمانبرداری
اور اس کے دین کی سر بلندی کے
لیے حضرت عیسیٰؑ کا ساتھ دینے کا
اعلان کیا۔

رکوع ۶۔ آیات ۵۵ تا ۶۳

حضرت عیسیٰؑ کے آسمان پر اٹھائے جانے کا بیان

چھٹے رکوع میں حضرت عیسیٰؑ کو تسلی دی گئی کہ اللہ ان کی حفاظت فرمائے گا۔ انہیں آسمان پر اٹھا لے گا اور ان کے دشمنوں کو

دنیا اور آخرت میں عذاب سے دوچار کرے گا۔

رکوع ۷۔ آیات ۶۴ تا ۷۱

دعوت کی بنیاد مشترکہ باتوں کو بناؤ

ساتویں رکوع میں اہل کتاب کو دعوت دی گئی کہ آؤ ہم سب آسمانی کتابوں کی مشترکہ

تعلیم کو قبول کر کے اختلاف ختم
کر لیں۔ وہ مشترکہ تعلیم یہ ہے
کہ اللّٰہ کے ساتھ کسی کو شریک
نہ ٹھہرائیں اور اس کے ہر حکم
کے سامنے سر تسلیم خم کر دیں۔
گویا جب بھی کسی فریق کو
دعوت دینی ہو، تو دعوت کی بنیاد
ایسے نکات کو بنایا جائے جو دونوں
فریقوں کے درمیان مشترک ہوں۔
اہل کتاب کی محرومی کہ انہوں

نے اس دعوت کو قبول نہ کیا بلکہ
دوسروں کو بھی توحید کی راہ
سے روکنے کا جرم کیا۔

رکوع ۸ ۔ آیات ۷۲ تا ۸۰

یہودیوں کی سازش اور گمراہی

آٹھویں رکوع میں یہود کی ایک
سازش اور ایک گمراہی کا ذکر ہے۔

انہیں اس بات پر شدید غصہ تھا
کہ جو بھی مسلمان ہوتا ہے وہ
اس دین پر قائم رہتا ہے اور اسے
چھوڑتا نہیں۔ اُنہوں نے سازش کے
تحت طے کیا کہ ہم صبح کے وقت
ظاہری طور پر اسلام قبول کر لیں
گے اور شام کے وقت اسلام کو
چھوڑنے کا اعلان کریں گے تاکہ
اسلام کی ساکھ (Credibility) متأثر
ہو اور کچھ لوگوں کے دلوں میں

اس کے حوالے سے شکوک و شبہات پیدا ہو جائیں۔ اس رکوع میں یہود کی ایک گمراہی بھی بیان ہوئی۔ ان کا دعویٰ تھا کہ ہم غیر یہودیوں کے ساتھ ہر قسم کی زیادتی کر سکتے ہیں اور اس پر اللّٰہ ہمیں سزا نہیں دے گا۔ شریعت پر عمل صرف یہود کے درمیان ہو گا۔ غیر یہودیوں کے لیے کوئی شریعت نہیں۔ اللّٰہ نے ان کے اس

دعویٰ کو جھوٹ قرار دیا اور انہیں دردناک عذاب کی وعید سنائی۔
اللہ کا ضابطہ تو یہ ہے کہ جو بھی ایمان لائے گا اور تقویٰ کی روش اختیار کرے گا، اللہ اسے ضرور نوازے گا، خواہ وہ کسی نسل اور کسی رنگ کا ہو۔

رکوع ۹۔ آیات ۸۱ تا ۹۱

انبیاءؑ کا اللہ سے عہد

نویں رکوع میں انبیاء کرامؑ سے لیے گئے ایک عہد کا ذکر ہے۔ تمام انبیاءؑ سے اللہ نے عہد لیا تھا کہ تمہاری موجودگی میں اگر آخری رسولﷺ آ جائیں تو ان پر ایمان لانا اور ان کا ساتھ دینا۔ تمام انبیاءؑ نے اقرار کیا کہ ہم ایسا کریں گے۔ اب جو لوگ بھی ان انبیاءؑ کے نام لیوا

ہیں، ان پر لازم ہے کہ وہ اپنے
انبیاء کے کیے گئے عہد کی پابندی
کریں۔ یہودیوں اور عیسائیوں کو
چاہیے کہ اپنے انبیاۓ کے عہد کا
پاس کرتے ہوئے نبی اکرمﷺ پر
ایمان لے آئیں اور دین اسلام کو
قبول کر لیں۔ اس رکوع میں خبردار
کیا گیا کہ اگر کسی نے دین اسلام
کو قبول نہ کیا تو اللہ یہ روش
ہرگز قبول نہیں کرے گا۔ ایسے

لوگوں پر اللہ کی طرف سے دنیا
میں لعنت اور آخرت میں درد ناک
عذاب ہو گا۔ ہاں! اگر وہ توبہ کر
لیں اور نبی پاکﷺ پر ایمان لا کر
اسلام کو قبول کر لیں گے تو پھر
اللہ کے ہاں ان کی بخشش کی
صورت پیدا ہو جائے گی۔

پارہ ۴

قرآن مجید کے چوتھے پارے میں سورۃ آل عمران کے آخری ۱۱ رکوع یعنی رکوع ۱۰ تا ۲۰ اور سورۃ نساء کے ابتدائی ۳ رکوع شامل ہیں۔

رکوع ۱۰ ــ آیات ۹۲ تا ۱۰۱

باوجود استطاعت کے حج نہ کرنا، کافرانہ عمل ہے

سورۂ آل عمران کے دسویں رکوع
میں آگاہ کیا گیا کہ نیکی تو اس
شخص کی ہے جو اپنی محبوب شے
اللّٰہ کی راہ میں لگا دے۔ اس رکوع
میں حج کی فرضیت کا حکم بھی
آیا ہے۔ ارشاد ہوا کہ جو شخص
مالی اعتبار سے بیت اللّٰہ تک جانے

کی استطاعت رکھتا ہو، صحت
مند بھی ہو اور راستے میں حالات
بھی پُر امن ہوں تو اس پر لازم
ہے کہ وہ حج کرے۔ اگر اس نے ایسا
نہیں کیا تو گویا اس نے عملی
اعتبار سے کفر کیا۔ اللہ تعالیٰ غنی
ہے اور اسے کسی کے حج یا عبادت
کی حاجت نہیں۔ جو شخص بھی
نیکی کرتا ہے، اپنے ہی بھلے کے لیے
کرتا ہے۔ اس رکوع میں مسلمانوں

کو اس سے بھی خبر دار کیا گیا
کہ اگر تم نے اہل کتاب کے ایک
گروہ کی بات مانی تو وہ تمہیں
کفر کی طرف لے جائیں گے۔ وہ خود
تو گمراہ ہیں اور جانتے ہیں کہ
ہم گمراہ ہیں، اب وہ تمہیں
بھی گمراہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔

رکوع ۱۱۔ آیات ۱۰۲ تا ۱۰۹

روز قیامت کون کامیاب ہو گا؟

گیارہویں رکوع میں اللّٰہ نے
مسلمانوں کو کامیابی کے لیے ایک
سہ نکاتی لائحۂ عمل دیا ہے۔ پہلا
نکتہ یہ ہے کہ ہر انسان اپنی
ذاتی زندگی میں اللّٰہ کا ایسے
تقویٰ اختیار کرے جیسا کہ تقویٰ
اختیار کرنے کا حق ہے یعنی اللّٰہ

کی نافرمانی سے ایسے بچے جیسا
کہ بچنے کا حق ہے۔ دوسرا نکتہ یہ
ہے کہ تمام مسلمان قرآن کی
بنیاد پر آپس میں متحد ہو جائیں۔
اپنا مشن بنالیں کہ ہم نے قرآن
مجید کو پڑھنا ہے، سمجھنا ہے،
اس کی تعلیمات پر عمل کرنا ہے،
اس کے اجتماعی احکامات کے نفاذ
کے لیے جد و جہد کرنی ہے اور اس
کی تعلیمات کو پوری دنیا میں

پھیلانا ہے۔ یہ مشن تمام
مسلمانوں کو متحد کر دے گا اور
ان کا باہمی انتشار ختم ہو جائے
گا۔ اسلام قبول کرنے سے قبل
صحابہ کرامؓ منتشر تھے۔ خدمت
قرآن کے مشن نے انہیں بھائی
بھائی بنا دیا۔ تیسرانکتہ یہ بیان
کیا گیا کہ متحد ہونے کے بعد
مسلمان باہم مل کر جماعت کی
صورت میں لوگوں کو خدمت قرآن

کے مشن میں شریک ہونے کی
دعوت دیں، نیکیوں کو پھیلائیں
اور برائیوں سے روکیں۔ بشارت دی
گئی کہ اس سہ نکاتی لائحۂ
عمل کو اختیار کرنے والے ہی روز
قیامت کامیاب ہوں گے۔

رکوع ۱۲۔ آیات ۱۱۰ تا ۱۲۰

امت کے دور زوال میں کرنے کے کام

بارہویں رکوع میں بیان کیا گیا کہ یہود اللہ کے غضب کا شکار اور ذلت و رسوائی سے دوچار ہیں۔ اس کا سبب یہ ہے کہ انہوں نے اللہ کی نافرمانی کی، انبیاءؑ کو جھٹلایا اور بعض انبیاءؑ کو شہید کر دیا۔ البتہ ان میں بعض صالحین

اور اللہ کے محبوب لوگ بھی ہیں۔
یہ وہ ہیں جو قرآن پر ایمان
رکھتے ہیں۔ رات کے اوقات میں آیات
قرآنی کی تلاوت کرتے ہیں۔ اللہ کے
احکامات کے سامنے سر جھکا دیتے
ہیں۔ نیکی کا حکم دیتے ہیں۔
برائی سے روکتے ہیں۔ بھلائی کے
کاموں میں ایک دوسرے سے آگے
نکلنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کا
یہ طرز عمل اخلاص کے ساتھ اور

اللہ کی رضا کے حصول کے لیے ہے۔
اللہ ہمیں بھی یہ صفات عطا
فرمائے کیونکہ آج ہم مسلمان دنیا
میں ذلت و رسوائی سے دو چار
ہیں۔ ہمارے وہی جرائم ہیں جو
اس سے پہلے یہود کے تھے۔ ہم میں
سے ایسے افراد اللہ کے محبوب بن
جائیں گے جو اوپر بیان کی گئی
صفات اختیار کر لیں۔

رکوع ۱۳۔ آیات ۱۲۱ تا ۱۲۹

اللّٰہ کی مدد کب آتی ہے؟

تیرہویں رکوع سے غزوۂ احد میں
پیش آنے والے واقعات پر تبصرہ کا
آغاز ہوا۔ اس موقع پر اللّٰہ نے وعدہ
فرمایا تھا کہ اگر مسلمان صبر و
استقامت کا مظاہرہ کرتے ہوئے
میری اطاعت کریں گے تو میں

فرشتوں کے نزول کے ذریعہ ان کی
مدد کروں گا۔ مدد کی یہ بشارت
مسلمانوں کی ہمت بڑھانے اور
انہیں خوش کرنے کے لیے ہے۔ حقیقت
میں تو مدد صرف اللہ ہی کی
طرف سے آتی ہے اور وہی فیصلہ
کن کردار ادا کرتی ہے۔ مسلمانوں
نے چونکہ مجموعی طور پر صبر و
استقامت کا مظاہرہ نہیں کیا

لہٰذا انہیں عطا کی جانے والی

فتح، شکست میں بدل گئی۔

رکوع ۱۴۔ آیات ۱۳۰ تا ۱۴۳

مسلمان کب غالب ہوں گے؟

چودھویں رکوع میں سود کی

حرمت کا ابتدائی حکم نازل ہوا

جس کے تحت سود پر سود یعنی

سود مرکب کو حرام قرار دیا گیا۔

یہ ابتدائی حکم تھا۔ سود کی ہر صورت کی حرمت کا حکم سورۃ البقرہ کے اڑتیسویں رکوع میں آ چکا ہے۔ اس کے بعد اللہ نے اس رکوع میں مسلمانوں کو تسلی دی کہ وہ غزوۂ احد میں وقتی شکست پر مایوس نہ ہوں:

وَلاَ تَہِنُوْا وَلاَ تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ

’’اور نہ ہمت ہارو اور نہ غمگین ہو، اور غالب تم ہی ہو گے بشرطیکہ مومن ہو‘‘۔

آخر کار غالب مسلمان ہی ہوں گے بشرطیکہ وہ اپنے دلوں میں حقیقی ایمان پیدا کریں۔ اللّٰہ نے وقتی شکست آزمائش کے لیے دی ہے تاکہ ظاہر ہو جائے کہ اس مشکل وقت میں کون دین حق پر ڈٹا رہتا ہے اور کون رخ پھیر لیتا

ہے۔ پھر کچھ ساتھیوں کو شہادت
کی سعادت ملی ہے جس کی آرزو
کر کے وہ میدان میں آئے تھے۔

رکوع ۱۵۔ آیات ۱۴۴ تا ۱۴۸

اللہ والے کون ہیں؟

پندرہویں رکوع میں آگاہ کیا گیا
کہ تمہاری وابستگی نبی اکرمﷺ
کے ساتھ ساتھ ان کے مشن سے

بھی ہونی چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ
ان کے بعد تم دین کے غلبہ کے لیے
جد و جہد ہی سے کنارہ کشی کر
لو۔ حقیقت میں اللہ والے وہ لوگ
ہیں جو اللہ کی راہ میں جنگ کرتے
ہیں اور جنگ کے دوران تکالیف کی
وجہ سے نہ ہمت ہارتے ہیں، نہ
کمزور پڑتے ہیں اور نہ باطل کے
سامنے دبتے ہیں۔ ان کی دعا تو یہ
ہوتی ہے کہ:

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَاوَاِسْرَافَنَا فِیْ اَمْرِ نَاوَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِ یْنَ

’’اے ہمارے رب! بخش دے ہمارے گناہ اور وہ زیادتی جو ہم نے اپنے معاملات میں کی اور جما دے ہمارے قدموں کو اور ہماری مدد فرما کافر قوم کے مقابلہ میں‘‘۔

رکوع ۱۶۔ آیات ۱۴۹ تا ۱۵۵

نظم کی اہمیت

سولہویں رکوع میں ارشاد ہوا کہ
اللہ نے تو غزوۂ احد میں مسلمانوں
سے اپنی مدد کا وعدہ سچ کر
دکھایا تھا جبکہ وہ کافروں کو بے
دریغ قتل کر رہے تھے۔ البتہ جب چند
ساتھیوں نے نظم کی خلاف ورزی

کی اور فتح کی جلدی میں اپنے
امیر کی نافرمانی کر کے مسلمان
لشکر کی پشت پر واقع درہ خالی
کر دیا تو پھر فتح شکست میں
بدل گئی۔ اسی درّہ سے کفار نے
حملہ کیا اور مسلمانوں کو شدید
نقصان اٹھانا پڑا۔ گویا اس رکوع
میں نظم کی اہمیت کو واضح کیا
گیا ہے۔ اللہ ہمیں غلبہ دین کی
جد و جہد میں نظم کی پابندی کے

ساتھ محنت کرنے کی توفیق عطا
فرمائے۔ آمین!

رکوع ۱۷۔ آیات ۱۵۶ تا ۱۷۱

ایک مثالی قائد کی صفات

سترہویں رکوع میں نبی اکرمﷺ
کی تحسین کی گئی کہ آپﷺ
مومنوں کے حق میں انتہائی نرم
مزاج ہیں۔ اگر آپﷺ سخت گیر

ہوتے تو ساتھی آپﷺ کے پاس سے منتشر ہو جاتے ہے

کوئی کارواں سے چھوٹا کوئی بدگماں حرم سے

کہ میرِ کارواں میں نہیں خوئے دل نوازی

نبی اکرمﷺ کو تلقین کی گئی کہ ساتھیوں کی نظم کی خلاف ورزی کی غلطی معاف کر دیجیے،

ان کے لیے اللہ سے بخشش طلب
کیجیے اور ان سے معاملات میں
مشورہ کر کے ان پر اپنے اعتماد کا
اظہار فرمائیے۔ البتہ جب آپ فیصلہ
کر لیں تو پھر اللہ پر توکل اور
بھروسہ کیجیے۔ اللہ توکل کرنے
والوں کو پسند کرتا ہے۔ اس
حقیقت کو یاد رکھئے کہ حق و
باطل کے معرکہ میں فیصلہ کن
شے اللہ کی مدد ہے۔ یہ حاصل ہو

تو کوئی شکست نہیں دے سکتا۔
اس کے برعکس اگر اللہ کی مدد
شامل حال نہ ہو تو کوئی مدد
نہیں کر سکتا۔ اس رکوع میں مزید
فرمایا کہ جو سعادت مند اللہ کی
راہ میں شہید ہوں انہیں مردہ نہ
سمجھو۔ وہ حقیقت میں زندہ
ہیں، اللہ کے عطا کردہ رزق سے
لطف اندوز ہوتے ہوئے اپنے ان
ساتھیوں کے بارے میں خوش

خبریاں سن رہے ہیں جو بعد میں شہید ہو کر ان کے ساتھ آملیں گے۔ ساتھ ہی اللہ کی طرف سے مزید نعمتوں کی بشارتیں حاصل کر رہے ہیں۔ اللہ ہم سب کو شہادت کی موت عطا فرمائے۔ آمین!

رکوع ۱۸۔ آیات ۱۷۲ تا ۱۸۰

ہمارے لیے اللہ ہی کافی ہے!

اٹھارہویں رکوع میں اللہ نے صحابہ
کرامؓ کی تحسین فرمائی ہے۔ وہ
غزوۂ اُحد میں شکست کے صدمہ
سے نڈھال تھے اور ان میں سے
کئی زخموں سے چور تھے۔ اس کے
باوجود جب اللہ کے رسولﷺ نے
انہیں دشمنوں کا تعاقب کرنے کا
حکم دیا تو وہ فوراً اس کے لیے
نکل کھڑے ہوئے۔ اللہ نے انہیں اجر
عظیم کی بشارت عطا کی۔ اس

موقع پر راستے میں ایک قافلہ والوں نے انہیں ڈرایا کہ تمہارے دشمن زیادہ تیاری کے ساتھ حملے کے لیے آ رہے ہیں تو انہوں نے جواب دیا:

حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ

’’ہمارے لیے اللہ ہی کافی ہے اور وہ بہترین کار ساز ہے‘‘۔

اُن کی اس بات پر اللہ بہت خوش ہوا اور ان سعادت مندوں کو بہت بڑے اجر و ثواب، فضل اور اپنی رضا کے حصول کی خوش خبری دی۔

رکوع ۱۹۔ آیات ۱۸۱ تا ۱۸۹

ہر جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے!

انیسویں رکوع میں یہ حقیقت بیان کی گئی کہ:

كُلُّ نَفْسٍ ذَآءِقَةُ الْمَوْتِ ط وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

’’ہر جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے اور تمہیں تمہارے اجر دیئے جائیں گے روز قیامت‘‘۔

یہ دنیا دار العمل اور دار الامتحان ہے۔ نتیجہ قیامت کے دن نکلے گا:

فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّۃَ فَقَدْ فَازَ ط وَما الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَآ اِلاَّ مَتَاعُ الْغُرُوْرِ

’’پس جو کوئی بھی بچا لیا گیا جہنم کی آگ سے اور داخل کر دیا گیا جنت میں، پس وہ تو کامیاب ہو گیا، اور دنیا کی زندگی نہیں ہے مگر دھوکے کا سامان‘‘۔

اللہ ہمیں اس دنیا کے دھوکے سے محفوظ فرمائے اور اس میں رہتے

ہوئے آخرت کی تیاری کی توفیق

عطا فرمائے۔ آمین!

رکوع ۲۰۔ آیات ۱۹۰ تا ۲۰۰

حصول معرفت حقائق کا ذریعہ۔ ذکر و فکر

بیسویں رکوع میں آگاہ کیا گیا کہ

اللہ کی معرفت اور سیدھے راستہ

کی ہدایت انہیں نصیب ہوتی ہے

جو کائنات پر غور و فکر کرتے ہیں
اور ہر حال میں اللّٰہ کا ذکر کرتے
ہیں۔ ایسے لوگ حقائق کو پالیتے
ہیں اور حقیقی ایمان کے نور سے
ان کے باطن منور ہو جاتے ہیں۔ وہ
اللّٰہ سے دعائیں کرتے ہیں:

رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَکَفِّرْ عَنَّا
سَیِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ رَبَّنَا وَاٰتِنَا
مَا وَعَدْتَّنَا عَلیٰ رُسُلِکَ وَلاَ تُخْزِنَا یَوْمَ
الْقِیٰمَۃِ ط اِنَّکَ لاَ تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ

’’اے ہمارے رب! بخش دے ہمارے
گناہ اور دور کر دے ہم سے ہماری
خطائیں اور ہمیں وفات دے نیکو
کاروں کے ساتھ۔ اے ہمارے رب!
ہمیں عطا فرما وہ سب کچھ جس
کا تو نے ہم سے وعدہ کیا ہے اپنے
رسولوں کے ذریعہ اور رسوا نہ کر
ہمیں روز قیامت، بے شک تو اپنے
وعدے کے خلاف کرنے والا نہیں ہے‘‘۔

اِس رکوع کے آخر میں اہل ایمان کو تلقین کی گئی کہ وہ کفار کے مقابلے میں ڈٹے رہیں، نظم کی سختی سے پابندی کریں اور اللہ کا تقویٰ اختیار کریں تاکہ وہ کامیاب ہوں۔

۴۔ سورۃ النساء

اسلام کی معاشرتی ہدایات

رکوع ۱۔ آیات ۱ تا ۱۰

خواتین اور یتیموں کے
حقوق ادا کرو

پہلے رکوع میں خواتین اور یتیموں کے حقوق ادا کرنے کی تلقین کی گئی۔ ارشاد ہوا کہ خواتین کو ان کے مہر خوشی خوشی ادا کیا کرو۔ مردوں کو چار نکاحوں کی اجازت ہے مگر اس شرط کے ساتھ کہ وہ تمام بیویوں کے درمیان عدل کریں۔ اگر وہ عدل نہیں کر سکتے تو پھر ایک نکاح ہی کافی ہے۔ حکم دیا گیا کہ وراثت میں سے خواتین کو

بھی ان کا معین حصہ دو۔ یتیموں کا مال ناحق مت کھاؤ۔ جو یتیم کا مال ناحق کھاتا ہے وہ تو گویا اپنے پیٹ میں آگ بھر رہا ہے۔

رکوع ۲۔ آیات ۱۱ تا ۱۴

وراثت کے احکامات

دوسرے رکوع میں وراثت کے احکامات بیان ہوئے۔ ان احکامات پر

عمل کرنے والوں کو جنت کی بشارت دی گئی اور ان احکامات کی نافرمانی کرنے والوں کو جہنم کی آگ میں جلنے اور ذلت والے عذاب سے دوچار ہونے کی وعید سنائی گئی۔

رکوع ۳۔ آیات ۱۵ تا ۲۲

فوری اور سچی توبہ ضرور قبول ہوتی ہے

تیسرے رکوع میں اللہ نے جنسی بے راہ روی سے منع فرمایا ہے۔ فرمایا کہ نہ زنا کرو اور نہ ہی ہم جنس پرستی کے جرم کا ارتکاب کرو۔

گناہوں پر فوری اور سچی توبہ کرنے والوں کو یقین دلایا گیا کہ اللہ ان کی توبہ ضرور قبول کرے

گا اور ان پر نظر کرم فرمائے گا۔

توبہ میں تاخیر کرنے والوں کو

خبردار کیا گیا کہ اگر موت کے وقت

توبہ کی تو وہ ہرگز قبول نہ کی

جائے گی۔ اس رکوع میں اللہ نے ایک

بار پھر بیویوں سے حسن سلوک

کرنے کی تلقین فرمائی۔

پارہ ۵

قرآن حکیم کے پانچویں پارے میں سورۃ نساء کے مجموعی طور پر ۱۷ رکوع یعنی رکوع ۴ سے رکوع ۲۰ تک شامل ہیں۔

رکوع ۴۔ آیات ۲۳ تا ۲۵

مِحرم خواتین کی فہرست

چوتھے رکوع میں ایک مرد کے لیے
محرم خواتین کی فہرست دی
گئی۔ محرم خواتین دو قسم کی
ہیں۔ ابدی محرم جن سے کبھی
بھی نکاح نہیں ہو سکتا۔ عارضی
محرم جن سے وقتی طور پر نکاح
نہیں ہو سکتا۔ مثلاً بیوی کی بہن
عارضی محرم ہے۔ ایک شخص کے لیے

منع ہے کہ وہ اپنی بیوی کی
موجودگی میں اس کی بہن سے
نکاح کرے۔ البتہ اگر وہ اپنی بیوی
کو طلاق دے دے یا اس کی بیوی
انتقال کر جائے تو اب وہ مطلقہ یا
مرحومہ کی بہن سے نکاح کر
سکتا ہے۔ ابدی محرم سے پردہ نہیں
البتہ عارضی محرم سے پردہ ہے۔
اس رکوع میں یہ تاکید بھی کی
گئی کہ نکاح ہمیشہ گھر بسانے

کے لیے کرو محض لذت کا حصول
مقصود نہ ہو۔ مزید فرمایا کہ
بیویوں کو پورا پورا مہر ادا کرو۔
ہاں اگر وہ خود پورا مہر یا اس
میں سے کچھ چھوڑ دیں تو اس
میں کوئی گناہ نہیں۔

رکوع ۵ ۔ آیات ۲۶ تا ۳۳

شریعت ایک نعمت ہے

پانچویں رکوع میں شریعت کو ایک
نعمت قرار دیا گیا جس پر عمل سے
معاشرہ میں ہر فرد کی جان، مال
اور آبرو محفوظ ہو جاتی ہے۔ مزید
یہ حکم دیا گیا کہ آپس میں ایک
دوسرے کے مال ناحق طریقے سے نہ
کھاؤ اور اور نہ ہی کسی محترم
جان کو قتل کرو۔ ایسا کرنے والوں
کو سخت سزا ملے گی۔ خوشخبری
دی گئی کہ اگر لوگ بڑے بڑے

گناہوں سے بچیں گے تو اللہ چھوٹے چھوٹے گناہ خود ہی معاف فرما دے گا۔

رکوع ۶۔ آیات ۳۴ تا ۴۲

روز قیامت نبی اکرمﷺ کی امت کے خلاف گواہی

چھٹے رکوع میں ارشاد ہوا کہ اللہ نے مرد کو خاندان کا حاکم بنایا ہے۔

نیک بیویاں وہ ہیں جو شوہر کی
تابعدار ہوں، اس کے مال، بستر، راز
اور اولاد کی اچھی طرح سے
حفاظت کریں۔ جو خواتین ایسا نہ
کریں انہیں سمجھایا جائے۔ نہ
سمجھیں تو بستر سے علیحدہ کیا
جائے۔ پھر بھی نہ مانیں تو ہلکی
سی سر زنش کی جائے۔ آخری
صورت یہ ہے کہ شوہر اور بیوی کے
خاندانوں سے دو معتبر اشخاص

صلح کرانے کی کوشش کریں۔ اللہ
چاہتا ہے کہ خاندان بسا رہے اور
اس میں علیحدگی کی نوبت نہ
آئے۔ اللہ تعالیٰ خاندانوں کو شاد
اور آباد رکھے۔ آمین! اسی رکوع
میں ایک بڑا نازک مضمون بھی ہے۔
روز قیامت نبی اکرمﷺ اس امت
کے خلاف گواہ بن کر آئیں گے۔ اللہ
کی بارگاہ میں عرض کریں گے، اے
اللہ! میں نے اس امت تک دین کے

پیغام کو پہچانے کا حق ادا کر دیا تھا۔ اگر کسی نے عمل نہیں کیا تو وہ خود ذمہ دا رہے۔ اس مضمون کو سن کر اللہ کے رسولﷺ بھی آبدیدہ ہو جایا کرتے تھے۔ اللہ ہمیں روز قیامت کی رسوائی سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

رکوع ۷ـ آیات ۴۳ تا ۵۰

شرک کا جرم معاف نہیں کیا جائے گا

ساتویں رکوع میں حکم دیا گیا کہ نشے کی حالت میں نماز کے قریب مت جاؤ۔ نماز اس وقت پڑھو جب تمہیں معلوم ہو کہ تم کیا پڑھ رہے ہو۔ یہ شراب کی حرمت کے حوالے سے دوسرا حکم ہے۔ پہلا حکم سورۃ البقرہ کے ستائیسویں رکوع

میں آیا تھا۔ آخری حکم سورۃ
المائدہ میں آئے گا جس کے تحت
شراب کو مکمل طور پر حرام کر دیا
گیا۔ اس رکوع میں یہود کی بعض
خباثتوں کا ذکر بھی کیا گیا۔ وہ
الفاظ کو بدل کر اپنے خبث باطن کا
اظہار کرتے تھے۔ مزید یہ کہ ان
میں سے کچھ لوگ حضرت عزیرؑ کو
اللہ کا بیٹا قرار دے کر شرک کا جرم
بھی کر رہے تھے۔ آگاہ کیا گیا کہ

اللہ جس گناہ کو چاہے گا معاف
کر دے گا لیکن شرک جیسے گناہ کو
ہرگز معاف نہیں فرمائے گا۔

رکوع ۸۔ آیات ۵۱ تا ۵۹

ذمہ داری ہمیشہ اہل لوگوں کے حوالے کرو

آٹھویں رکوع میں یہود کا یہ جرم
بیان ہوا کہ وہ شرک کرنے والوں

کو مسلمانوں پر ترجیح دیتے ہیں۔
مسلمانوں کو ہدایت دی گئی کہ
وہ امانت ہمیشہ اہل لوگوں کے
حوالے کریں۔ کسی منصب کے لیے
رائے دیں تو موزوں شخص کے لیے
دیں یا نامزد کریں تو قابل شخص
کو منصب دار بنائیں۔ نظم کی
پابندی کریں۔ جملہ معاملات میں
اللہ، اس کے رسولﷺ اور اپنے میں
سے صاحب اختیار منصب دار کی

اطاعت کریں۔ اگر منصب دار سے اختلاف ہو تو قرآن وسنت کی روشنی میں اس کا حل تلاش کریں۔

رکوع ۹۔ آیات ۶۰ تا ۷۰

اطاعت رسول ﷺ سے گریز۔ منافقانہ روش

نویں رکوع میں منافقانہ روش کا
بیان ہے۔ منافقین قرآن کا حکم
ماننے کو تیار ہیں لیکن رسول
اللہﷺ کی اطاعت کے لیے تیار نہیں۔
یہی روش منکرین سنت کی ہے۔
وہ قرآن کے احکامات کو ماننے کے
لیے تیار ہیں لیکن حدیث رسولﷺ
کو حجت تسلیم نہیں کرتے۔ اللہ
ہمیں اس فتنہ سے محفوظ فرمائے۔
آمین! اس رکوع میں مزید فرمایا

کہ اس وقت تک کوئی انسان
مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ
وہ اپنے جملہ معاملات میں رسول
اللہﷺ کی اطاعت نہ کرے اور ان
کے کسی فیصلہ کے حوالے سے دل
میں بھی تنگی محسوس نہ کرے۔

رکوع ۱۰۔ آیات ۷۱ تا ۷۶

اللہ کی راہ میں ناکامی ہے ہی نہیں

دسویں رکوع میں منافقین کی یہ
کمزوری بیان کی گئی کہ وہ اللہ
کی راہ میں جنگ کرنے سے گریز
کرتے ہیں۔ وہ انتہائی بزدل ہیں۔
دین کی خاطر مال اور جان کی
قربانیاں دینے سے گھبراتے ہیں۔
مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ وہ

اللہ کی راہ میں جنگ کریں۔ حق و
باطل کے معرکہ میں خواہ وہ غالب
ہوں یا مغلوب، ہر صورت میں
انہیں بہترین اجر ملے گا ؎

یہ بازی عشق کی بازی ہے، جو
چاہو لگا دو ڈر کیسا

گر جیت گئے تو کیا کہنا، ہارے بھی
تو بازی مات نہیں

رکوع ۱۱۔ آیات ۷۷ تا ۸۷

موت کی جگہ اور وقت طے شدہ ہے

گیارہویں رکوع میں بھی منافقین کی بزدلی کا ذکر ہے۔ مکی دور میں مسلمانوں کے لیے حکم تھا کہ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ اپنے ہاتھ بندھے رکھو۔ کسی بھی مخالفت کے جواب میں

اقدام نہ کرو۔ جب مدنی دور میں جنگ کا حکم آیا تو منافقین پر لرزہ طاری ہو گیا۔ وہ لوگوں سے ایسے ڈر رہے تھے جیسے اللہ سے ڈرنا چاہیے۔ ان سے کہا گیا کہ موت سے نہ ڈرو۔ موت تو اپنے طے شدہ وقت اور معین جگہ پر آ کر رہے گی۔ بجائے اس کے کہ وہ بستر پر ایڑیاں رگڑ کر آئے، بہتر ہے کہ میدان جنگ

میں شہادت کی صورت میں نصیب

ہو ے

اللہ کے رستہ کی جو موت آئے

مسیحا

اکسیر یہی اک دوا میرے لیے ہے

رکوع ۱۲۔ آیات ۸۸ تا ۹۱

ہجرت سے گریز کرنا منافقت ہے

بارہویں رکوع میں منافقین کی
اس کمزوری کا ذکر ہے کہ وہ
ہجرت کے لیے آمادہ نہیں تھے۔ اللّٰہ
کا حکم تو یہ تھا کہ ہر مسلمان
اپنے اپنے قبیلہ کو چھوڑ کر مدینہ آ
جائے تاکہ مدینہ میں افرادی قوت
مضبوط ہو۔ لیکن منافقین کے لیے

اپنے گھر، جائداد، کاروبار اور رشتہ
داروں کو چھوڑ نا بہت بھاری تھا۔
حکم دیا گیا کہ اگر کسی دشمن
قبیلہ سے جنگ ہو تو اس میں
موجود ان منافقین کے ساتھ کوئی
رعایت نہ کی جائے، جو ہجرت کے لیے
تیار نہیں۔ کافروں کی طرح
منافقین کو بھی قتل کیا جائے۔
ہاں اگر منافقین کا تعلق کسی
ایسے قبیلہ سے ہو جس کے ساتھ

معاہدہ ہے تو پھر انہیں قتل
نہیں کیا جائے گا۔

رکوع ۱۳۔ آیات ۹۲ تا ۹۶

جان بوجھ کر قتل کرنے والے پر پھٹکار

تیرہویں رکوع میں ارشاد ہوا کہ
مومن کے لیے ممکن ہی نہیں کہ
وہ کسی مومن کو جان بوجھ کر

قتل کرے۔ ہاں غلطی سے ایسا ہو
سکتا ہے۔ اس صورت میں کفارہ ادا
کرنا ہو گا جس کے لیے رہنمائی
اس رکوع میں دی گئی ہے۔ البتہ
اگر کوئی جان بوجھ کر یہ جرم
کرے گا تو اس کے لیے وعید نازل
ہوئی:

وَمَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُہٗ
جَہَنَّمُ خَالِدًا فِیْہَا وَغَضِبَ اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَلَعَنَہٗ وَاَعَدَّ لَہٗ عَذَابًا عَظِیْمًا

’’اور جس نے قتل کیا کسی مومن کو جان بوجھ کر تو اس کی سزا جہنم ہے، ہمیشہ رہے گا اس میں اور اللہ اس پر غضبناک ہوا اور اسے رحمت سے محروم کر دیا اور تیار کیا اس کے لیے بڑا عذاب‘‘۔

یہ جرم ہمارے ہاں بہت عام ہو گیا ہے۔ اللہ ہمیں ایک دوسرے کی جان کا احترام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

رکوع ۱۴۔ آیات ۹۷ تا ۱۰۰

ہجرت نہ کرنے والوں کی حسرت ناک موت

چودھویں رکوع میں ان منافقین کی حسرت ناک موت کا نقشہ کھینچا گیا کہ جو اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے سے محروم رہے۔ فرشتے ان سے پوچھتے کہ تم کس

حال میں تھے؟ وہ کہتے ہیں کہ
ہمیں زمین میں مغلوب کر دیا گیا
تھا اور ہم پوری طرح اللہ کی
بندگی نہیں کر سکتے تھے۔ فرشتے
کہتے ہیں کہ تم نے ہجرت کیوں نہ
کی؟ اب تیار ہو جاؤ تمہارا
ٹھکانہ جہنم ہے جو بہت بری جگہ
ہے۔ اسی رکوع میں ہجرت کرنے
والوں کو خوشخبری دی گئی کہ
ان کے لیے زمین میں بھی بڑی

وسعت ہے اور آخرت میں بھی وہ

بہترین اجر سے نوازے جائیں گے ؎

جرأت ہے نمو کی تو فضا تنگ نہیں ہے

اے مرد خدا! ملک خدا تنگ نہیں ہے

رکوع ۱۵۔ آیات ۱۰۱ تا ۱۰۴

انتہائی خوف کے وقت بھی نماز معاف نہیں

پندرہویں رکوع میں سفر کے دوران نمازوں میں قصر کا حکم دیا گیا۔ مزید ہدایت دی گئی کہ جنگ کے دوران اگر دشمنوں کے حملہ کا خطرہ ہو تو صلوۃ الخوف ادا کی جائے۔ آدھا لشکر پہرہ دے اور آدھا نماز ادا کرے۔ پھر نماز ادا کر کے یہ

نصف لشکر پہرہ دے اور باقی لشکر نماز ادا کرے۔ گویا انتہائی خوف کے وقت بھی نماز معاف نہیں۔ مزید فرمایا کہ عام حالات میں تمام مسلمانوں پر نماز پابندیِ وقت کے ساتھ فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں پابندی وقت کے ساتھ نماز ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

رکوع ۱۶۔ آیات ۱۰۵ تا ۱۱۲

عدل کرو خواہ دشمن کو فائدہ پہنچے

سولہویں رکوع میں نبی اکرمﷺ اور تمام مسلمانوں کو تلقین کی گئی کہ وہ ہمیشہ عدل قائم کرنے کی کوشش کریں اور اپنے لوگوں میں سے زیادتی کرنے والوں

کی حمایت نہ کریں۔ عدل کیا جائے
خواہ اس کا فائدہ کسی دشمن
کو ہی کیوں نہ پہنچے۔

رکوع ۱۷۔ آیات ۱۱۳ تا ۱۱۵

اجماع امت کی اہمیت

سترہویں رکوع میں اجماع امت کی
اہمیت بیان کی گئی ہے۔ کسی
بھی دور میں فقہاء کی اکثریت

کا کسی رائے پر متفق ہونا اجماع
کہلاتا ہے۔ اجماع سے اختلاف کر کے
علیحدہ راہ اختیار کرنا اور امت میں
انتشار پیدا کرنا در اصل رسول
اللہﷺ سے دشمنی ہے کیونکہ یہ
در اصل امت محمدﷺ کو کمزور
کرنے کی کوشش ہے۔ ایسا کرنے
والوں کو اللہ آپﷺ کی امت سے
علیحدہ کر دے گا اور ان کا ٹھکانہ
جہنم ہو گا۔ وہ اس میں ہمیشہ

رہیں گے اور وہ بہت ہی بری جگہ ہے۔ اللہ ہمیں امت مسلمہ میں فرقہ واریت اور انتشار پیدا کرنے سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

رکوع ۱۸۔ آیات ۱۱۶ تا ۱۲۶

شرک کرنے والے شیطان کی پیروی کر رہے ہیں

اٹھارہویں رکوع میں اللہ کی
طرف سے اعلان کر دیا گیا کہ اللہ
شرک کو معاف نہیں کرے گا۔ اس
کے علاوہ جس گناہ کو چاہے گا،
معاف فرما دے گا۔ شرک کرنے والے
در اصل شیطان کی پیروی کر رہے
ہیں۔ شیطان نے تو اللہ کے سامنے
اپنے ان مکروہ عزائم کا اظہار کیا
تھا کہ وہ انسانوں کی اکثریت کو

گمراہ کر کے رہے گا۔ اس کے بعد مسلمانوں پر واضح کر دیا گیا کہ:

لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ وَلَآ اَمَانِيِّ اَہْلِ الْكِتٰبِ ط مَنْ يَّعْمَلْ سُوْءًا يُّجْزَ بِہٖلا وَلاَ يَجِدْ لَہٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَلِيًّا وَّلاَ نَصِيْرًا

’’اے مسلمانو! نہ تو تمہاری خواہشات سے کچھ ہو گا اور نہ ہی اہل کتاب کی خواہشات سے، جس کسی نے برا عمل کیا وہ اس

کا بدلہ پائے گا اور وہ اللہ کے سوا
نہ کوئی دوست پائے گا اور نہ ہی
کوئی مدد گار‘‘۔

رکوع ۱۹۔ آیات ۱۲۷ تا ۱۳۴

خواتین اور یتیموں کے ساتھ حسن سلوک کرو

انیسویں رکوع میں تلقین کی گئی
کہ خواتین اور یتیموں کے ساتھ

حسن سلوک کیا جائے۔ خاص طور پر شوہر بیویوں کے حقوق ادا کریں۔ البتہ اگر کوئی خاتون محسوس کرے کہ اس کا شوہر اس کی طرف توجہ نہیں دے رہا تو پھر کوئی صلح کی صورت پیدا کرے۔ اپنے کچھ حقوق سے خود ہی دستبردار ہو جائے یا مہر میں سے کچھ حصہ معاف کر کے شوہر کو خوش کرنے کی کوشش کرے۔ اللّٰہ

چاہتا ہے کہ گھر بسا رہے، میاں
بیوی کے درمیان موافقت رہے اور
جدائی نہ ہو۔ البتہ اگر موافقت
نہیں ہو رہی اور لڑائی جھگڑا
اپنی انتہا کو پہنچ گیا ہے تو
علیحدگی میں ہی بہتری ہے۔ اللہ
اپنے فضل سے دونوں علیحدہ ہونے
والوں کو غنی فرما دے گا۔

رکوع ۲۰ـ آیات ۱۳۵ تا ۱۴۱

ظلم واستحاصل کے خلاف جد و جہد کرو

بیسویں رکوع میں حکم دیا گیا کہ معاشرہ میں عدل و انصاف کے قیام کے لیے کھڑے ہو جاؤ اور ظلم واستحاصل کے خلاف جد و جہد کرو۔ اللہ کو صرف یہی نیکی

مطلوب نہیں کہ تم عبادت گاہوں میں بیٹھ کر اللہ اللہ کرتے رہو۔
اس کا حکم تو یہ ہے کہ:

نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسم شبیری

کہ فقر خانقاہی ہے فقط اندوہ و دلگیری

باہر نکلو اور ظالموں کے ساتھ پنجہ آزمائی کرو اور انہیں ظلم

سے روکو۔ ہمیشہ عدل کا فیصلہ
کرو خواہ عدل کا فیصلہ تمہارے
والدین، تمہارے رشتہ داروں اور
خود تمہاری ذات کے خلاف ہی
کیوں نہ ہو۔ کبھی بھی عدل کے
مقابلے میں خواہشات کی پیروی
نہ کرو۔ اس رکوع میں مزید حکم
دیا گیا کہ اپنے ایمان کو زبانی
اقرار سے بڑھا کر قلبی تصدیق تک
پہنچاؤ۔ یہ منافقانہ طرز عمل ہے

کہ زبان پر تو اقرار ہو لیکن دل
میں یقین نہ ہو۔ اچھے لوگوں کی
صحبت اور قرآن کریم پر غور و فکر
سے قلبی ایمان حاصل ہو گا۔ آگاہ
کیا گیا کہ منافق وہ لوگ ہیں جو
ایمان لاتے ہیں خلوص کے ساتھ
لیکن جب دین کے تقاضے سامنے آتے
ہیں تو پیچھے ہٹ جاتے ہیں اور
رفتہ رفتہ ایمان کی دولت سے
محروم ہو جاتے ہیں۔ ان کا معاملہ

یہ ہے کہ مومنوں کو چھوڑ کر
کافروں سے دوستی کرتے ہیں۔
سمجھتے ہیں کہ اس سے عزت ملے
گی حالانکہ عزت تو اللہ کے ہاتھ
میں ہے، جسے چاہتا ہے عطا فرماتا
ہے۔ مسلمانوں کو یہ بھی ہدایت
دی گئی کہ اگر کسی محفل میں
اللہ کے احکامات اور شعائرِ دینی
کا مذاق اڑایا جا رہا ہو تو اس
محفل کا بائیکاٹ کر کے غیرت دینی

کا ثبوت دو۔ اگر تم وہیں بیٹھے رہے
اور گستاخیاں سنتے رہے تو تم
بھی مذاق اڑانے والوں کی طرح
ہو جاؤ گے۔ منافقین کی یہ روش
بھی بتائی گئی کہ وہ مسلمانوں
اور کفار دونوں سے تعلق رکھ کر
فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔ مسلمانوں
کو کامیابی ملے تو کہتے ہیں کہ
ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ اگر کافروں
کو کامیابی حاصل ہو تو کہتے

ہیں کہ ہم تمہاری مسلمانوں سے
حفاظت کر رہے تھے۔ اللّٰہ تعالیٰ روزِ
قیامت تمام لوگوں کی حقیقت
کھول دے گا کہ کون مومن ہے،
کون منافق اور کون کافر۔ آج
منافقین کا شمار مسلمانوں میں
ہوتا ہے لیکن روز قیامت اللّٰہ انہیں
کفار کے ساتھ جہنم میں جمع کر
دے گا۔ اَللّٰہُمَّ طَہِّرْ قُلُوْبَنَامِنَ
النِّفَاقِ۔ اے اللّٰہ! ہمارے دلوں کو

نفاق کے مرض سے پاک فرما دے۔

آمین!

پارہ ٦

چھٹے پارے میں سورۃ نساء کے
آخری ۴ رکوع یعنی رکوع ۲۱ تا ۲۴
اور سورۃ مائدۃ کے ۱۶ میں سے
پہلے ۱۰ رکوع شامل ہیں۔

رکوع ۲۱۔ آیات ۱۴۲ تا ۱۵۲

کافروں کو دوست بنانے والے منافق ہیں

اکیسویں رکوع میں اہل ایمان کو
منع کیا گیا کہ وہ مسلمانوں کے
مقابلہ میں کافروں کو دوست نہ
بنائیں۔ ایسا کرنے والے منافق ہیں
اور منافقین جہنم کے سب سے نچلے
گڑھے میں ہوں گے۔ ہاں! جو توبہ
کر لیں، اپنے رویہ کی اصلاح کر

لیں، اللہ سے چمٹ جائیں اور اپنی
اطاعت خالص اللہ کے لیے کر لیں تو
انہیں معاف کر دیا جائے گا۔ اس
رکوع میں یہ بھی بتایا گیا کہ جو
لوگ کچھ رسولوں کو مانتے ہیں
اور کچھ کو نہیں مانتے وہ پکے
کافر ہیں اور ان کے لیے ذلت والا
عذاب ہے۔

رکوع ۲۲۔ آیات ۱۵۳ تا ۱۶۲

حضرت عیسیٰؑ کو اوپر اٹھا لیا گیا

بائیسویں رکوع میں یہود کے چند جرائم بیان کرنے کے بعد ان کے اس قول کی نفی کی گئی کہ ہم نے حضرت عیسیٰؑ کو قتل کر دیا ہے۔

اللہ نے فرمایا:

وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّہَ

لَہُمْ ط وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْہِ

لَفِیْ شَکٍّ مِّنْہُ ط مَا لَہُمْ بِہٖ مِنْ

عِلْمٍ الاَّ اتِّبَاع الظَّنِّ ج وَمَا قَتَلُوْہُ

يَقِيْنًا بَلْ رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَيْہِ ط وَكَان

اللّٰہُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا

’’نہ انہوں نے قتل کیا حضرت

عیسیٰ کو اور نہ ہی صلیب دی

بلکہ مشتبہ ہو گیا ان کے لیے

معاملہ، اور یقیناً جنہوں نے اختلاف

کیا ان کے بارے میں وہ شک و شبہ
میں ہیں۔ ان کے پاس اس حوالے سے
کوئی علم نہیں، سوائے گمان کی
پیروی کرنے کے۔ اور انہوں نے یقیناً
عیسیٰؑ کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ
نے ان کو اٹھا لیا اپنی طرف اور
اللہ زبردست ہے حکمت والا‘‘۔

رکوع ۲۳۔ آیات ۱۶۳ تا ۱۷۱

رسالت کے بعد بے عملی کا کوئی جواز نہیں

تیئیسویں رکوع میں رسالت کے حوالے سے یہ اہم بات بیان کی گئی کہ:

رُسُلاً مُّبَشِّرِ یْنَ وَمُنْذِرِ یْنَ لِءَلاَّ یَکُوْنَ للنَّاسِ عَلَی اللّٰہِ حُجَّۃٌ مبَعْدَ الرُّسُلِ ط وَکَان اللّٰہُ عَزِیْزًاحَکِیْمًا

’’رسول تھے بشارت دینے والے اور
خبردار کرنے والے، تاکہ نہ رہے
لوگوں کے پاس اللّٰہ کے مقابلے میں
کوئی حجت رسولوں کے آنے کے بعد
اور اللّٰہ زبردست ہے حکمت والا‘‘۔

رسالت کے بعد اب لوگ اللّٰہ کے
سامنے اپنی بے عملی کا کوئی جواز
نہیں پیش کر سکتے۔ اس رکوع میں
تمام انسانوں کو دعوت بھی دی
گئی کہ وہ اللّٰہ کے آخری رسولﷺ

پر ایمان لے آئیں۔ اسی میں ان کی
خیر ہے۔ اہل کتاب سے کہا گیا کہ
دین میں ناحق غلو نہ کریں اور
حضرت عیسیٰؑ کو خدائی میں
شریک نہ کریں۔ وہ اللہ کے بندے اور
رسولؑ ہیں۔

رکوع ۲۴۔ آیات ۱۷۲ تا ۱۷۷

اللہ پر ایمان لاؤ اور قرآن کے ساتھ چمٹ جاؤ

چوبیسویں رکوع میں عیسائیوں اور مشرکین مکہ کے غلط عقائد کی نفی ہے۔ عیسائیوں نے حضرت عیسیٰؑ کو اور مشرکین نے فرشتوں کو اللہ کی اولاد قرار دیا۔ حالانکہ حضرت عیسیٰؑ اور فرشتے اللہ کے بندے ہیں۔ وہ اللہ کی بندگی کو

اپنے لیے سعادت سمجھتے ہیں۔
البتہ جو کوئی بھی اللہ کی
بندگی کے حوالے سے اعراض کرے گا،
اللہ اسے شدید عذاب دے گا۔ تمام
انسانوں کو دعوت دی گئی کہ
تمہارے پاس قرآن کی صورت میں
واضح دلیل آ چکی ہے۔ جو لوگ اللہ
پر ایمان لائیں گے اور قرآن سے
چمٹ جائیں گے، اللہ انہیں اپنی
رحمت اور فضل میں داخل فرمائے

گا اور سیدھے راستہ کی ہدایت نصیب فرمائے گا۔

۵۔ سورۃ المائدۃ

نفاذ شریعت اور اس کے لیے جد و جہد کی تاکید

رکوع ۱ ۔ آیات ۱ تا ۵

نیکی اور تقویٰ کے کام میں تعاون کرو

پہلے رکوع میں ایک اہم ہدایت دی گئی کہ:

وَتَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِ وَالتَّقْویٰ ص ولاَ تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ

’’اور نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں تعاون کرو اور گناہ اور زیادتی کے کاموں میں تعاون نہ کرو‘‘۔

گویا صرف گناہ کرنا ہی بری بات نہیں بلکہ اس کے حوالے سے کسی قسم کا تعاون کرنا بھی گناہ ہے۔ مثلاً سود لینا گناہ ہے اور اس کے ساتھ ساتھ سودی معاملات کو لکھنا اور ان پر گواہ بننا بھی گناہ ہے۔

رکوع ۲۔ آیات ۶ تا ۱۱

عدل کرو یہی تقویٰ کے زیادہ قریب ہے

دوسرے رکوع میں حکم دیا گیا کہ عدل کے علمبردار بن کر کھڑے ہو جاؤ اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس پر آمادہ نہ کرے کہ تم عدل نہ کرو۔ عدل کرو یہی تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔

رکوع ۳۔ آیات ۱۲ تا ۱۹

عہد شکنی کی سزا۔ اللّٰہ کی طرف سے لعنت

تیسرے رکوع میں بنی اسرائیل سے ایک عہد لینے کا ذکر ہے۔ اللّٰہ نے ان سے عہد لیا کہ اگر تم نماز قائم کرو گے، زکوٰۃ دو گے، میرے رسولوں پر ایمان لاؤ گے، ان کا ساتھ دو گے

اور اللہ کے دین کی نصرت کے لیے
مال خرچ کرو گے تو میں تمہارے
گناہ معاف کر دوں گا اور تمہیں
جنت کے باغات میں داخل کرو گا۔
بدقسمتی سے بنی اسرائیل نے اس
عہد کو توڑ دیا اور پھر اللہ نے ان
پر لعنت کی اور مختلف عذابوں
میں مبتلا کیا۔ اہل کتاب کو دعوت
دی گئی کہ ہمارے رسولﷺ آ چکے
ہیں جو ان باتوں کو واضح کر رہے

ہیں جو تم نے اپنی کتابوں کی تعلیمات سے چھپا دی تھیں۔ ہمارے رسولﷺ پر ایمان لے آؤ، اسی میں تمہاری بھلائی ہے۔ پھر یہود اور عیسائیوں کے اس قول کی نفی کی گئی کہ ہم اللہ کے بڑے محبوب ہیں۔ پوچھا گیا کہ اگر واقعی محبوب ہو تو تم پر اللہ کی طرف سے عذاب کیوں نازل ہوتے رہے ہیں؟

رکوع ۴۔ آیات ۲۰ تا ۲۶

نفاذ شریعت کی جد و جہد سے اعراض کی شرمناک مثال

چوتھے رکوع میں بنی اسرائیل کی نفاذ شریعت کی جد و جہد سے پہلو تہی کا بیان ہے۔ حضرت موسیٰ نے بنی اسرائیل کو اللہ

کی نعمتیں یاد کرنے کی ترغیب
دی۔ پھر ان کے سامنے ایک تقاضا
رکھا۔ انہیں بتایا کہ اللّٰہ نے ہمیں
تورات عطا کی ہے۔ ہم پر لازم ہے
کہ اس کی تعلیمات کو نافذ کر
کے ایک عادلانہ معاشرہ کی مثال
لوگوں کے سامنے پیش کریں۔
فلسطین کی مقدس سرزمین
ہمارے آباء و اجداد کا مرکز رہی
ہے۔ وہاں ایک مشرک قوم قابض

ہے۔ آؤ اس کے خلاف جنگ کریں اور فلسطین پر قبضہ کر کے وہاں ایک مثالی معاشرہ قائم کر دیں۔ قوم نے جواب دیا کہ آپ اور آپ کا رب جا کر لڑیں ہم تو یہیں بیٹھے رہیں گے۔ حضرت موسیٰ کو انتہائی صدمہ پہنچا۔ آپ نے اللہ سے بددعا کی کہ وہ اس فاسق قوم کو ان سے دور کر دے۔ اللہ نے بنی اسرائیل

کو چالیس سال تک صحرا میں
بھٹکنے کی سزا دی۔

رکوع ۵۔ آیات ۲۷ تا ۳۴

قربانی متقیوں کی قبول ہوتی ہے!

پانچویں رکوع میں حضرت آدمؑ کے
دو بیٹوں ہابیل اور قابیل کا
واقعہ بیان ہوا۔ ان دونوں نے اللّٰہ

کی راہ میں قربانی پیش کی۔ حضرت ہابیل کی قربانی قبول ہوئی اور قابیل کی قبول نہ ہوئی۔ اس نے غصہ میں آ کر حضرت ہابیل کو شہید کرنے کی دھمکی دی۔ حضرت ہابیل نے جواب دیا کہ قربانی متقیوں کی قبول ہوتی ہے۔ اپنی ناکامی کا الزام مجھ کو نہ دو بلکہ اپنی نیت اور کردار میں اس کا سبب تلاش کرو۔ قابیل نے

حضرت ہابیل کو شہید کر دیا اور ہمیشہ کے خسارے سے دوچار ہوا۔ اس رکوع میں یہ اصول بھی بیان ہوا کہ جو کسی جان کو ناحق قتل کرے گا وہ پوری انسانیت کا قاتل قرار پائے گا اور جو کسی ایک جان کی حفاظت کرے گا وہ پوری نوع انسانی کا محافظ سمجھا جائے گا۔ پھر اسی رکوع میں ایسے لوگوں کی سزا بیان ہوئی جو قتل

و غارت گری اور کھلے عام لوٹ مار
کرتے ہیں۔ حکم دیا گیا کہ ان کے
ٹکڑے کر دو، یا انہیں صلیب پر لٹکا
دو، یا ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دو، یا
انہیں جلاوطن کر دو۔ ہاں جو خود
کو اپنے طور پر قانون کے حوالے کر
دیں تو انہیں معاف کیا جا سکتا
ہے۔

رکوع ۶۔ آیات ۳۵ تا ۴۳

چور مرد ہو یا عورت اس کے ہاتھ کاٹو

چھٹے رکوع میں حکم دیا گیا کہ چور مرد ہو یا عورت اس کے ہاتھ کاٹو۔ اس آیت کی رو سے ہم پر لازم ہے کہ ایسا نظام نافذ کرنے کی جد و جہد کریں جس میں اللہ

کے تمام قوانین نافذ ہوں۔ اللہ کے احکامات اس لیے نہیں ہیں کہ ان کی تلاوت کر کے محض ثواب حاصل کر لیا جائے بلکہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ان پر عمل درآمد کے لیے ہم بھر پور جد و جہد کریں۔

رکوع ۷۔ آیات ۴۴ تا ۵۰

شریعت کے مطابق فیصلے نہ کرنے والے کافر، ظالم اور فاسق ہیں

ساتواں رکوع نفاذ شریعت کی تاکید پر پورے قرآن مجید کا Climax ہے۔ بڑے جلالی اسلوب میں حکم دیا گیا کہ خواہشات نفس کی نہیں شریعت کی پیروی کرو ورنہ کان کھول کر سن لو:

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ
فَاُوْلٰٓءِکَ ہُمُ الْکٰفِرُوْنَ

’’اور جو لوگ بھی اللہ کے نازل
کردہ کلام کے مطابق فیصلہ نہیں
کرتے، تو ایسے ہی لوگ (عملی
اعتبار سے) کافر ہیں‘‘۔

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ
فَاُوْلٰٓءِکَ ہُمُ الظّٰلِمُوْنَ

’’اور جو لوگ اللہ کے نازل کردہ
کلام کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے،
تو ایسے ہی لوگ ظالم ہیں‘‘۔

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ
فَاُوْلٰٓءِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ

’’اور جو لوگ اللہ کے نازل کردہ
کلام کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے،
تو ایسے ہی لوگ فاسق ہیں‘‘۔

آج ہم پر قرآن حکیم کی ان تینوں
وعیدوں کا اطلاق ہو رہا ہے۔ اللّٰہ
ہمیں احساس زیاں عطا فرمائے اور
احکامات الٰہی کے نفاذ کے لیے تن
من دھن سے جد و جہد کرنے کی
توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

رکوع ۸۔ آیات ۵۱ تا ۵۶

یہودیوں اور عیسائیوں کو دوست نہ بناؤ

آٹھویں رکوع میں حکم دیا گیا کہ مسلمان، یہودیوں اور عیسائیوں کو دوست نہ بنائیں۔ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں لیکن مسلمانوں کے خیر خواہ نہیں۔ جو ان سے دوستی کرے گا وہ ان ہی میں شمار ہو گا اور اللہ ایسے

ظالموں کو ہدایت نہیں دے گا۔

اس رکوع میں مسلمانوں کو خبردار
کیا گیا کہ اگر انہوں نے اپنی دینی
ذمہ داریاں ادا نہ کیں تو اللہ ان
کی جگہ اسلام کی خدمت کی
سعادت ایسے لوگوں کو دے دے گا
جو اللہ سے محبت کریں گے اور اللہ
ان سے محبت کرے گا۔ وہ دین کی
خدمت کرنے والوں کے حق میں ایثار
اور دین کے دشمنوں سے سختی

کرنے والے ہوں گے۔ اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پروا نہیں کریں گے۔ ماضی میں اللہ نے عربوں کو محروم کر کے دین کی خدمت کا اعزاز تاتاریوں کو دے دیا تھا ؎

ہے عیاں یورش تاتار کے افسانے سے
پاسباں مل گئے کعبہ کو صنم خانے سے

اللہ ہمیں اس محرومی سے محفوظ فرمائے اور مذکورہ بالا صفات عطا فرمائے۔ آمین!

رکوع ۹۔ آیات ۵۷ تا ۶۶

نفاذ شریعت کی برکات

نویں رکوع میں یہود کے علماء و مشائخ کو جھنجھوڑا گیا کہ وہ لوگوں کو گناہوں اور حرام خوری

سے کیوں نہیں روکتے۔ مزید ارشاد
ہوا کہ اگر اہل کتاب تورات اور
انجیل کے احکامات نافذ کرتے تو ان
پر آسمان سے بھی رحمت کی
بارشیں نازل ہوتیں اور زمین بھی
نعمت کے خزانے اگل دیتی۔ اللہ
ہمیں بھی اپنے معاشرے میں
احکامات شریعت نافذ کرنے کی
توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

رکوع ۱۰۔ آیات ۶۷ تا ۷۷

شرک کرنے والے پر جنت حرام ہے

دسویں رکوع میں اہل کتاب کو جھنجھوڑا گیا کہ:

يَا اَہْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلیٰ شَیْءٍ حَتّٰی تُقِيْمُوا التَّوْرٰةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ

’’اے اہل کتاب! تم کسی بنیاد پر نہیں جب تک تم تورات، انجیل اور جو کلام بھی تمہاری طرف تمہارے رب کی طرف سے نازل کیا گیا ہے، اسے نافذ نہیں کرتے‘‘۔

آج یہی خطاب ہم مسلمانوں سے ہے کہ ہماری اللہ کی نگاہ میں کوئی اہمیت نہیں اگر ہم قرآن حکیم کے احکامات کو نافذ نہیں کرتے۔ اسی رکوع میں عیسائیوں کے

اس عقیدہ کی زور دار نفی کی گئی کہ اللہ عیسیٰؑ کی ذات میں حلول کر گیا ہے اور اب عیسیٰؑ ہی خدا ہیں۔ حضرت عیسیٰؑ نے تو اپنی قوم کو آگاہ کیا تھا:

اِنَّہٗ مَنْ یُّشْرِکْ باللّٰہِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ الْجَنَّۃَ وَمَاْوٰہُ النَّارُ ط وَمَا للظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ

’’جس کسی نے اللہ کے ساتھ شرک کیا، تو اللہ نے اس کے لیے جنت کو

حرام کر دیا ہے اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور ایسے ظالموں کے لیے کوئی شفاعت کرنے والا نہیں ہو گا‘‘۔

رکوع ۱۱۔ آیات ۷۸ تا ۸۶

پیغمبروں نے کن لوگوں پر لعنت کی؟

سورۂ مائدہ کے گیارہویں رکوع
میں بیان کیا گیا کہ بنی اسرائیل
میں سے کفر کرنے والوں پر حضرت
داؤدؑ اور حضرت عیسیٰؑ نے لعنت
کی۔ ان کا جرم یہ تھا کہ وہ اللہ
کی نافرمانی میں حد سے تجاوز
کرتے تھے اور دوسروں کو بھی
برائیوں سے نہیں روکتے تھے۔
مسلمانوں کو آگاہ کیا گیا کہ
یہودی اور مشرکین تم سے

دشمنی میں بہت سخت ہیں۔ اس
کے برعکس عیسائی تم سے نرمی
کا معاملہ رکھتے ہیں۔ اس کی
وجہ یہ ہے کہ ان میں ایسے خدا
ترس لوگ ہیں جو تکبر نہیں کرتے۔
قرآن کی آیات سنتے ہیں تو رقت
سے ان کی آنکھیں آنسوؤں سے تر
ہو جاتی ہیں۔ وہ پکار اٹھتے ہیں
کہ ہم قرآن پر ایمان لائے۔ یہ حق
ہے ہمارے رب کی طرف سے۔ اللہ نے

ایسے سعادتمندوں کو جنت کی
لازوال نعمتوں کی بشارت عطا
فرمائی۔

پارہ ۷

قرآن مجید کے ساتویں پارے میں سورۃ مائدہ کے آخری ۶ رکوع یعنی رکوع ۱۱ تا ۱۶ اور سورۃ انعام کے ابتدائی ۱۳ رکوع شامل ہیں۔

رکوع ۱۲۔ آیات ۸۷ تا ۹۳

شیطان کے گندے ترین کام

بارہویں رکوع میں عیسائیوں کو رہبانیت سے روکا گیا۔ انہیں آگاہ کیا گیا کہ جس طرح حرام کو حلال کرنا درست نہیں، اسی طرح اللہ کی حلال کردہ نعمتوں کو حرام کرنا بھی منع ہے۔ اس رکوع میں شراب اور جوئے کو شیطان کے گندے ترین کاموں میں شمار کیا گیا اور

مسلمانوں کو ان خباثتوں سے باز رہنے کی تلقین کی گئی۔ البتہ وضاحت کی گئی کہ ایسے لوگوں پر کوئی گناہ نہیں ہو گا جنہوں نے شراب کی حرمت کا حکم آنے سے پہلے شراب پی تھی۔ اب اگر وہ باز آ جائیں تو سابقہ عمل پر کوئی باز پرس نہ ہو گی۔

رکوع ۱۳۔ آیات ۹۴ تا ۱۰۰

کثرت، حق کا معیار نہیں!

تیرہویں رکوع میں وضاحت کی گئی کہ کثرت حق کا معیار نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ لاَّ يَسْتَوِى الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ (المائدہ: ۱۰۰)

”(اے نبی ﷺ)کہہ دیجیے کہ ناپاک اور پاک دونوں کبھی برابر نہیں ہو سکتے، خواہ ناپاک شے کی کثرت تمہیں کتنی ہی متاثر کرے“۔

رکوع ۱۴۔ آیات ۱۰۱ تا ۱۰۸

بے مقصد سوالات مت کرو

چودھویں رکوع میں کثرت سے سوالات کرنے سے منع کیا گیا۔ ہے

مقصد اور فرضی قسم کے سوالات

کرنا پسندیدہ روش نہیں۔ مزید

فرمایا کہ کسی اور کی بے عملی

کو اپنی بے عملی کا جواز نہیں

بنایا جا سکتا۔ ہر شخص اپنے عمل

کا خود جواب دے گا۔ اسے چاہیے کہ

خود کو گناہوں سے بچائے اور

دوسروں کی اصلاح کے لیے بھی

حسب استطاعت کوشش کرتا رہے۔

رکوع ۱۵۔ آیات ۱۰۹ تا ۱۱۵

حضرت عیسیٰؑ کے حواریوں کا عجیب مطالبہ

پندرہویں رکوع میں حضرت عیسیٰؑ کو عطا کیے گئے معجزات کا بیان ہے اور ان کے حواریوں کے ایک عجیب مطالبہ کا ذکر ہے۔ اُنہوں نے حضرت عیسیٰؑ سے درخواست کی کہ اللّٰہ

سے دعا کریں کہ وہ ایک ایسا
دستر خوان نازل فرمائے جس پر
لذیذ کھانے چنے ہوئے ہوں۔ حواری
ان کھانوں کو کھا کر یقین قلبی
حاصل کر لیں کہ واقعی عیسیٰؑ
کی تمام تعلیمات سچی اور برحق
ہیں۔ اللہ نے فرمایا کہ میں ایسا کر
دوں گا لیکن جس نے ایسا
فرمائشی معجزہ دیکھنے کے
باوجود کفر کیا تو اسے ایسی سزا

دوں گا جیسی سزا کسی اور کو
نہیں دی جائے گی۔

رکوع ۱۶۔ آیات ۱۱۶ تا ۱۲۰

روز قیامت اللہ کا سوال اور حضرت عیسیٰؑ کا جواب

سولہویں رکوع میں قیامت کے روز
ہونے والے ایک مکالمہ کا ذکر ہے۔
اللہ حضرت عیسیٰؑ سے پوچھے گا

کہ کیا آپ نے لوگوں سے کہا تھا
کہ مجھے اور میری والدہ کو
معبود بنا لو۔ وہ کہیں گے کہ اے
اللہ! اگر میں نے ایسا کہا ہوتا تو
آپ کے علم میں ہوتا۔ آپ جانتے ہیں
کہ میرے جی میں کیا ہے لیکن
مجھے نہیں معلوم کہ آپ کے جی
میں کیا ہے؟ اگر آپ شرک کرنے
والوں کو عذاب دیں تو یہ آپ کا
اختیار ہے کیونکہ وہ آپ کے بندے

ہیں۔ اگر آپ انہیں معاف فرما دیں
تو تب بھی آپ زبردست اور حکمت
والے ہیں۔ اللہ فرمائے گا کہ دنیا
میں سچوں کو سچ بولنے کا نقصان
ہوتا رہا لیکن آج کے دن ان کا سچ
انہیں فائدہ دے گا۔ آج انہیں
ہمیشہ کے لیے ایسے باغات میں
داخل کر دیا جائے گا جن کے نیچے سے
نہریں بہتی ہیں۔ اللہ ان سے راضی
ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو

گئے۔ یہی ہے عظیم کامیابی۔ اللّٰہ
ہم سب کو عطا فرمائے۔ آمین!

٦۔ سورۃ الانعام

مشرکین مکہ پر اتمام حجت

رکوع ١۔ آیات ١ تا ١٠

اللہ نے انسانوں کو رسول کیوں بنایا؟

پہلے رکوع میں مشرکین مکہ کو
آگاہ کیا گیا کہ وہ حق کو جھٹلا
چکے ہیں لہٰذا اب ان پر اللّٰہ کی
طرف سے عذاب آ کر رہے گا۔ اس
رکوع میں قریش کے اس اعتراض کا
جواب بھی دیا گیا کہ اللّٰہ نے
کسی فرشتے کو رسول بنا کر کیوں
نہ بھیجا؟ فرمایا گیا کہ اگر اللّٰہ
فرشتے کو رسول بنا کر بھیجتا تو
اسے بھی انسانی صورت میں

بھیجتا کیونکہ انسانوں کے لیے
نمونہ انسان ہی بن سکتا ہے۔
مشرکین کو پھر بھی وہی شبہ
لاحق ہوتا جس میں وہ اس وقت
مبتلا ہیں۔

رکوع ۲۔ آیات ۱۱ تا ۲۰

امت مسلمہ کی شرک سے حفاظت

دوسرے رکوع میں اللہ کی بڑائی
کو اس طرح بیان کیا گیا:

وَاِنْ یَّمْسَسْکَ اللّٰہُ بِضُرٍّ فَلاَ کَاشِفَ
لَہٗٓ الآَ ہُوَ ط وَاِنْ یَّمْسَسْکَ بِخَیْرٍ
فَہُوَ عَلیٰ کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (الانعام:
۱۷)

’’اور (اے نبیﷺ!)اگر اللہ آپﷺ کو
دے کوئی تکلیف تو اسے اللہ کے
سوا کوئی دور کرنے والا نہیں اور

اگر وہ آپﷺ کو عطا کرے کوئی بھلائی تو وہ ہر چیز پر قادر ہے‘‘۔

یہ آیت واضح کرتی ہے کہ اللہ کے رسولﷺ عظیم ترین رسول ہونے کے باوجود اللہ کے بندے اور اس کے سامنے عاجز ہیں۔ وہ عبد ہیں معبود نہیں۔ اگر ایسی آیات قرآن میں نہ ہوتیں تو ہم بھی آپﷺ کو خدائی میں شریک کر دیتے جیسے یہودیوں اور عیسائیوں نے

اپنے پیغمبروں کے ساتھ یہ ظلم
کیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جتنی
محبت ہمیں آپﷺ سے ہے، اتنی
محبت کسی امت کو اپنے نبی سے
نہ تھی۔ اسی رکوع میں نبی
اکرمﷺ کی صداقت کے ثبوت کے
طور پر بیان کیا گیا کہ یہودی
تورات میں بیان شدہ نشانیوں کی
وجہ سے آپﷺ کو ایسے پہچانتے

ہیں جیسے اپنے سگے بیٹوں کو
پہچانتے ہیں۔

رکوع ۳۔ آیات ۲۱ تا ۳۰

حق کو جھٹلانے کی سزا مل کر رہے گی

تیسرے رکوع میں بتایا گیا کہ
سرداران قریش بظاہر تو غور سے
نبی اکرمﷺ سے قرآن کا بیان سنتے

ہیں لیکن بعد میں کہتے ہیں کہ
یہ تو محض گزشتہ قوموں کی
داستانوں کا بیان ہے۔ وہ خود بھی
گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو
بھی گمراہ کرتے ہیں۔ دعویٰ کرتے
ہیں کہ اصل زندگی بس دنیا ہی
کی ہے اور اس کے بعد کوئی
زندگی نہیں۔ کاش وہ تصور کریں
جب روز قیامت اللہ کے سامنے کھڑے
ہوں گے۔ اللہ پوچھے گا کہ کیا

آخرت کی یہ زندگی حق ہے یا نہیں؟ وہ کہیں گے کہ بالکل حق ہے لیکن اس وقت حق کو مان لینا فائدہ مند نہ ہو گا۔ انہیں حق کو جھٹلانے کی سزا مل کر رہے گی۔

رکوع ۴۔ آیات ۳۱ تا ۴۱

معجزہ دکھانے کا مطالبہ

چوتھے رکوع میں ایک نازک مضمون کا بیان ہے۔ مشرکین مکہ نبی اکرمﷺ سے مطالبہ کرتے تھے کہ اگر آپ اللہ کے سچے رسول ہیں تو ہماری فرمائش کے مطابق معجزہ دکھائیے۔ آپﷺ اللہ سے دعا کرتے کہ ان کی خواہش کے مطابق معجزہ دکھا دیا جائے، شاید وہ ایمان لے آئیں۔ اللہ نے سختی سے فرمایا کہ ایسا نہیں کیا جائے گا۔

آج تک کوئی قوم معجزہ دیکھ کر ایمان نہیں لائی۔ جو قوم فرمائشی معجزہ دیکھ کر بھی ایمان نہ لائے تو وہ عذاب کی مستحق ہو جاتی ہے۔ معجزہ دکھانا قوم کے لیے نازک معاملہ ہے۔ آپﷺ اس صورت حال میں شدید اذیت سے دوچار تھے۔ مشرکین معجزہ نہ دکھانے پر آپﷺ کا مذاق اڑاتے تھے اور اللّٰہ سختی سے

معجزہ دکھانے سے انکار فرما رہا
تھا۔ اللہ نے آپﷺ کی دلجوئی کے
لیے فرمایا کہ کائنات میں ہر
مخلوق کا ایک منظم گروہ کی
صورت میں ساتھ رہنا بھی معجزہ
ہے۔ اللہ کی بیشمار قدرتیں
معجزات ہیں جو کائنات میں چاروں
طرف پھیلے ہوئے ہیں۔ مشرکین
انہیں دیکھ کر بھی ایمان نہیں لا
رہے۔ وہ تو محض اپنے کفر کا جواز

پیش کرنے کے لیے فرمائشی معجزات کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ فرمائشی معجزہ دکھا دیا جائے وہ تب بھی ایمان نہیں لائیں گے۔ عنقریب وہ اپنے کفر کا برا انجام دیکھ لیں گے۔

رکوع ۵۔ آیات ۴۲ تا ۵۰

اللہ کی عطا کردہ ہدایت سے رخ پھیرنے والا اندھا ہے

پانچویں رکوع میں اللہ کی اس سنت کا بیان ہے کہ اس نے جب بھی کسی قوم میں رسولؑ بھیجا تو قوم پر ساتھ ہی کوئی آفت بھی نازل کی تاکہ لوگوں کے دلوں میں خدا خوفی اور رقت پیدا ہو۔ وہ رسولؑ کی دعوت کی طرف متوجہ ہوں۔ بدقسمتی سے قوموں نے آفات سے سبق حاصل نہ کیا۔ شیطان نے ان کے برے اعمال کو

مزین کر دیا۔ آخر کار اللہ نے بڑے عذاب کے ذریعہ ایسی قوموں کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا۔ رکوع کے آخر میں نبی اکرمﷺ کا کافروں سے عاجزانہ خطاب ہے۔ آپﷺ نے فرمایا کہ میں نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ میرے اختیار میں اللہ کے خزانے ہیں یا میں غیب کی خبروں سے واقف ہوں۔ نہ ہی میں نے فرشتہ ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ پھر

تم کیوں مجھ سے معجزات طلب کر
رہے ہو؟ میرا دعویٰ یہ ہے کہ میں
اللّٰہ کا رسول ہوں اور اس کی دی
ہوئی ہدایت کی پیروی کرتا ہوں۔
اللّٰہ کی عطا کردہ ہدایت کی
پیروی کرنے والا بینا اور اس سے رخ
پھیرنے والا اندھا ہے۔ کیا بینا اور نا
بینا برابر ہو سکتے ہیں؟

رکوع ۶۔ آیات ۵۱ تا ۵۵

اللہ کن پر مہربان ہے؟

چھٹے رکوع میں نبی اکرمﷺ کو
تلقین کی گئی کہ وہ سرداران
قریش کے اس مطالبہ کو رد کر
دیں کہ آپﷺ اپنے پاس سے ان
لوگوں کو دور کر دیجیے جو ہمارے
غلام ہیں یا پیشہ کے اعتبار سے کم

تر درجے کا کام کرنے والے ہیں۔ اللہ

کے نزدیک ان غلاموں اور محنت کرنے

والے مومنوں کی بڑی قدر ہے۔ وہ

دن رات اللہ کو پکارتے ہیں اور اس

کی رضا کے طلب گار ہیں۔ ایسے

لوگ تو اس قابل ہیں کہ جب وہ

نبی اکرمﷺ کے پاس آئیں تو آپﷺ

انہیں سلامتی کی دعائیں دیں اور

بشارت دیں کہ اللہ تمہارے حق

میں بڑا غفور اور رحیم ہے۔ اگر تم نے

نادانی سے کوئی گناہ کیا اور اس پر توبہ کی تو اللہ اپنے لطف و کرم سے تمہیں معاف فرما دے گا۔

رکوع ۷۔ آیات ۵۶ تا ۶۰

باطل کے ساتھ سمجھوتا نہیں ہو سکتا

ساتویں رکوع میں سرداران قریش کے اس مطالبہ کو مسترد کرنے کا

حکم ہے جس کے تحت وہ نبی
اکرمﷺ کو ایک سمجھوتے اور
مفاہمت کی دعوت دے رہے تھے۔
وہ مفاہمت یہ تھی کہ آپﷺ
ایک سال تک ہمارے بتوں کی
عبادت کریں۔ پھر ہم ایک سال تک
آپﷺ کے معبود واحد کی عبادت
کریں گے۔ نبی اکرمﷺ کو حکم دیا
گیا کہ وہ مفاہمت کی اس پیش
کش کو سختی سے رد کر دیں ــہ

باطل دوئی پسند ہے، حق لا شریک ہے

شرکت میانۂ حق و باطل نہ کر قبول

رکوع کے آخر میں بیان کیا گیا کہ غیب کا کل علم صرف اللہ ہی جانتا ہے۔ اسے خشکی و سمندر کی ہر شے کا علم ہے۔ کوئی پتہ درخت سے نہیں گرتا مگر یہ کہ وہ اللہ کے علم میں ہوتا ہے۔

رکوع ۸۔ آیات ۶۱ تا ۷۰

اللہ کے عذاب کی تین صورتیں

آٹھویں رکوع میں آگاہ کیا گیا کہ نافرمان قوموں پر اللہ کے عذاب کی تین صورتیں ہیں۔ پہلی یہ کہ اللہ آسمان سے کوئی آفت نازل کر دیتا ہے جیسے طوفانی بارشیں۔

دوسری یہ کہ زمین سے کوئی
تباہی آ جاتی ہے جیسے زلزلہ۔
تیسری صورت یہ ہے کہ اللہ کسی
قوم کو گروہوں میں تقسیم کر
کے آپس میں ٹکرا دیتا ہے۔ آج ہمیں
عذاب کی ان تینوں صورتوں کا
سامنا ہے۔ اللہ ہمیں گناہوں سے
بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!
اس رکوع میں مزید حکم دیا گیا
کہ اگر کسی محفل میں اللہ کی

آیات کا مذاق اڑایا جا رہا ہویا
شعائرِ دینی کی توہین کی جا
رہی ہو تو غیرت دینی کا ثبوت دو
اور وہاں سے فوراً اٹھ جاؤ۔

رکوع ۹۔ آیات ۷۱ تا ۸۳

ڈوبنے والے معبود نہیں ہو سکتے

نویں رکوع میں اس تدبیر کا ذکر
ہے جس کے ذریعہ حضرت ابراہیمؑ نے
ستارہ پرستوں، چاند پرستوں اور
سورج پرستوں کو توحید کی
پہچان کروا نے کی کوشش کی۔
اُنہوں نے ستارہ دیکھا تو کہا کہ
یہ میرا رب ہے۔ جب وہ ڈوب گیا تو
کہا جو خود ڈوب گیا وہ مجھے کیا
عروج دے گا۔ جب چاند کو دیکھا تو
کہا کہ یہ میرا رب ہے۔ جب چاند

بھی ڈوب گیا تو فرمایا جب تک
میرا رب مجھے ہدایت نہ دے میں
صحیح معبود کی معرفت حاصل
نہیں کر سکتا۔ جب سورج کو
دیکھا تو کہا کہ ہاں یہ میرا رب
ہے، یہ سب سے بڑا ہے۔ جب سورج
بھی ڈوب گیا تو اعلان کیا کہ
میں اعلان برأت کرتا ہوں ستاروں،
چاند اور سورج کو معبود ماننے سے۔
میں اپنا رخ کرتا ہوں اس ہستی

کی طرف جو ستاروں، چاند اور
سورج کو بنانے والی ہے۔

رکوع ۱۰ ـ آیات ۸۴ تا ۹۱

نبی ہمیشہ عقیدۂ توحید پر ہوتا ہے

دسویں رکوع میں واضح کیا گیا کہ
حضرت ابراہیمؑ پر کوئی ایسا دور
نہیں گزرا کہ وہ اللّٰہ کے سوا
کسی کو رب مان رہے ہوں۔ یہ تو
ایک دلیل تھی جو اللّٰہ نے حضرت
ابراہیمؑ کو سکھائی تھی تاکہ
وہ اپنی قوم کو عقیدۂ توحید تک
پہنچا دیں اور شرک کی گمراہی
ان پر واضح کر دیں۔ اس رکوع میں
کئی انبیاءؑ کے تذکرہ کے بعد فرمایا

کہ اگر وہ بھی شرک کرتے تو اللہ
انہیں ان کی نیکیوں کے اجر سے
محروم کر دیتا۔ نبی اکرمﷺ کو
بشارت دی گئی کہ اگر مکہ والے
آپﷺ کی دعوت کی ناقدری کر
رہے ہیں تو اللہ نے ایک اور قوم کے
لیے طے کر دیا ہے کہ کہ وہ قرآن
کی ناقدری نہیں کرے گی۔ یہ در
اصل اہل مدینہ کی خوش نصیبی
کی طرف اشارہ ہے۔

رکوع ۱۱۔ آیات ۹۲ تا ۹۵

جھوٹ بولنے والوں کا برا انجام

گیارہویں رکوع میں یہود کے ایک جھوٹ کا تذکرہ ہے۔ وہ نبی اکرم ﷺ سے دشمنی کرتے ہوئے کہتے تھے کہ اللہ نے آج تک کوئی کتاب نازل نہیں کی۔ ان سے پوچھا

گیا کہ وہ کتاب کس نے نازل کی
تھی جو حضرت موسیٰؑ لے کر آئے
تھے۔ پہلے وہ کتاب ہدایت تھی اور
اب قرآن ہدایت ہے۔ عنقریب جھوٹ
بولنے والوں پر موت کی سختی آئے
گی اور موت دینے والے فرشتے کہیں
گے کہ آج تم اپنی غلط بیانی اور
تکبر کی پاداش میں بھون دینے
والے عذاب کا مزہ چکھو۔

رکوع ۱۲۔ آیات ۹۶ تا ۱۰۱

اللہ کی بے مثال نعمتیں اور قدرتیں

بارہویں رکوع میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور قدرتوں کا بیان ہے۔ اللہ ہی ہے جو بیج اور دانے کو پھاڑ کر اس میں سے پودے اور درخت نکالتا ہے۔ مردہ کو زندہ اور زندہ کو مردہ

کرتا ہے۔ اسی نے آسمان، سورج، چاند اور ستارے بنائے۔ انسان کو تخلیق کیا اور اس کی جملہ ضروریات کا انتظام کیا۔ بارش برسائی اور اس سے طرح طرح کی نباتات، سبزیاں اور پھل پیدا کیے۔ بلا شبہ ان قدرتوں میں ایمان لانے والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔ لوگوں کی بے انصافی یہ ہے کہ انہوں نے جنات کو اللہ کا شریک ٹھہرا دیا،

حالانکہ وہ اللہ کی مخلوق ہیں۔

بلا شبہ اللہ ہر شرک سے پاک ہے۔

رکوع ۱۳۔ آیات ۱۰۲ تا ۱۱۱

مشرکین کے معبودوں کی توہین نہ کرو

تیرہویں رکوع میں توحید باری تعالیٰ کا بیان اور شرک کی نفی ہے۔ فرمایا کہ اللہ کا بیٹا کیوں کر

ہو سکتا ہے جبکہ اس کی بیوی
ہی نہیں۔ واضح دلائل آ چکے ہیں
لیکن اس کے باوجود لوگ شرک کر
رہے ہیں۔ اہل ایمان کو منع کیا گیا
کہ وہ مشرکین کے معبودوں کی
توہین نہ کریں ورنہ وہ ضد میں
اللہ کی توہین کریں گے۔ مشرکین
یقین دہانی کرا رہے ہیں کہ ان
کی فرمائش کے مطابق معجزہ
دکھانے پر وہ ایمان لے آئیں گے۔

حقیقت یہ ہے کہ وہ معجزہ دیکھ
کر بھی ایمان نہ لائیں گے۔ اللّٰہ
ایسے لوگوں کے دلوں اور نگاہوں پر
مہر کر دیتا ہے جن کے سامنے پہلی
بار حق آئے اور وہ اسے جان بوجھ
کر جھٹلا دیں۔ اللّٰہ ہمیں ایسی
محرومی سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

پارہ ۸

قرآن حکیم کے آٹھویں پارے میں
سورۃ انعام کے آخری ۷ رکوع یعنی
رکوع ۱۴ تا ۲۰ اور سورۃ اعراف کے
ابتدائی ۱۰ رکوع شامل ہیں۔

رکوع ۱۴۔ آیات ۱۱۲ تا ۱۲۲

اکثریت کی پیروی گمراہ کر دے گی

چودھویں رکوع میں فرمایا کہ اگر مشرکین مکہ پر فرشتوں کا نزول ہو، مردے زندہ ہو کر ان سے کلام کریں یا کوئی بھی معجزہ انہیں دکھا دیا جائے، وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ اصل میں یہ شیاطین ہیں جو انہیں ملمع کی ہوئی

باتیں دھوکا دینے کے لیے سجھاتے ہیں۔ اِن خوش نما باتوں سے وہی متأثر ہوتے ہیں جو آخرت کی جواب دہی پر یقین نہیں رکھتے۔ اللّٰہ نے نبیﷺ پر ایک عادلانہ شریعت نازل کی ہے۔ درست روش یہ ہے کہ شریعت کی پیروی کی جائے اور اکثریت کی بات نہ مانی جائے کیونکہ اکثریت تو خواہشات کی پیروی کرتی ہے۔ برائی اور بے

حیائی کی ہر صورت کو چھوڑ دیا جائے اور اللہ کے احکامات پر عمل کو زندگی میں لازم کر لیا جائے۔

رکوع ۱۵۔ آیات ۱۲۳ تا ۱۳۰

خوش قسمت انسان

پندرہویں رکوع میں اس انسان کی خوش قسمتی بیان کی گئی جو غفلت میں پڑ کر گویا مردہ تھا۔

اللّٰہ نے اسے بیدار کیا، عمل کی توفیق دی اور قرآن کا علم دیا جس سے وہ دوسروں کو بھی بیدار کر رہا ہے۔ اللّٰہ ہمیں بھی ایسی سعادت عطا فرمائے۔ آمین!

آگاہ کیا گیا کہ ہر بستی میں حق کے اوّلین مخالفین بستی کے سردار ہوتے ہیں۔ تکبر کی وجہ سے ان کا سر حق کے سامنے نہیں جھکتا۔ اللّٰہ جسے ہدایت دیتا ہے اس کا سینہ

حق کی قبولیت کے لیے کھول دیتا
ہے۔ اسے اللہ کا ہر حکم ایک خیر
محسوس ہوتا ہے۔ اس کے برعکس
جو شخص ہدایت کی نعمت سے
محروم ہوتا ہے وہ اللہ کے ہر حکم
کو ایک بوجھ سمجھتا ہے۔

رکوع ۱۶۔ آیات ۱۳۱ تا ۱۴۱

مذہبی پیشواؤں کے من چاہے فیصلے

سولہویں رکوع میں بیان کیا گیا
کہ روز قیامت اللہ جنات اور
انسانوں سے پوچھے گا کہ کیا
تمہارے پاس رسول نہیں آئے تھے
جو تمہیں میرے احکامات سکھاتے
تھے اور آخرت کی جواب دہی کے
حوالے سے خبردار کرتے تھے؟ وہ

اعتراف کریں گے کہ ایسا ہوا تھا
لیکن ہمیں دنیا کی زندگی نے
دھوکے میں ڈال دیا تھا۔ اس رکوع
میں مزید فرمایا کہ مشرکین کے
پنڈت کھیتیوں اور جانوروں میں
سے کچھ اللہ کے نام کرتے ہیں اور
کچھ بتوں کے نام۔ باطل معبودوں
کی خوشنودی کے لیے لوگوں کو
اپنی اولاد قربان کرنے کا حکم دیتے
ہیں۔ جانوروں کے بارے میں طے کرتے

ہیں کہ ان میں سے کس کا
گوشت حلال ہے اور کس کا ممنوع۔
کس جانور پر سواری کی جا
سکتی ہے اور کس پر نہیں۔ وہ
فیصلے خود کرتے ہیں لیکن انہیں
منسوب اللہ کی طرف کرتے ہیں۔
بلا شبہ وہ جھوٹے اور گمراہ ہیں۔

رکوع ۱۷۔ آیات ۱۴۲ تا ۱۴۵

خوراک کے حوالے سے اللہ کی نعمتیں

سترہویں رکوع میں خوراک کے حوالے سے اللہ کی نعمتوں کا ذکر ہے۔ اللہ نے ایسے باغات پیدا کیے جن میں درخت اپنے سہارے کھڑے ہوتے ہیں اور ایسے بھی جن میں بیلوں کو چھتریوں پر چڑھایا جاتا ہے۔ پھلوں اور کھیتیوں کے مختلف

ذائقے پیدا کیے۔ اِن نعمتوں کو
کھاؤ اور اللّٰہ کا حق یعنی عشر
اسی روز دو، جس روز پھل اتارو یا
کھیتی کاٹو۔ اسراف نہ کرو، اللّٰہ
کو اسراف کرنے والے پسند نہیں۔
اللّٰہ نے حلال جانوروں میں بار بردار
بھی پیدا کئے اور ایسے جانور بھی
جو بوجھ نہیں اٹھا سکتے۔ ان میں
سے بھی کھاؤ اور اللّٰہ کا شکر ادا

کرو۔ بلا دلیل ان میں سے کسی کو
بھی حرام نہ قرار دو۔

رکوع ۱۸۔ آیات ۱۴۶ تا ۱۵۱

اللہ کا اذن ہر کام میں ہے
لیکن رضا صرف نیکی میں

اٹھارہویں رکوع میں آگاہ کیا گیا
کہ یہود پر ان کی شرارتوں کی
وجہ سے بعض حلال اشیاء حرام کر

دی گئیں۔ مشرکین کا قول بیان
کیا گیا کہ اگر اللہ چاہتا تو ہم نہ
شرک کرتے اور نہ ہی خود سے
کسی شے کو حرام قرار دے سکتے۔
جواب دیا گیا کہ اللہ نے انسان کو
نیکی اور برائی کرنے کا اختیار دیا
ہے۔ ہر نیکی یا برائی کا اذن وہی
دیتا ہے۔ البتہ برے کام میں اس کا
اذن ہوتا ہے رضا نہیں۔ دلیل دو کہ
اللہ نے کہاں تمہیں حکم دیا ہے

کہ شرک کرو۔ ہاں شرک کی ممانعت کے حوالے سے بارہا حکم دیا گیا ہے۔

رکوع ۱۹۔ آیات ۱۵۲ تا ۱۵۵

اسلام کی معاشرتی تعلیمات

انیسویں رکوع میں اسلام کی معاشرتی تعلیمات کا بیان ہے۔

ہدایت دی گئی ہے کہ اللہ کے
ساتھ کسی کو شریک نہ کرو،
والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو،
مفلسی کے ڈر سے اولاد کو قتل نہ
کرو، ظاہری اور پوشیدہ ہر بے
حیائی سے بچو، کسی انسان کو
ناحق قتل نہ کرو، یتیم کے مال کی
حفاظت کرو، ناپ تول میں کمی نہ
کرو، ہمیشہ عدل کی بات کرو،
وعدے پورے کرو اور قرآن حکیم کو

پیروی کی نیت سے سمجھ کر
پڑھو۔ یہ ہے قرآن پر عمل کا
راستہ، اس کے سوا کسی اور راہ
کو مت اختیار کرو۔ اللہ ہمارے لیے
ان ہدایات پر عمل آسان فرما دے۔
آمین!

رکوع ۲۰۔ آیات ۱۵۶ تا ۱۶۶

سیدھا راستہ کیا ہے؟

بیسویں رکوع میں صراط مستقیم کی وضاحت ہے۔ صراط مستقیم ہے خالص دین پر عمل کرنا یعنی ہر معاملہ میں یکسو ہو کر اللہ کی اطاعت کرنا۔ اس کی عملی مثال ہے حضرت ابراہیمؑ کی حیات مبارکہ جنہوں نے ہر محبت کو اللہ کی محبت کے سامنے قربان کر دیا۔ گویا سیدھے راستے کا تقاضا یہ ہے کہ

ہم اس بات کا ثبوت پیش کریں کہ

اِنَّ صَلاَتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (الانعام: ۱۶۲)

’’بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اس اللہ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے‘‘۔

اللّٰہ نے ہمیں زمین میں اختیار دیا
ہے اور اسی میں ہمارا امتحان ہے۔
اللّٰہ کی بندگی کریں گے تو اس
کی شان رحیمی و غفاری کے
مستحق ٹھہریں گے۔ اگر اللّٰہ کی
نافرمانی کریں گے تو اس کے شدید
عذاب سے دوچار ہوں گے۔ اپنے لیے
اچھے یا برے انجام کی راہ اختیار
کرنا، ہمارے اختیار میں ہے۔ اللّٰہ

ہمیں صراط مستقیم اختیار کرنے
کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

۷۔ سورۃ الاعراف

تاریخ انسانی کا بیان

رکوع ۱۔ آیات ۱ تا ۱۰

روز قیامت فیصلہ نیک اعمال کے وزن پر ہو گا

پہلے رکوع میں آگاہ کیا گیا کہ
اللہ نے کئی قوموں کو ان کے
گناہوں کی پاداش میں ہلاک کیا۔
جب تباہی آئی تو وہ اعتراف کرنے
لگے کہ ہم ہی ظالم تھے۔ یہ تو
دنیوی بربادی تھی، اصل عذاب روز
قیامت ملے گا۔ اس روز فیصلہ کن
شے نیک اعمال کا وزن ہو گا۔ جن
کی نیکیاں زیادہ ہوئیں وہ
کامیاب ہوں گے۔ جن کے نیک اعمال

کم ہوں گے وہ دردناک عذاب سے
دوچار ہوں گے۔

رکوع ۲۔ آیات ۱۱ تا ۲۵

ابلیسیت اور آدمیت میں فرق

دوسرے رکوع میں قصۂ آدم و
ابلیس بیان ہوا۔ واضح کیا گیا کہ
ابلیسیت اور آدمیت میں کیا فرق

ہے۔ ابلیس نے تکبر کیا اور حضرت آدمؑ کو سجدہ کرنے کا حکم الٰہی توڑ دیا۔ اپنے جرم پر کسی ندامت کا اظہار نہ کیا بلکہ جرم کے حوالے سے اللہ کو مورد الزام ٹھہرایا۔ اس کے برعکس حضرت آدمؑ کو اللہ نے بڑائی عطا کی۔ اُنہوں نے خود سے نہیں بلکہ ابلیس کے بہکاوے میں آ کر خطا کی۔ جیسے ہی خطا کا احساس ہوا تو اظہار ندامت کیا

اور خطا کا ذمہ دار خود کو ٹھہراتے ہوئے اللہ سے یوں بخشش مانگی:

رَبَّنَاظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَکُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِ یْن

’’اے ہمارے رب ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو نے ہمیں بخش نہ دیا اور ہم پر رحم نہ کیا تو ہم تو ہو جائیں گے نقصان اٹھانے والے‘‘۔ (الاعراف: ۲۳)

اللہ ہمیں آدمیت کی راہ پر چلنے
کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

رکوع ۳۔ آیات ۲۶ تا ۳۱

لباس میں تقویٰ کا اہتمام کرو

تیسرے رکوع میں آگاہ کیا گیا کہ
اللہ نے انسان کو ایسا لباس دیا ہے
جو اس کی ستر پوشی کرتا ہے

اور اس کے لیے زیب وزینت بھی بنتا

ہے۔ شیطان اور اس کا ٹولہ چاہتا

ہے کہ انسان کو بے حیا اور عریاں

کر دے۔ اللّٰہ چاہتا ہے کہ انسان

لباس میں تقویٰ کا اہتمام کرے

یعنی مکمل ساتر لباس پہنے جس

میں اسراف یا اظہار تکبر نہ ہو۔

اللّٰہ ہر طرح کی بے حیائی سے

ہماری حفاظت فرمائے۔ آمین!

رکوع ۴۔ آیات ۳۲ تا ۳۹

غیر تربیت یافتہ اولاد کی ماں باپ کے خلاف بد دعا

چوتھے رکوع میں بیان کیا گیا کہ اللہ نے جو بھی پاکیزہ رزق اور زیب وزینت کی اشیاء بنائی ہیں وہ ہرگز حرام نہیں ہیں۔ حکم یہ ہے کہ انہیں حلال طریقہ سے حاصل

کیا جائے اور ان سے شریعت کے
مطابق استفادہ کیا جائے۔ اس
رکوع میں خبردار کیا گیا کہ اگر
اولاد کی صحیح دینی تربیت نہ
کی تو وہ اولاد جہنم میں جانے کے
بعد اللہ سے بددعا کرے گی کہ
ہمارے ماں باپ کو دگنا عذاب دیا
جائے۔ ان کی وجہ سے ہمیں یہ
بربادی دیکھنی پڑی۔ اللہ فرمائے گا
تم سب کے لیے دگنا عذاب ہے، اس

لیے کہ تم نے بھی اپنی اولاد کی دینی تربیت نہیں کی تھی۔ اللّٰہ ہمیں اپنی اولاد کو دین کی راہ کی طرف مائل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

رکوع ۵ ۔ آیات ۴۰ تا ۴۷

جنت تمہارے اعمال کا بدلہ ہے

پانچویں رکوع میں ارشاد ہوا کہ جو تکبر کی وجہ سے اللہ کی تعلیمات کو جھٹلاتے ہیں وہ جنت میں داخل نہ ہو سکیں گے جب تک کہ اونٹ سوئی کے ناکہ سے نہ گزر جائے۔ اس کے برعکس جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کرتے رہے وہ جنت میں اللہ کی حمد اس طرح کریں گے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ہَدٰنَا لِہٰذَا قف وَمَا كُنَّا لِنَہْتَدِیَ لَوْلَآ اَنْ ہَدٰنَا اللّٰہُ

’’کل شکر اللہ کے لیے جس نے ہمیں اس جنت تک پہنچنے کی ہدایت دی۔ ہم ہرگز ہدایت نہ پاتے اگر اللہ ہی ہمیں ہدایت نہ دیتا‘‘۔

اللہ جواب میں ارشاد فرمائے گا کہ جنت در اصل تمہارے اعمال کا بدلہ ہے۔ اسی رکوع میں اصحاب اعراف کا ذکر ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کی

نیکیاں اور برائیاں برابر تھیں۔ نہ جنت میں داخل کیے گئے اور نہ جہنم میں گرائے گئے۔ وہ دعا کریں گے کہ اے اللہ ہمیں جہنم سے محفوظ فرما اور جنت میں داخل فرما۔

رکوع ۶۔ آیات ۴۸ تا ۵۳

آخرت کی تیاری سے غافل نہ ہو

چھٹے رکوع میں بیان کیا گیا کہ اصحاب اعراف کی دعا قبول کی جائے گی اور وہ جنت میں داخل کر دیے جائیں گے۔ اسی رکوع میں ان لوگوں کی مذمت کی گئی جنہوں نے کھیل تماشے کو ہی اپنا دین بنا لیا۔ وہ آخرت کی تیاری کے لیے

کبھی سنجیدہ ہوئے ہی نہیں۔ اب روز قیامت برے انجام کو دیکھ کر اپنی غفلت پر افسوس کریں گے لیکن اب اس افسوس کا کوئی فائدہ نہ ہو گا۔

رکوع ۷۔ آیات ۵۴ تا ۵۸

دعا کے آداب

ساتویں رکوع میں تلقین کی گئی
کہ دعا صرف اپنے حقیقی رب یعنی
اللّٰہ سے کرو۔ دعا کے آداب یہ ہیں
کہ یہ تنہائی میں اور گڑ گڑا کر
مانگی جائے۔ دعا کرتے ہوئے اللّٰہ سے
اچھی امیدیں بھی ہوں اور اس
کا خوف بھی طاری ہو۔ دعا میں
زیادتی نہ کی جائے یعنی چلا چلا
کر نہ مانگا جائے اور نہ ہی ایسی
دعا کی جائے جس سے کسی اور کا

نقصان ہو۔ اللہ سے بھلائی کا سوال کیا جائے۔ زمین میں فساد نہ کیا جائے یعنی اللہ کی نافرمانی نہ کی جائے۔ اگر ہم اللہ کا حکم پورا نہیں کریں گے تو اللہ بھی ہماری دعا پوری نہ کرے گا۔

رکوع ۸ــ آیات ۵۹ تا ۶۴

قوم نوحؑ کی روش اور انجام

آٹھویں رکوع میں حضرت نوحؑ کا واقعہ بیان ہوا۔ اُنہوں نے قوم کو اللّٰہ کی بندگی کی دعوت دی۔ قوم کے سرداروں نے ان کی دعوت کو جھٹلایا اور حضرت نوحؑ پر گمراہ ہونے کا بہتان لگایا۔ اللّٰہ نے حضرت نوحؑ اور اہل ایمان کو بچا لیا اور

جھٹلانے والوں کو ایک طوفان کے ذریعہ ہلاک کر دیا۔

رکوع ۹۔ آیات ۶۵ تا ۷۲

قوم ہودؑ کی بربادی

نویں رکوع میں حضرت ہودؑ کی داستان بیان ہوئی۔ سرداران قوم نے ان کی دعوت توحید کو جھٹلایا اور انہیں جھوٹا اور احمق قرار

دینے کی گستاخی کی۔ اللہ نے ان بدبختوں کو برباد کر دیا اور اپنی رحمت سے حضرت ہودؑ اور اہل ایمان کو بچا لیا۔

رکوع ۱۰ـ آیات ۷۳ تا ۸۴

قوم صالحؑ اور قوم لوطؑ کا انجام

دسویں رکوع میں حضرت صالحؑ اور
حضرت لوطؑ کی اپنی قوموں کے
ساتھ کش مکش کا ذکر ہے۔
حضرت صالحؑ نے اپنی قوم کو اللّٰہ
کی بندگی اختیار کرنے کی دعوت
دی اور نشانی کے طور پر اللّٰہ کے
حکم سے ایک زندہ اونٹنی پہاڑ سے
برآمد کر دی۔ قوم کے متکبر
سرداروں نے نہ صرف ان کی
تعلیمات کو جھٹلایا بلکہ اہل

ایمان کو بھی نیکی کی راہ
اختیار کرنے سے روکا۔ پھر معجزہ کے
ذریعہ برآمد ہونے والی اونٹنی کو
مار دیا۔ اللہ نے زلزلہ کے ذریعہ قوم
کو تہس نہس کر دیا۔ حضرت لوطؑ
نے قوم کو ہم جنس پرستی کی
خباثت سے روکنے کی کوشش کی۔
قوم نے حضرت لوطؑ کو بستی سے
نکالنے کا ناپاک منصوبہ بنایا۔ اللہ نے

پتھروں کی بارش کے ذریعہ اس بے
حیا قوم کا کام تمام کر دیا۔

رکوع ۱۱۔ آیات ۸۵ تا ۹۳

قوم شعیبؑ کی سرکشی اور انجام

سورۃ الاعراف کے گیارہویں رکوع
میں قوم شعیبؑ کا ذکر کیا ہے۔
حضرت شعیبؑ نے قوم کو اللّٰہ کی

بندگی کی دعوت دی۔ ان کی قوم
ناپ اور تول میں کمی کرتی تھی،
تجارتی قافلوں کو لوٹتی تھی اور
دوسروں کو حق کی راہ پر آنے سے
روکتی تھی۔ حضرت شعیبؑ نے اسے
ان جرائم سے باز آنے کی تلقین کی۔
قوم نے ان کی بات ماننے کے بجائے
دھمکی دی کہ اے شعیب! ہم
تمہیں اور تمہارے ماننے والوں کو
اپنی بستی سے نکال دیں گے۔ اگر

چاہتے ہو کہ ہمارے ساتھ رہو تو
دوبارہ اپنے آباء و اجداد کے عقائد
کو اختیار کر لو۔ حضرت شعیبؑ نے
فرمایا کہا اللہ نے ہمیں حق کی
راہ دکھا دی ہے۔ ہم ہرگز اس راہ
کو نہیں چھوڑیں گے۔ جب ان کی
قوم حد سے تجاوز کرنے لگی تو پھر
اللہ کی طرف سے سزا آئی اور
پوری قوم زلزلے کی آفت سے ہلاک
اور برباد ہو گئی۔

پارہ ۹

نویں پارے میں سورۃ الاعراف کے
آخری ۱۴ رکوع یعنی رکوع ۱۱ تا ۲۴
اور سورۃ انفال کے ابتدائی ۴ رکوع
شامل ہیں۔

رکوع ۱۲۔ آیات ۹۴ تا ۹۹

اللہ چھوٹے عذاب کیوں بھیجتا ہے؟

بارہویں رکوع میں یہ بات بیان
فرمائی گئی کہ اللہ نے قوموں کو
ہلاک کرنے سے پہلے ان کی طرف
چھوٹے چھوٹے عذاب بھیجے تاکہ ان
کے دلوں میں رقت پیدا ہو اور وہ
نبیؑ کی دعوت کی طرف متوجہ
ہوں۔ بدقسمتی سے ان قوموں نے

ان چھوٹی چھوٹی آفات سے سبق نہیں سیکھا اور اپنی اصلاح نہیں کی۔ آخرکار وہ ہلاکت سے دو چار ہوئیں۔ اللہ نے ان پر ظلم نہیں کیا۔ اگر وہ قومیں ہدایت کے راستے پر آ جاتیں تو اللہ ان پر زمین اور آسمان سے برکتوں کے دروازے کھول دیتا۔

رکوع ۱۳۔ آیات ۱۰۰ تا ۱۰۸

سابقہ قوموں کے انجام سے عبرت حاصل کرو

تیرہویں رکوع میں زمین پر بسنے والوں کو سابقہ اقوام کے انجام سے عبرت حاصل کرنے کی تلقین کی گئی۔ جو قوم بھی اللہ کی نافرمانی میں حد سے تجاوز کرتی

ہے تو اللّٰہ اسے ہلاک کر کے نشان
عبرت بنا دیتا ہے۔ اللّٰہ ہمیں
نافرمانی کی روش سے بچنے کی
توفیق عطا فرمائے۔ آمین! اسی
رکوع سے حضرت موسیٰؑ کے
تفصیلی واقعہ کا بیان شروع ہوتا
ہے۔ اُنہوں نے فرعون کے سامنے اپنی
رسالت کا اعلان کیا۔ معجزات دکھا
کر رسالت کی سچائی کا ثبوت دیا۔
اس سے مطالبہ کیا کہ بنی

اسرائیل کو آزاد کر دے اور مصر سے جانے کی اجازت دے۔

رکوع ۱۴۔ آیات ۱۰۹ تا ۱۲۶

حق کا غلبہ اور باطل کی رسوائی

چودھویں رکوع میں حضرت موسیٰؑ اور جادوگروں کے درمیان مقابلہ کا ذکر ہے۔ فرعون اور اس کے سرداروں

نے حضرت موسیٰ کے پیش کردہ
معجزات کو جادو قرار دیا اور طے
کیا کہ ہم جادو کا مقابلہ جادو کے
ذریعہ کریں گے۔ مختلف علاقوں سے
ماہر جادوگروں کو بلایا گیا اور
حضرت موسیٰ کے ساتھ ان کا
مقابلہ کرایا گیا۔ جادوگروں نے
مقابلہ کے دوران اپنی لاٹھیاں اور
رسیاں پھینکیں اور لوگوں کی
نگاہوں پر ایسا جادو کیا کہ انہیں

لاٹھیاں اور رسیاں رینگتے ہوئے
سانپ محسوس ہوئے۔ حضرت
موسیٰؑ نے اللہ کے حکم سے عصا
پھینکا۔ عصا حقیقی اژدہا بن گیا
اور جادوگروں کی لاٹھیوں اور
رسیوں کو نگل گیا۔ جادو گر
سمجھ گئے کہ یہ جادو نہیں ہو
سکتا کیونکہ وہ جادو کے فن کی
انتہا (Limit) سے واقف تھے۔ ان پر
حق واضح ہو گیا اور وہ بے اختیار

سجدے میں گر گئے۔ اُنہوں نے حضرت
موسیٰ اور حضرت ہارونؑ کے رب پر
ایمان لانے کا اعلان کیا۔ فرعون نے
انہیں ایمان لانے کی صورت میں
ہاتھ پاؤں کاٹ دینے اور صلیب پر
لٹکا نے کی دھمکی دی۔ جادو
گروں نے کہا کہ اب ہم حق سے
نہیں پلٹ سکتے۔ اُنہوں نے اللہ سے
صبر و استقامت کی توفیق
مانگی۔

رکوع ۱۵۔ آیات ۱۲۷ تا ۱۲۹

فرعون کا ظالمانہ فیصلہ

اِس رکوع میں فرعون کے ایک
ظالمانہ فیصلہ کا ذکر ہے۔ اس نے
اعلان کیا کہ بنی اسرائیل کے بچوں
کو ذبح کیا جائے گا اور عورتوں کو
زندہ رکھا جائے گا تاکہ ان سے
خدمت لی جا سکے۔ حضرت موسیٰؑ

نے اپنی قوم سے کہا کہ تم اللہ
سے مدد مانگو اور صبر کرو۔ عنقریب
وہ فرعون کو ہلاک کر دے گا اور
تمہیں زمین کا وارث بنا دے گا اور
دیکھے گا کہ تم اللہ کے احکامات
پر عمل کرتے ہو یا نہیں۔

رکوع ۱۶۔ آیات ۱۳۰ تا ۱۴۱

بنی اسرائیل کی ناشکری

سولہویں رکوع میں بیان کیا گیا
کہ اللہ نے آل فرعون پر کئی آفات
بھیجیں تاکہ وہ گڑگڑائیں اور اللہ
کی طرف رجوع کریں۔ افسوس
ایسا نہیں ہوا اور ان کی
سرکشی بڑھتی چلی گئی۔ آخر کار
اللہ نے انہیں سمندر میں غرق کر
کے تباہ کر دیا۔ فرعون کے چنگل سے
آزاد ہونے کے بعد بنی اسرائیل کا
گزر ایک ایسی بستی سے ہوا

جہاں لوگ بتوں کی پوجا کر رہے
تھے۔ اُنہوں نے حضرت موسیٰ سے
درخواست کی کہ ہمارے لیے بھی
ایسا ہی معبود بنا دیجئے۔ حضرت
موسیٰ نے انہیں ڈانٹا اور ان کی
ناشکری پر لعن طعن کی۔ انہیں
یاد دلایا کہ اللہ نے تم پر اتنا بڑا
احسان کیا ہے کہ تمہیں فرعون
جیسے ظالم بادشاہ سے نجات دی
لیکن افسوس! تم فوراً ہی احسان

فراموشی کر کے کیسی ناشکری کر رہے ہو!

رکوع ۱۷۔ آیات ۱۴۲ تا ۱۴۷

حضرت موسیٰؑ کے لیے بہت بڑا اعزاز

سترہویں رکوع میں اللہ کی طرف سے حضرت موسیٰؑ کو شرفِ ہم کلامی عطا ہونے کا ذکر ہے۔ حضرت

موسیٰ نے دورانِ ہم کلامی اللہ سے درخواست کی کہ مجھے اپنا جلوہ دکھائیے۔ اللہ نے فرمایا لَنْ تَرٰنِیْ۔ تم مجھے نہیں دیکھ سکتے۔ ہاں اس پہاڑ کو دیکھو۔ اگر پہاڑ نے میری تجلی کا بوجھ برداشت کر لیا تو پھر تم مجھے دیکھ سکو گے۔ جیسے ہی اللہ نے پہاڑ پر تجلی ڈالی تو وہ ریزہ ریزہ ہو گیا اور حضرت موسیٰ اس منظر کو دیکھ

کر بے ہوش ہو گئے۔ جب انہیں ہوش آیا تو پکار اٹھے کہ اے اللہ! تو پاک ہے اس سے کہ کوئی تجھے اس دنیا میں دیکھ سکے۔ میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور سب سے پہلے تجھ پر ایمان لاتا ہوں۔ اللہ نے انہیں تحریری صورت میں تورات عطا فرمائی اور حکم دیا کہ اس کی تعلیمات پر عمل کریں اور اپنی

قوم کو بھی ان تعلیمات پر عمل
کی تلقین کریں۔

رکوع ۱۸۔ آیات ۱۴۸ تا ۱۵۱

بنی اسرائیل کا بچھڑے کی مورت کو معبود بنا لینا

اٹھارہویں رکوع میں بتایا گیا کہ
جب حضرت موسیٰؑ کوہ طور پر اللہ
سے ہم کلام ہونے کے لیے گئے تو ان

کی غیر موجودگی میں قوم کی
بڑی تعداد نے بچھڑے کی ایک مورت
کو معبود بنا کر اس کی پوجا
شروع کر دی۔ حالانکہ وہ مورت نہ
ان کی پکار کا جواب دے سکتی
تھی اور نہ ہی انہیں نفع یا
نقصان پہنچا سکتی تھی۔ حضرت
موسیٰ نے آ کر قوم کو ڈانٹا اور
اپنے بھائی ہارونؑ سے شکوہ کیا
کہ تم نے انہیں شرک سے کیوں

نہیں روکا۔ حضرت ہارونؑ نے فرمایا
کہ میں نے روکا تھا لیکن وہ مجھے
قتل کرنے کے درپے ہو گئے تھے۔
حضرت موسیٰؑ نے اللّٰہ سے اپنے لیے
اور بھائی کے لیے بخشش و رحمت
عطا کرنے کی دعا مانگی۔

رکوع ١٩۔ آیات ١٥٢ تا ١٥٧

اللہ کی رحمت خاص اتباع نبی اکرم ﷺ سے حاصل ہو گی

انیسویں رکوع میں آگاہ کیا گیا کہ جن لوگوں نے بچھڑے کی مورت کو معبود بنایا ہے، انہیں دنیا میں اللہ کے غضب اور ذلت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ البتہ جو لوگ توبہ کر لیں گے تو اللہ اپنی رحمت سے انہیں معاف

فرما دے گا۔ پھر اللہ کی رحمت خاص انہیں حاصل ہو گی جو آخری نبیﷺ کی اتباع کریں گے۔ وہ نبیﷺ نیکی کا حکم دیں گے، برائی سے روکیں گے، پاکیزہ چیزوں کو حلال کریں گے، خبیث چیزوں کو حرام ٹھہرائیں گے اور لوگوں کی گردنوں سے بے جا رسومات، بدعات اور اوہام کے بوجھ ہٹادیں گے۔ جو لوگ بھی اس نبیﷺ پر ایمان

لائیں گے، ان کا ادب و احترام کریں گے، دعوت دین اور غلبۂ دین کے مشن میں ان کا ساتھ دیں گے اور ان پر نازل ہونے والی کتاب قرآن حکیم کی پیروی کریں گے، وہی ابدی کامیابی سے ہمکنار ہوں گے۔ اللہ ہمیں اپنے حبیبﷺ کی اتباع کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

رکوع ۲۰۔ آیات ۱۵۸ تا ۱۶۲

نبی اکرمﷺ تمام انسانوں کی طرف رسول ہیں

بیسویں رکوع میں اعلان کیا گیا کہ نبی اکرمﷺ تمام انسانوں کی طرف اللہ کے رسول ہیں۔ تمام انسانوں کو حکم دیا گیا وہ آپﷺ پر ایمان لائیں اور آپﷺ کی اتباع

یعنی پیروی کریں۔ ایسا کرنے والوں کو ہی ہدایت ملے گی۔ اس رکوع میں بنی اسرائیل کو عطا کیے گئے انعامات، ان کی ناشکری اور پھر برے انجام کا بھی ذکر ہے۔

رکوع ۲۱۔ آیات ۱۶۳ تا ۱۷۱

عذاب الٰہی سے وہی بچتے ہیں جو برائی سے روکتے ہیں

اکیسویں رکوع میں اصحاب سبت کا واقعہ بیان کیا گیا۔ اصحاب سبت وہ تھے جنہوں نے سبت یعنی ہفتہ کے دن کے ضابطہ کی خلاف ورزی کی تھی۔ اللہ نے یہود کو حکم دیا کہ سبت کا پورا دن میری

عبادت اور ذکر میں بسر کرنا۔ یہود
کے ایک قبیلے کی گزر بسر کا ذریعہ
مچھلیوں کا شکار تھا۔ اس قبیلہ
کا ایک گروہ سبت کے دن دریا کے
کنارے گڑھے کھودتا تھا اور دریا
سے گڑھوں تک پانی کے راستے بناتا
تھا۔ یوں پانی اور اس کے ساتھ
مچھلیاں گڑھوں میں آ جاتی
تھیں۔ اتوار کو وہ مچھلیاں پکڑ
لیتا تھا۔ بظاہر تو اس گروہ نے

سبت کے دن نہ مچھلی پکڑی اور
نہ بیچی لیکن در حقیقت حیلہ کے
ذریعہ مچھلیاں جمع کرتا رہا اور
اس روز اللہ کی عبادت اور ذکر سے
محروم رہا۔ ایک دوسرا گروہ تھا
جو پہلے گروہ کو اس حیلہ سازی
سے روکتا تھا۔ ایک تیسرا گروہ
بھی تھا جو نہ حیلہ کرتا تھا اور
نہ ہی حیلہ کرنے والوں کو روکتا
تھا۔ یہ تیسرا گروہ دوسرے گروہ

سے کہتا تھا حیلہ کرنے والوں کو
برائی سے مت روکو، اس سے بستی
میں ایک جھگڑا پیدا ہو جاتا ہے۔
اللہ خود ہی ان نافرمانوں کو سزا
دے دے گا۔ دوسرا گروہ کہتا تھا
کہ نہیں! ہمیں اللہ کے سامنے
حاضر ہو کر جواب دہی کرنی ہے۔
ہم اس وقت کہہ سکیں گے کہ اے
اللہ! آپ کی نافرمانی پر ہم چین
سے نہیں بیٹھے تھے۔ پھر ممکن ہے

کہ شاید کسی وقت ہماری تبلیغ اثر کر جائے اور نافرمانی کرنے والے باز آ جائیں۔

جب حیلہ کرنے والے باز نہ آئے تو اللہ کی طرف سے ان پر عذاب آیا۔ اللہ نے صرف ان لوگوں کو بچایا جو برائی سے روکتے تھے۔ جو غلط کام نہیں کر رہے تھے لیکن برائی سے روکتے بھی نہیں تھے وہ بھی عذاب کی لپیٹ میں آ گئے۔ اس لیے

کہ برائی سے نہ روکنا بھی بہت بڑا گناہ ہے۔ اس کے بعد جب حیلہ کرنے والے حد سے گزرنے لگے اور انہوں نے عذاب سے بھی کوئی سبق نہ سیکھا تو اللہ نے ان کی صورتوں کو مسخ کر کے انہیں بندر بنا دیا۔

رکوع ۲۲۔ آیات ۱۷۲ تا ۱۸۱

انسان کب جانور بن جاتا ہے؟

بائیسویں رکوع میں عہد الست کا
ذکر ہے۔ اس سے مراد وہ عہد ہے
جو تمام انسانوں کی روحوں سے
لیا گیا۔ ان سب سے اللّٰہ نے پوچھا
کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟
سب نے اقرار کیا کہ اے اللّٰہ! آپ ہی
ہمارے رب ہیں۔ الحمد للہ! اس عہد
کی وجہ سے توحید کی معرفت

ہمارے باطن میں سرایت کیے ہوئے

ہے۔ اس عہد سے غفلت انسان کو

شرف انسانیت سے محروم کر دیتی

ہے۔ بطور مثال بنی اسرائیل کے ایک

ایسے شخص کا ذکر کیا گیا جسے

اللہ نے کرامات دی تھیں لیکن وہ

شخص شیطان کی پیروی کرنے لگا

اور رفتہ رفتہ اللہ کی فرمانبرداری

سے محروم ہو گیا۔ خواہشات نفس

کی لالچ میں وہ اس انتہا کو

پہنچا کہ اسے کتے سے تشبیہ دی گئی۔ آگاہ کیا گیا یہ مثال ہر اس قوم کی ہے جو اللہ کی نعمتوں کی ناقدری کرتے ہوئے دنیا داری میں کھو جاتی ہے۔ اللہ ہم سب کی حفاظت فرمائے، اس لیے کہ انسان کسی وقت بھی خواہشات کے زیر اثر یا شیطان کے حملوں کی وجہ سے گمراہ ہو سکتا ہے۔ اس رکوع میں ایک بڑی ہلا دینے والی

آیت بھی ہے۔ اللہ نے فرمایا کہ انسانوں اور جنوں کی اکثریت جہنم میں جائے گی۔ اس لیے کہ ان کے دل ہیں لیکن ان سے وہ غور و فکر نہیں کرتے، آنکھیں ہیں لیکن ان سے عبرت کا دیکھنا نہیں دیکھتے، کان ہیں لیکن ان سے سن کر وہ اپنی اصلاح نہیں کرتے۔ یہ لوگ جانوروں کی مانند ہیں بلکہ

ان سے بھی بدتر ہیں، اس لیے کہ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔

رکوع ۲۳۔ آیات ۱۸۲ تا ۱۸۸

نبی اکرمﷺ کا عاجزانہ اعلان

تئیسویں رکوع میں اللہ نے نبی اکرمﷺ کو تلقین کی کہ وہ یہ عاجزانہ اعلان کر دیں کہ مجھے

نہیں معلوم کہ قیامت کب آئے گی؟ مجھے تو اپنے بارے میں بھی کسی نفع اور نقصان کا علم نہیں۔ کل غیب کا علم صرف اللہ ہی جانتا ہے۔ اگر مجھے غیب کی باتیں پتہ ہوتیں تو میں بہت سارے خیر سمیٹ لیتا اور مجھے کوئی بھی شر نہ پہنچتا۔ میں تو نیکیوں پر بشارت دینے والا اور برائیوں پر عذاب سے خبردار کرنے والا ہوں۔

رکوع ۲۴۔ آیات ۱۸۹ تا ۲۰۶

اللہ کی طرف سے اہم ہدایات

چوبیسویں رکوع میں آگاہ کیا گیا کہ جن معبودوں کو اللہ کے سوا پکارا جاتا ہے وہ تمہاری طرح کی لاچار مخلوق ہیں۔ وہ کسی کی کیا مدد کریں گے بلکہ اپنی مدد

بھی نہیں کر سکتے۔ نبی اکرمﷺ
کو تلقین کی گئی کہ آپﷺ
مشرکین کی باتوں پر صبر کیجیے
اور ان کی برائی کا جواب اچھائی
سے دیجیے۔ رکوع کے آخر میں حکم
دیا گیا کہ جب بھی قرآن سنانے کے
لیے پڑھا جائے تو اسے بہت غور سے
سنو۔ اللّٰہ کا ذکر کرتے رہو اور ہرگز
اللّٰہ کی یاد سے غافل نہ ہو۔ آداب
ذکر یہ ہیں کہ ذکر کیا جائے جی

ہی جی میں یعنی بغیر آواز کو
بلند کرتے ہوئے اور گڑگڑاتے ہوئے
یعنی پوری رقت کے ساتھ۔

۸۔ سورة الانفال

جنگ بدر کے حالات پر تبصرہ

رکوع ۱۔ آیات ۱ تا ۱۰

بندۂ مومن کا باطنی کردار

پہلے رکوع میں اللہ نے بندۂ مومن کا باطنی کردار واضح فرمایا ہے۔

مومن تو وہی ہیں کہ جب اللہ کا
ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل کانپ
جاتے ہیں۔ جب ان کے سامنے اللہ
کی آیات کی تلاوت کی جاتی ہے
تو یہ آیات ان کے ایمان میں اضافہ
کر دیتی ہیں۔ وہ اللہ ہی پر
بھروسہ کرتے ہیں۔ نماز قائم کر کے
اللہ سے لو لگاتے ہیں۔ اللہ کی
خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اس
کی راہ میں مال خرچ کرتے ہیں۔

ایسے کردار والے پکے مومن ہیں۔ ان
کے لیے اللہ کی طرف سے بخشش،
رزق کریم اور بلند درجوں کی
بشارت ہے۔ اس کے بعد اسی رکوع
سے غزوۂ بدر پر تبصرہ شروع ہو
جاتا ہے۔ بدر سے قبل نبی اکرمﷺ نے
مسلمانوں کو اطلاع دی کہ ایک
طرف سے قریش کا تجارتی قافلہ آ
رہا ہے جس کے ساتھ صرف ۵۰
محافظ ہیں۔ دوسری طرف سے

قریش کا کیل کانٹے سے لیس لشکر آ رہا ہے۔ اللہ تمہیں کسی ایک پر فتح دے گا، بتاؤ تم کس کی طرف جانا چاہتے ہو؟ عام مسلمان چاہتے تھے کہ تجارتی قافلے کی طرف جائیں کیونکہ اس سے مقابلہ آسان تھا۔ اللہ چاہتا تھا کہ مقابلہ لشکر کے ساتھ کیا جائے اور اسے شکست دے کر ثابت کیا جائے کہ اہمیت وسائل کی نہیں اللہ

کی مدد کی ہے۔ اس طرح سے حق کا حق ہونا اور باطل کا باطل ہونا بھی واضح ہو جائے۔

رکوع ۲۔ آیات ۱۱ تا ۱۹

میدان بدر میں اللہ کی مدد

دوسرے رکوع میں مسلمانوں کو میدان بدر میں عطا کی جانے والی نصرت کا ذکر ہے۔ اللہ نے مسلمانوں

کی مدد کے لیے فرشتے نازل فرمائے۔
اس مدد کی وجہ سے مسلمانوں نے
قلت اسباب کے باوجود کفار کو ذلت
آمیز شکست دی۔ اسی رکوع میں
مسلمانوں کو تلقین کی گئی کہ
وہ کفار سے جنگ کی صورت میں
ہرگز پیٹھ نہ دکھائیں۔ جس نے
بغیر کسی جنگی تدبیر کے پیٹھ
دکھائی تو پھر اس کا ٹھکانہ
جہنم ہو گا۔

رکوع ۳۔ آیات ۲۰ تا ۲۸

اللہ اور اس کے رسولﷺ کی پکار پر لبیک کہو

تیسرے رکوع میں مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ اللہ اور اس کے رسولﷺ کی پکار پر لبیک کہو یعنی ان کے ہر حکم پر عمل کرو۔ ایسا نہ ہو کہ اللہ تمہارے دلوں

پر مہر کر دے اور اس کے بعد تم ہر
قسم کی نیکی سے محروم ہو
جاؤ۔ اس رکوع میں یہ نصیحت
بھی کی گئی کہ اللہ اور اس کے
رسولﷺ کے ساتھ خیانت نہ کی
جائے۔ تمہاری جان اور مال اللہ کی
امانت ہے۔ اس امانت کو اللہ کی
مرضی کے مطابق لگاؤ۔

رکوع ۴۔ آیات ۲۹ تا ۳۷

اللہ متقیوں کو سرخرو کرتا ہے

چوتھے رکوع میں مسلمانوں کو
بشارت دی گئی کہ اگر تم تقوئ
کی روش پر کاربند رہو گے تو اللہ
تمہیں حق و باطل کے معرکے میں
کامیابی عطا کرے گا اور تمہارے

گناہ معاف فرما دے گا۔ مشرکین
مکہ اس وقت حق کا راستہ روکنے
کے لیے خوب مال خرچ کر رہے ہیں۔
یہ مال خرچ کرنا عنقریب ان کے لیے
حسرت بن جائے گا۔ وہ دنیا میں
ذلیل ہوں گے اور روز قیامت
ہمیشہ ہمیش کے لیے جہنم میں
ڈال دیے جائیں گے۔

رکوع ۵ـ آیات ۳۸ تا ۴۴

ایسا دور فتنہ کا ہے جس میں دین غالب نہ ہو

سورۂ انفال کے پانچویں رکوع میں حکم دیا گیا:

وَقَاتِلُوْہُمْ حَتّٰی لاَ تَکُوْنَ فِتْنَۃٌ وَّیَکُوْنَ الدِّیْنُ کُلُّہٗ لِلّٰہِ

’’اور ان سے لڑتے رہو یہاں تک کہ فتنہ نہ رہے اور دین کل کا کل اللہ کے لیے ہو جائے‘‘۔

ایسا معاشرہ فتنہ سے دوچار ہے جس میں اللہ کے احکامات کا نفاذ نہیں۔ اس فتنے کو ختم کرنا ضروری ہے۔ اسی لیے حکم دیا گیا کہ بدر کے میدان سے کفار کے ساتھ جو جنگ شروع ہوئی ہے وہ جاری رہنی چاہیے یہاں تک کہ اللہ کا

دین غالب ہو جائے اور اس کے
احکامات کا نفاذ ہو جائے۔ اللہ
ہمیں بھی اپنے معاشروں میں دین
کو غالب کرنے کی توفیق عطا
فرمائے۔ آمین!

پارہ ١٠

قرآن مجید کے دسویں پارے میں سورۃ انفال کے آخری ۶ رکوع ہیں یعنی رکوع ۵ تا رکوع ١٠ اور سورۃ توبہ کے ابتدائی ١١ رکوع شامل ہیں۔

رکوع ۶ ۔ آیات ۴۵ تا ۴۸

فتح اسباب سے نہیں، اللہ کی مدد سے حاصل ہو گی

چھٹے رکوع میں مسلمانوں کو تلقین کی گئی کہ جب بھی کفار کے ساتھ جنگ میں تمہارا سا منا ہو تو ڈٹ کر ان کا مقابلہ کرو اور اللہ کو کثرت سے یاد کرو۔ اچھی طرح جان لو کہ فتح اسباب، ہتھیاروں اور تمہاری محنت سے

نہیں بلکہ اللہ کی مدد سے حاصل ہو گی۔ مزید نصیحت کی گئی کہ اللہ اور اس کے رسولﷺ کی اطاعت کرو اور جو بھی تمہارے ذمہ دار ہیں ان سے مت جھگڑو۔ نظم کی پابندی کرو۔ اگر نظم کی پابندی نہیں کرو گے تو تم ڈھیلے پڑ جاؤ گے اور تمہارا رعب لوگوں پر ختم ہو جائے گا۔

رکوع ۷۔ آیات ۴۹ تا ۵۸

دین کے تقاضوں سے پسپائی کی سزا

ساتویں رکوع میں منافقین کا یہ قول نقل کیا گیا کہ اہل ایمان کو ان کے دین نے دھوکے میں ڈال دیا ہے۔ یہ کیسے نادان ہیں کہ بدر کے میدان میں تین گنا بڑے لشکر سے

ٹکرا گئے! جواب دیا گیا کہ اصل اہمیت اللہ پر بھروسہ کی ہے۔
اہل ایمان نے اللہ پر بھروسہ کیا، اللہ نے ان کی مدد کی اور انہیں شاندار فتح سے نوازا۔ منافقین موت کے ڈر سے میدان جنگ میں نہیں آتے لیکن جب بستر پر بھی انہیں موت آئے گی تو فرشتے ان کے چہروں اور پیٹھوں پر ضربیں لگائیں گے۔ ان سے کہیں گے کہ اپنی بزدلی، دنیاداری،

دین کے تقاضوں سے پسپائی کا
مزہ چکھو۔

رکوع ۸۔ آیات ۵۹ تا ۶۴

بھرپور جنگی تیاری کرو
لیکن بھروسہ اللہ پر رکھو

آٹھویں رکوع میں مسلمانوں کو
حکم دیا گیا کہ کافروں کے مقابلہ
میں امکانی حد تک پوری تیاری

کرو۔ زیادہ سے زیادہ قوت اور
اسلحہ فراہم کرنے کی کوشش
کرو۔ اس مقصد کے لیے اپنا مال خرچ
کرو۔ جو مال اللّٰہ کی راہ میں خرچ
کیا جائے گا اس کا بھرپور اجر دیا
جائے گا اور کسی کے ساتھ کوئی
ظلم اور نا انصافی نہیں کی جائے
گی۔ البتہ بھروسہ جنگی تیاریوں
پر نہیں، اللّٰہ پر کیا جائے۔ کامیابی

ہماری تیاری سے نہیں بلکہ اللہ کی نصرت سے حاصل ہو گی۔

رکوع ۹۔ آیات ۶۵ تا ۶۹

ایک نازک مضمون

نویں رکوع میں ایک نازک مضمون کا بیان ہے۔ نبی اکرمﷺ نے بدر میں قید کیے گئے کفار کو فدیہ لے کر چھوڑنے کا فیصلہ کیا۔ اس پر اللہ

نے آپﷺ کو متوجہ فرمایا کہ ایسا کیوں کیا گیا؟ ابھی تو ضروری تھا کہ کفار کی کمر توڑنے کے لیے انہیں قتل کیا جاتا۔ چونکہ آپﷺ کا فیصلہ اپنے مزاج کی فطری نرمی کی وجہ سے تھا لہٰذا اللہ نے آپﷺ سے درگزر فرمایا۔ اعلان کر دیا گیا کہ جو بھی فدیہ قیدیوں سے وصول کیا گیا ہے، وہ مال غنیمت

کی طرح ہے اور اس سے استفادہ جائز ہے۔

رکوع ۱۰ـ آیات ۷۰ تا ۷۵

بندۂ مومن کا خارجی کردار

دسویں رکوع میں آگاہ کیا گیا کہ حقیقی مومن وہ سعادت مند ہیں جنہوں نے ایمان لانے کے بعد ہجرت کی اور مال اور جان سے اللہ کی

راہ میں جہاد کیا۔ اسی طرح وہ
انصار مدینہ جنہوں نے مہاجرین کو
ٹھکانا دیا اور ان کی مدد کی۔ ان
سب مومنوں کو ایک دوسرے سے
خوب محبت کرنی چاہیے اور ایک
دوسرے کے لیے ایثار کرنا چاہیے۔ اس
کے برعکس کفار کے لیے دل میں
کوئی نرم گوشہ نہیں رکھنا
چاہیے۔ اگر ایسا نہ کیا گیا تو باطل
کے خلاف بھرپور وار نہ لگا یا جا

سکے گا اور زمین میں فساد برپا رہے گا، بقول جگر مراد آبادی ؔ

میں زخم بھی کھاتا جاتا ہوں،
قاتل سے بھی کہتا جاتا ہوں

توہین ہے دست و بازو کی، وہ وار
کہ جو بھرپور نہیں

بلا شبہ جو لوگ ایمان لائے، ہجرت کی، مال اور جان سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور جنہوں نے ان کی

مدینہ میں نصرت کی، یہ سب کے
سب پکے مومن ہیں۔ ان کے لیے
بخشش بھی ہے اور عزت والا اجر
بھی۔ اللہ ہمیں بھی یہ صفات
عطا فرمائے اور پکے مومنوں میں
شامل فرمائے۔ آمین!

۹۔ سورۃ التوبۃ

حق کے دشمنوں کے لیے رسوائی کا اعلان

رکوع ۱۔ آیات ۱ تا ۶

مشرکین عرب کے لیے رسوا کن اعلان

سورۂ توبہ کے پہلے رکوع میں آگاہ کیا گیا کہ مشرکین عرب پر رسول اللہﷺ نے حجت پوری کر دی ہے۔ ان کے درمیان رہ کر ایک اعلیٰ سیرت و کردار کا نقشہ پیش کیا، ان کی زبان میں تبلیغ کی، ان تک اللہ کا پیغام پہچانے کا حق ادا کر دیا اور دین حق غالب کر کے اس کی برکات بھی دکھادیں۔ اب بھی اگر یہ مشرکین ایمان نہیں لاتے تو ان کے

پاس کوئی جواز نہیں کہ اسلامی
حدود میں رہیں۔ ایک معینہ مدت
میں اسلامی حدود سے نکل جائیں۔
جو مشرکین یہ چاہیں کہ ان پر
دین اسلام کا پیغام واضح کیا جائے
تو حکم دیا گیا کہ ان کی خواہش
پوری کرو۔ انہیں اللہ کا کلام سناؤ
اور پھر ان کی محفوظ جگہ پر
پہنچا دو تا کہ وہ فیصلہ کر لیں
کہ حق کو قبول کرنا ہے یا

اسلامی ریاست کی حدود سے باہر نکلنا ہے۔ اگر وہ نہ نکلیں یا اسلام قبول نہ کریں تو پھر قتل کر دیے جائیں۔ یہ حکم صرف ان مشرکین عرب کے لیے تھا جن کے سامنے نبی اکرمﷺ نے بنفس نفیس دعوت دین پیش کی۔

رکوع ۲۔ آیات ۷ تا ۱۶

حق اور باطل کے درمیان سمجھوتا نہیں ہو سکتا

دوسرا رکوع فتح مکہ سے قبل نازل کیا گیا۔ جب قریش نے صلح حدیبیہ توڑ دی تو آپﷺ نے مکہ کی طرف لشکر کشی کا فیصلہ فرمایا۔ اس موقع پر چند لوگوں کا خیال تھا کہ مشرکین مکہ کے ساتھ صلح حدیبیہ کو پھر سے قائم کر لینا

چاہیے۔ صلح بہتر ہوتی ہے۔ ویسے
بھی مکہ والے مہاجر صحابہؓ کے
رشتہ دار ہیں اور رشتہ داروں کے
حقوق کا تقاضا ہے کہ ان سے جنگ
نہ کی جائے۔ اللہ نے فرمایا کہ حق
اور باطل کے درمیان کبھی بھی
صلح نہیں ہو سکتی۔ جب کفر کو
کچلنے کے لیے مطلوبہ قوت میسر نہ
تھی تو مجبوراً صلح کی گئی
تھی۔ اب جبکہ کفار نے صلح توڑ

دی ہے تو ہرگز صلح کی تجدید
نہیں کی جائے گی۔ اب اتنی قوت
ہے کہ مکہ کو کفر اور شرک کی
گندگی سے پاک کر دیا جائے۔ اے
مسلمانو! تمہیں تو ان کے رشتہ دار
ہونے کا خیال ہے لیکن وہ تم سے
رشتہ داری کا لحاظ نہیں کرتے۔ ان
کے خلاف جنگ کرو، اللّٰہ تمہاری
مدد کرے گا۔ کیا تم نے یہ سمجھا
کہ تم روز قیامت چھوڑ دیے جاؤ

گے، حالانکہ اللہ نے ظاہر نہیں کیا
کہ تم میں سے کون لوگ ہیں جو
اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے
ہیں اور کون ہیں وہ جو اللہ اور
رسولﷺ کے سوا کسی اور کو اپنا
ہم راز اور قلبی دوست نہیں بناتے۔

رکوع ۳۔ آیات ۱۷ تا ۲۴

نیکی کے جزوی تصور کی زوردار نفی

تیسرے رکوع میں نیکی کے جزوی تصور کی زوردار نفی کی گئی۔ بعض لوگ کہتے تھے کہ مکہ والے حاجیوں کی خدمت کرتے ہیں، خانہ کعبہ کی صفائی ستھرائی کا اہتمام کرتے ہیں اور حج کے انتظامات کرتے ہیں۔ ان کے ساتھ

رعایت کی جائے۔ اللہ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ مکہ والے کفر اور شرک جیسے بڑے جرائم کے مرتکب ہوئے ہیں لہٰذا ان کی جزوی نیکیوں کی کوئی اہمیت نہیں۔ اللہ کے نزدیک اہمیت جزوی نیکی کی نہیں بلکہ ایمان لانے، اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے اور مال و جان سے جہاد کرنے کی ہے۔ مزید فرمایا کہ اگر تمہیں تمہارے باپ دادا،

تمہارے بھائی، تمہاری بیویاں،
تمہارے رشتہ دار اور وہ مال جو
بڑی محنت سے کماتے ہو، وہ تجارت
کہ جس میں تمہیں ہر وقت
خسارہ کا ڈر لگا رہتا ہے اور وہ
گھر جو تمہیں بہت محبوب ہیں،
اگر اللہ، اس کے رسولﷺ اور اس
کی راہ میں جہاد سے زیادہ عزیز
ہیں تو پھر جاؤ اور جا کر اپنی
موت کا انتظار کرو۔ تم اللہ کی

نگاہ میں فاسق ہو اور اللہ ایسے
فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

رکوع ۴۔ آیات ۲۵ تا ۲۹

اسلامی ریاست میں کفار کی حیثیت

چوتھے رکوع میں غزوۂ حنین کا ذکر ہے۔ اس موقع پر مسلمانوں کی تعداد بارہ ہزار تھی۔ کچھ لوگوں

کو یہ خیال ہوا کہ آج ہماری
تعداد بہت زیادہ ہے، آج ہمیں کون
شکست دے سکتا ہے؟ اسباب پر ناز
کیا تو اللہ نے ابتداہی میں قدم
اکھاڑ دیے۔ تب اپنی غلطی کا
احساس ہوا اور اللہ سے بخشش
اور مدد کا سوال کیا۔ اللہ نے مدد
کے لیے فرشتے بھیجے اور پھر فتح
حاصل ہوئی۔ اس رکوع میں مزید
فرمایا کہ مشرکین نجس ہیں۔ ان

کو حدود حرم میں داخل ہونے کی
اجازت مت دو۔ اگر تمہیں مالی تنگ
دستی کا اندیشہ ہے تو اللہ
عنقریب تمہیں غنی کر دے گا۔ مزید
فرمایا کہ اہل کتاب سے بھی جنگ
کرو۔ یہاں تک کہ وہ چھوٹا بن کر
رہنے اور اپنے ہاتھ سے جزیہ دینے
کو قبول کر لیں۔ یہ ہے اسلامی
ریاست میں کفار کی حیثیت۔

رکوع ۵۔ آیات ۳۰ تا ۳۷

نبی اکرمﷺ دنیا میں کیوں بھیجے گئے؟

پانچویں رکوع میں آگاہ کیا گیا کہ نبی اکرمﷺ دنیا میں کیوں بھیجے گئے؟ ارشاد ہوا:

ہُوَ الَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَہٗ بالۡہُدیٰ وَدِیۡنِ الۡحَقِّ لِیُظۡہِرَہٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّہٖ

’’وہی ہے اللہ جس نے بھیجا اپنے رسولﷺ کو کامل ہدایت اور نظام حق کے ساتھ تاکہ وہ اسے کل کے کل نظام زندگی پر غالب کر دیں‘‘۔

نبی اکرمﷺ کا مقصد تھا دنیا میں ظلم و استحاصل کا خاتمہ اور عدل کا قیام۔ اللہ ہمیں بھی اسی مقصد کو اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

مری زندگی کا مقصد ترے دیں کی سرفرازی

میں اسی لیے مسلماں، میں اسی لیے نمازی

اس رکوع میں مزید فرمایا کہ دنیا میں کثرت ایسے علماء سوء اور دنیا دار صوفیوں کی ہوتی ہے جو ناحق لوگوں کا مال کھاتے ہیں اور اللہ کی راہ سے روکتے ہیں۔ اللہ ہمیں ان کے شر سے محفوظ فرمائے

اور علماءِ حق کے ساتھ وابستہ

رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

رکوع ۶۔ آیات ۳۸ تا ۴۲

راہِ حق میں نکلو، یہی تمہارے لیے بہتر ہے

چھٹے رکوع سے غزوۂ تبوک کا

تذکرہ شروع ہوتا ہے۔ یہ مشکل

ترین غزوہ تھا۔ وقت کی ایک سپر

پاور سلطنت روم سے ٹکراؤ تھا جس کی فوج لاکھوں کی تعداد میں تھی۔ سفر تقریباً چھ سو میل طویل تھا۔ گرمی پوری شدت پر تھی۔ سواریوں اور خوراک کی قلت کا سامنا تھا۔ اس موقع پر منافقین کے نفاق کا پردہ بالکل ہی چاک ہو گیا اور وہ راہ حق میں نکلنے سے گریز کرنے لگے۔ اللہ نے حکم دیا کہ راہ حق میں نکلو

یہی تمہارے لیے بہتر ہے۔ اگر تم نے
ایسا نہ کیا تو اللہ تمہیں عذاب
دے گا۔ تمہاری جگہ کسی اور قوم
کو حق کی خدمت کی سعادت دے
گا اور تم اللہ کا کچھ بھی نہ
بگاڑ سکو گے۔

رکوع ۷ ۔ آیات ۴۳ تا ۵۹

راہِ حق میں جیت ہی جیت ہے

ساتویں رکوع میں آگاہ کیا گیا کہ راہ حق میں جہاد سے انکار وہی کرتے ہیں جو اللہ اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتے۔ اللہ اور آخرت پر ایمان رکھنے والے تو راہ حق میں جان اور مال کی بازیاں لگانے کے لیے بے چین ہوتے ہیں۔ اہل ایمان کو تسلی

دی گئی کہ اگر منافقین تمہارے
ساتھ نکلتے تو انتشار اور فتنے پیدا
کرتے۔ جب تمہیں کوئی کامیابی
ملتی ہے تو انہیں دکھ ہوتا ہے
اور اگر تمہیں کوئی تکلیف پہنچے
تو وہ بہت خوش ہوتے ہیں۔ انہیں
بتا دو کہ ہمیں وہی کچھ پہنچتا
ہے جو اللہ نے ہمارے لیے لکھ دیا
ہے۔ ہم اللہ کے ہر فیصلے پر راضی
ہیں۔ ہمیں تو ہر صورت میں

کامیابی ہی کامیابی ملے گی۔ اگر
ہم فاتح ہو کر لوٹے تو بھی
کامیاب ہیں اور اگر شہید ہو گئے
تو یہ زیادہ بڑی کامیابی ہے ؂
یہ بازی عشق کی بازی ہے جو
چاہو لگا دو ڈر کیسا
گر جیت گئے تو کیا کہنا، ہارے بھی
تو بازی مات نہیں

رکوع ۸۔ آیات ۶۰ تا ۶۶

گستاخ رسولﷺ کو بدترین عذاب دیا جائے گا

آٹھویں رکوع میں زکوٰۃ کے مصارف
بیان کیے گئے۔ منافقین کی مذمت
کی گئی کہ وہ رسول اللہﷺ کی
شان میں گستاخیاں کرتے ہیں۔ وہ
کہتے ہیں کہ یہ نرے کان ہی کان

ہیں۔ ان میں فہم کی صلاحیت ہے ہی نہیں۔ ہمارے ہر جھوٹے عذر کو قبول کر لیتے ہیں۔ جواب دیا گیا کہ رسول اللہﷺ فہم و فراست کے بلند ترین مقام کے حامل ہیں۔ ان کی مروّت ہے کہ جھوٹے عذر سنتے ہیں لیکن کسی کو شرمندہ نہیں کرتے اور ہر عذر قبول کر لیتے ہیں۔ البتہ اگر یہ منافقین اپنی

گستاخیوں سے باز نہ آئے تو عنقریب بدترین عذاب سے دوچار ہوں گے۔

رکوع ۹۔ آیات ۶۷ تا ۷۲

برائی پھیلانے اور نیکی سے روکنے والے منافق ہیں

نویں رکوع میں فرمایا کہ منافق مرد اور منافق عورتیں ایک ہی تھالی کے چٹے بٹے ہیں۔ برائیاں

پھیلاتے اور نیکیوں سے روکتے ہیں۔
اللّٰہ کی راہ میں مال خرچ نہیں
کرتے۔ اللّٰہ نے ان پر لعنت کی اور روز
قیامت ان کا حشر کفار کے ساتھ
ہو گا۔ وہ ہمیشہ ہمیش جہنم
میں رہیں گے۔ آج ہماری اکثریت کا
معاملہ بھی یہی کہ وہ برائیاں
عام کر رہی ہے اور نیکیوں کے لیے
رکاوٹ بن رہی ہے۔ اللّٰہ ہمیں اس
منافقانہ روش سے محفوظ فرمائے۔

آمین! اس رکوع میں مزید فرمایا
کہ مومن مرد اور مومن عورتیں
ایک دوسرے کے ساتھی ہیں۔ وہ
نیکیوں کو پھیلاتے ہیں، برائیوں
سے روکتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں
زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللّٰہ اور اس کے
رسولﷺ کی اطاعت کرتے ہیں۔ اللّٰہ
عنقریب انہیں جنت میں ابدی گھر
عطا کرے گا۔ وہاں ان کے لیے پاکیزہ
جوڑے ہوں گے۔ سب سے بڑی نعمت

یہ ہے کہ انہیں اللہ کی رضا حاصل ہو گی۔ یہی ہے شاندار کامیابی۔ اللہ ہم سب کو عطا فرمائے۔ آمین!

رکوع ۱۰۔ آیات ۷۳ تا ۸۰

اللہ کے ساتھ وعدہ خلافی انسان کو منافق بنا دیتی ہے

دسویں رکوع میں اللہ کے ساتھ
وعدہ خلافی کی سزا کا بیان ہے۔
کچھ لوگوں نے وعدہ کیا کہ اگر
اللہ نے ہمیں اپنے فضل سے نوازا تو
ہم صدقہ و خیرات کریں گے اور
پاکیزہ زندگی بسر کریں گے۔ جب
اللہ نے انہیں اپنے فضل میں سے
عطا کیا تو وہ اپنے وعدہ سے پھر
گئے۔ اللہ نے انہیں بطور سزا منافق
بنا دیا۔ ہم نے بھی اللہ سے وعدہ

کیا تھا کہ اگر ہمیں پاکستان کی
صورت میں علیحدہ ملک عطا ہوا
تو ہم اس ملک میں اللہ کے دین
کا بول بالا کریں گے۔ ہم نے یہ
وعدہ پورا نہیں کیا لہٰذا منافقت
ہمارے کردار میں سرایت کیے ہوئے
ہے۔ جھوٹ بولنا، وعدہ خلافی کرنا،
امانت میں خیانت کرنا اور لڑائی
جھگڑے میں آپے سے باہر ہو جانا
ہی ہمارا کردار ہے۔ ایک حدیث

مبارکہ کے مطابق کردار کی یہ
برائیاں ہی منافق کی نشانیاں
ہیں۔ اللہ ہمیں اپنے دین کا بول
بالا کرنے کے لیے مال اور جان سے
محنت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔
آمین!

رکوع ۱۱۔ آیات ۸۱ تا ۸۹

جہنم کی آگ گرمی سے زیادہ سخت ہے

گیارہویں رکوع میں بیان کیا گیا
کہ منافقین غزوۂ تبوک میں شریک
نہیں ہوئے اور وہ گھروں میں رہ
کر بہت خوش ہو رہے ہیں۔ وہ
دوسروں کو بھی روکتے رہے کہ
دیکھو شدید گرمی ہے مت نکلنا۔
اے نبی ﷺ ان سے کہیے کہ نارُ جَہَنَّمَ

اَشَدُّ حَرًّا۔ جہنم کی آگ گرمی سے
زیادہ سخت ہے۔ تمہیں خوش ہونے
کے بجائے رونا چاہیے۔ اب تم ہمیشہ
کے لیے میرے ساتھ جہاد پر نکلنے
کی سعادت سے محروم ہو چکے
ہو۔ غزوۂ تبوک در اصل آپﷺ کی
حیات مبارکہ کا آخری غزوہ تھا۔
رکوع کے آخر میں بشارت دی گئی
کہ ایسے مومن ہی کامیاب ہونے
والے ہیں جو آپﷺ کے ساتھ اللہ

کی راہ میں نکلے اور مال و جان سے جہاد کرتے رہے۔ ان کے لیے ایسے باغات آراستہ کیے گئے ہیں کہ جن کے نیچے سے نہریں جاری ہیں۔ یہی عظیم کامیابی ہے۔ اللہ ہمیں ان مومنین کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

رکوع ۱۲۔ آیات ۹۰ تا ۹۹

اللہ کی راہ میں نہ نکلنے والوں کا انجام

سورۂ توبہ کے بارہویں رکوع میں ان لوگوں کا ذکر ہے جو غزوۂ تبوک میں شریک نہیں ہوئے تھے۔ ان میں سے کچھ منافق تھے جنہوں نے جھوٹے بہانے کئے تھے۔ آگاہ کیا گیا کہ عنقریب انہیں جھوٹ بولنے کی بدترین سزا دی جائے گی۔ البتہ ان

لوگوں پر کوئی ملامت نہیں جو
بیماری، معذوری یا اسباب نہ ہونے
کی وجہ سے شریک نہ ہو سکے۔
مزید فرمایا کہ بعض ایسے بدبخت
بھی ہیں جنہوں نے جھوٹا بہانہ
کرنے کی بھی زحمت نہیں اٹھائی۔
ہاں جب مسلمان غزوۂ تبوک سے
واپس لوٹیں گے تو انہیں راضی
رکھنے کے لیے جھوٹے بہانے پیش
کریں گے۔ اعلان کر دیا گیا کہ

مسلمان ان سے راضی ہو بھی جائیں تو اللہ ان بدبختوں سے ہرگز راضی نہ ہو گا۔ ان میں سے کچھ بدو ایسے بھی ہیں جو اللہ کی راہ میں مال دینے کو ایک تاوان سمجھتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اللہ کے رسولﷺ کے پاس آ کر تعلیمات دینی سیکھنے کو تیار نہیں ہیں۔ اگر سیکھ لیتے تو ان کے دل ایمان سے منور ہو جاتے اور وہ

نفاق کی بیماری سے بچ جاتے۔ البتہ
بدوؤں میں کچھ ایسے بھی ہیں
جو واقعی اللہ اور رسولﷺ پر
ایمان رکھتے ہیں اور اللہ کی راہ
میں خرچ کیے گئے مال کو اللہ کی
قربت اور رسولﷺ کی دعاؤں کے
حصول کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔
عنقریب ان کی مراد پوری ہو گی
اور اللہ انہیں اپنی رحمت میں
داخل فرمائے گا۔

پارہ ۱۱

گیارہویں پارے میں سورۃ توبہ کے
آخری ۵ رکوع یعنی رکوع ۱۲ تا ۱۶
اور سورۃ یونس مکمل شامل ہے۔
سورۃ یونس ۱۱ رکوعوں پر مشتمل
ہے۔

رکوع ۱۳۔ آیات ۱۰۰ تا ۱۱۰

دین کی خدمت کے لیے سبقت کرنے والوں کی تحسین

تیرہویں رکوع میں ان مہاجرین اور انصار کی تحسین کا بیان ہے جنہوں نے اسلام قبول کرنے اور اس کی سر بلندی کے لیے قربانیاں دینے میں سبقت کی۔ پھر ان کی بھی مدح کی گئی جنہوں نے سبقت کرنے والوں کی بڑی عمدگی سے

پیروی کی۔ ان سب کو ہمیشہ ہمیش کی جنت کی بشارت دی گئی۔ اللہ ہمیں بھی ان کی پیروی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! مزید فرمایا کہ اسلام قبول کرنے کے بعد اس کی سر بلندی کے لیے قربانی دینے سے گریز کرنے والے منافق ہیں۔ انہیں دنیا میں بار بار ذلت کا سامنا ہو گا، وہ موت کے وقت شدید اذیت سے گزریں گے اور

آخرت میں درد ناک عذاب سے دوچار ہوں گے۔ ہاں ایسے لوگ جنہوں نے کچھ نیکیاں بھی کی ہیں اور غلطیاں بھی، انہیں امید دلائی گئی کہ اگر وہ آئندہ کے لئے اصلاح کر لیں اور اللہ کی راہ میں صدقہ و خیرات کریں تو اللہ انہیں معاف فرما دے گا۔ البتہ تین افراد ایسے تھے جو غزوۂ تبوک میں شریک نہیں ہوئے۔ وہ سچے مومن تھے۔

اُنہوں نے رسولﷺ کے پاس آ کر
اپنی غلطی کا اعتراف کر لیا۔ اللہ
نے ان کے لیے بخشش یا سزا کا
فیصلہ مؤخر فرما دیا۔ اس رکوع
میں منافقین کی تعمیر کردہ نام
نہاد مسجد ضرار کا بھی تذکرہ ہے
جو ایک دشمن رسول عیسائی
راہب ابو عامر کے ٹھکانہ کے لئے
بنائی گئی تھی۔ ابو عامر اس نام
نہاد مسجد کو اسلام دشمن

سرگرمیوں کا مرکز بنانا چاہتا تھا۔
رسولﷺ کو اس نام نہاد مسجد
میں نماز ادا کرنے سے روک دیا گیا۔
آپﷺ کو اس نام نہاد مسجد کے
قریب واقع مسجد قبا میں نماز ادا
کرنے کی تلقین کی گئی۔ آگاہ کیا
گیا کہ اس مسجد کے نمازی
انتہائی نیک نیت اور مخلص ہیں۔
وہ طہارت کا خاص اہتمام کرتے

ہیں اور اللہ طہارت اختیار کرنے
والوں کو پسند کرتا ہے۔

رکوع ۱۴۔ آیات ۱۱۱ تا ۱۱۸

اللہ کے ساتھ عہد اور اس کا تقاضا

چودھویں رکوع میں ارشاد ہوا کہ
اللہ نے مومنوں سے ان کے جان اور
مال جنت کے بدلے میں خرید لئے ہیں۔

وہ اللہ کی راہ میں جنگ کرتے ہیں۔ کافروں کو قتل کرتے ہیں اور خود بھی جانیں دیتے ہیں۔ گویا کلمہ پڑھنا اللہ کے ساتھ ایک عہد کرنا ہے۔ اس عہد کا تقاضا ہے کہ ہم اللہ کے دین کے لیے اتنی فعال جد و جہد کریں کہ باطل سے ٹکرانے کے مرحلہ تک پہنچ جائیں۔ اللہ ہمیں اس ٹکراؤ میں ثابت قدم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین! اس عہد کو پورا کرنے والوں کے اوصاف یہ ہیں کہ وہ اللہ کے حضور توبہ کرنے والے، رکوع کرنے والے، سجدے کرنے والے، لذات دنیوی سے کنارہ کشی کرنے والے، کثرت سے اللہ کی حمد کرنے والے، نیکیوں کا حکم دینے والے، برائیوں سے روکنے والے اور اللہ کی حدود کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ اللہ کی طرف سے بشارتیں ایسے ہی مومنوں کے لیے

ہیں۔ اس رکوع میں ان مہاجر اور
انصاری صحابہؓ کی بھی مدح کی
گئی جنہوں نے غزوۂ تبوک کی
مشکل گھڑیوں میں نبی پاکﷺ کا
بھر پور ساتھ دیا۔ مزید فرمایا کہ
ان تین صحابہؓ کو بھی بخش دیا
گیا جن کا فیصلہ مؤخر کر دیا گیا
تھا۔ اُنہوں نے اللہ اور رسولﷺ کے
ساتھ وفا داری کا حق ادا کر دیا۔
ان کا پچاس روز تک بائیکاٹ کیا

گیا لیکن وہ اللہ اور رسولﷺ کے ساتھ محبت کرتے رہے، باقاعدگی سے نمازیں ادا کرتے رہے اور دین اسلام کے ساتھ چمٹے رہے۔ اللہ نے ان کی توبہ قبول فرما لی۔

رکوع ۱۵۔ آیات ۱۱۹ تا ۱۲۲

نیک لوگوں کا ساتھ اختیار کرو

پندرہویں رکوع میں مومنوں کو ہدایت دی گئی کہ وہ اللہ کی نافرمانی سے بچیں اور اس کے لیے نیک لوگوں کا ساتھ اختیار کریں۔ غزوۂ تبوک کے موقع پر مومنوں کے لیے جائز نہ تھا کہ وہ رسولﷺ کے ساتھ نہ نکلیں اور اپنی جانوں کو انﷺ کی جان پر ترجیح دیں۔ اللہ کی راہ میں اٹھائے ہوئے ہر قدم، برداشت کی گئی ہر تکلیف اور

پیش کیے گئے ہر صدقہ پر بہترین اجر دیا جائے گا۔ چاہیے کہ ہر قبیلے میں سے چند افراد خود کو علم دین سیکھنے اور سکھانے کے لیے فارغ کریں۔

رکوع ۱۶۔ آیات ۱۲۳ تا ۱۲۹

عادلانہ نظام اطراف کے علاقوں میں بھی قائم کرو

سولہویں رکوع میں مومنوں کو
ہدایت دی گئی کہ وہ اپنے
علاقوں میں دین اسلام کے غلبہ کے
بعد اب اس عادلانہ نظام کو
اطراف کے علاقوں میں بھی قائم
کریں تاکہ دیگر بندگان خدا بھی
اس کی برکات سے مستفید ہو
سکیں۔ اس کے بعد افسوس کیا
گیا کہ جب کوئی سورۃ نازل
ہوتی ہے تو منافقین طنزاً پوچھتے

ہیں کہ بتاؤ اس سورۃ سے کس
کے ایمان میں اضافہ ہوا؟ فرمایا
کہ جو سچے مومن ہیں، ان کے
ایمان میں اضافہ ہو رہا ہے۔ البتہ
جن کے دلوں میں دنیا کی محبت ہے
ان کی خباثت میں مزید اضافہ ہو
رہا ہے۔ آخری آیات میں مسلمانوں
کو آگاہ کیا گیا کہ رسولﷺ تم
سے انتہائی محبت کرنے والے اور
تمہارے لیے ہر خیر کے طلب گار ہیں۔

البتہ اگر تم نے انﷺ کی دعوت پر لبیک نہ کہی تو جان لو کہ انﷺ کا بھروسہ اس اللہ پر ہے جو بڑے عظیم عرش کا مالک ہے۔

۱۰۔ سورة یونس

کافروں پر اتمام حجت

رکوع ۱۔ آیات ۱ تا ۱۰

مظاہر قدرت پر غور کر کے ایمان حاصل کرو

پہلے رکوع میں اللہ کی بے مثال قدرتوں کا بیان ہے۔ اللہ نے چھ دنوں میں زمین و آسمان بنائے، سورج اور چاند تخلیق کیے اور رات اور دن کا نظام وضع کیا۔ وہی ہے جو پوری کائنات کے معاملات کی تدبیر کر رہا ہے۔ جو لوگ قدرت کے ان مظاہر پر غور کر کے ایمان لاتے ہیں، وہ جنت میں ہوں گے اور جو بدنصیب دنیا کے حسن میں کھو کر

غافل ہیں، وہ جہنم کا نوالہ بنیں گے۔

رکوع ۲۔ آیات ۱۱ تا ۲۰

کیا من گھڑت معبود شفاعت کریں گے؟

دوسرے رکوع میں کفار کی طرف سے رسول ﷺ سے اس مطالبہ کا ذکر ہے کہ قرآن کو بدل ڈالیے یا

کوئی دوسرا قرآن لے آئیے جو ہمارے
لیے قابل قبول ہو۔ رسولﷺ سے
کہا گیا کہ کفار کو بتادیں کہ یہ
میرا کلام نہیں کہ میں اسے بدل
ڈالوں۔ یہ اللہ کا کلام ہے۔ تم اللہ
کے کلام کا انکار کر رہے ہو اور
ساتھ ہی دعویٰ کرتے ہو کہ
تمہارے خود ساختہ معبود اللہ کے
ہاں تمہارے حق میں شفاعت کریں
گے! اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں

اور تمہارے تمام تصورات باطل اور بے بنیاد ہیں۔

رکوع ۳۔ آیات ۲۱ تا ۳۰

فرشتوں اور اولیاء اللہ کا مشرکین سے اعلان بیزاری

تیسرے رکوع میں بیان کیا گیا کہ اللہ جب انسان کو اپنی رحمت سے نوازتا ہے تو وہ عیش میں یاد خدا

سے غافل ہو جاتا ہے۔ البتہ جب
کوئی تکلیف آتی ہے تو اب خوب
اللہ کو یاد کرتا ہے۔ جب کشتیاں
سکون سے چل رہی ہوں تو لوگ
ان میں عیاشیاں کر رہے ہوتے ہیں۔
پھر جب کوئی طوفان آ جائے اور
کشتی ڈولنے لگے تو گڑگڑا کر اللہ
کو پکارتے ہیں اور وعدہ کرتے ہیں
اگر اس مصیبت سے بچ گئے تو
دوبارہ اللہ کی نافرمانیاں نہیں

کریں گے۔ جیسے ہی اللہ بحفاظت خشکی پر لے آتا ہے تو وہ اپنے عہد کو توڑ دیتے ہیں۔ عنقریب انہیں اس بدعہدی کی سزا مل کر رہے گی۔ روز قیامت نیک لوگوں کے چہرے روشن ہوں گے اور وہ ابدی جنت کے مزے لوٹ رہے ہوں گے۔ نافرمانوں کے چہرے سیاہ ہوں گے اور وہ جہنم کی آگ میں جل رہے ہوں گے۔ مشرکین فرشتوں اور

اولیاء اللہ کو اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرا رہے ہیں۔ روزِ قیامت یہ نیک ہستیاں مشرکین سے اعلان بیزاری کریں گی اور کہیں گی کہ ہم ان کی دعاؤں اور نذر و نیاز سے غافل تھے۔ اس وقت مشرکین کو اندازہ ہو جائے گا کہ ان کے مشرکانہ تصورات باطل اور گمراہ کن تھے۔

رکوع ۴۔ آیات ۳۱ تا ۴۰

حق کے اعتراف پر مجبور کرنے والے سوالات

چوتھے رکوع میں مشرکین سے پوچھے گئے سوالات کا ذکر ہے۔ کون ہے جو انہیں آسمان و زمین سے رزق دیتا ہے؟ کون ان کی بصارت اور سماعت کا اختیار رکھتا ہے؟

کون مردہ کو زندگی اور زندہ کو موت دیتا ہے؟ اتنی بڑی کائنات کو چلانے کی منصوبہ بندی کون کر رہا ہے؟ کون ہے جس نے پہلی مرتبہ کسی شے کو پیدا کیا اور دوبارہ بھی پیدا کرنے کی قدرت رکھتا ہے؟ کس نے سیدھے راستہ کی ہدایت کے لیے کتابیں نازل کی ہیں؟ ان تمام سوالوں کا جواب یہ ہے کہ یہ سب کچھ اللہ ہی کرتا

ہے۔ اب غور کرو کہ اللہ کے ساتھ کسی اور کو شریک کرنے کا کیا جواز ہے؟ بلا شبہ حق کے ایسے ٹھوس دلائل پیش کرنے والا قرآن مجید اللہ کا کلام ہے۔ اگر کوئی سمجھتا ہے کہ یہ اللہ کا کلام نہیں تو مقابلے میں اس جیسی ایک سورۃ ہی پیش کر کے دکھائے۔

رکوع ۵ ۔ آیات ۴۱ تا ۵۳

دنیا کی زندگی کی مدت ایک گھڑی یا اس سے بھی کم!

پانچویں رکوع میں آگاہ کیا گیا کہ روز قیامت جب لوگوں کو اٹھایا جائے گا تو وہ محسوس کریں گے کہ دنیا کی زندگی کی مدت ایک

گھڑی یا اس سے بھی کم تھی۔
یقیناً خسارے میں رہے وہ لوگ
جنہوں نے اس قلیل مدت کی
زندگی کو غفلت میں گزار دیا۔ اللہ
نے تو لوگوں کی ہدایت کے لیے
رسولؑ بھیجے اور لوگوں کو اصلاح
کے لیے مہلت بھی دی۔ جب مہلت
ختم ہو گئی تو پھر انہیں
ملیامیٹ کر دیا گیا لیکن کسی کے
ساتھ کوئی ظلم نہیں کیا گیا۔ کیا

آج زمین پر بسنے والے عذاب کے منتظر ہیں؟ کیا عذاب کے آنے پر توبہ کریں گے؟ اس وقت کی توبہ ہرگز قبول نہ کی جائے گی۔

رکوع ۶۔ آیات ۵۴ تا ۶۰

قرآن کریم کی عظمت کی چار شانیں

چھٹے رکوع میں قرآن کریم کی
عظمت کی چار شانیں بیان کی
گئیں۔ یہ انسانوں کے دلوں کو
غفلت سے نکالنے والی نصیحت ہے۔
ان کی باطنی بیماریوں یعنی دنیا
کی محبت سے پیدا ہونے والی
برائیوں کا علاج ہے۔ انسانوں کے
عقائد و اعمال کی اصلاح کے لیے
ہدایت ہے۔ ایسے مومنوں کے لیے دنیا
و آخرت میں رحمت کا باعث ہے جو

اس کی دی ہوئی ہدایت پر عمل
کرتے ہیں۔ بلا شبہ قرآن اللّٰہ کی
رحمت اور فضل کا مظہر ہے۔
لوگوں کو چاہیے کہ وہ قرآن
جیسی نعمت کے حصول پر خوشیاں
منائیں۔ قرآن کو سمجھنے، اس پر
عمل کرنے، اس کے احکامات کے نفاذ
اور اس کی تعلیمات کو دوسروں
تک پہچانے والی خدمت اس مال و

متاع سے کہیں بہتر ہے جو دنیا دار لوگ جمع کرتے ہیں۔

رکوع ۷۔ آیات ۶۱ تا ۷۰

اللہ کے نزدیک محبوب عمل، تلاوت قرآن کریم

ساتویں رکوع میں ارشاد ہوا کہ اے نبیﷺ! آپ کسی حال میں نہیں ہوتے اور اے لوگو! تم کوئی عمل

نہیں کر رہے ہوتے مگر اللہ دیکھ
رہا ہوتا ہے۔ خاص طور پر ایک عمل
کا نام لے کر ذکر کیا گیا اور وہ ہے
تلاوت کلام پاک۔ اللہ کو یہ عمل
انتہائی پسند ہے کہ اس کا کوئی
بندہ دیگر مصروفیات دنیا کو چھوڑ
کر اللہ کی کتاب کی تلاوت کر رہا
ہو۔ اس رکوع میں مزید بیان ہوا
کہ اللہ کے دوست یعنی اولیاء اللہ
وہ پاکباز ہستیاں ہیں جن کے دل

نور ایمان سے منور اور اعمال تقویٰ
یعنی اللہ کی اطاعت سے مزین
ہوتے ہیں۔ ان کے لیے دنیا و آخرت
میں بشارتیں ہیں۔ راضی برضائے رب
کی کیفیت ہر وقت ان کے شامل
حال ہوتی ہے۔ نہ انہیں ماضی کے
حادثات پر افسوس ہوتا ہے اور نہ
وہ مستقبل کے اندیشوں سے
پریشان ہوتے ہیں۔ اللہ ہمیں بھی

ایمان اور تقویٰ کی سعادتیں عطا فرمائے۔ آمین!

رکوع ۸۔ آیات ۷۱ تا ۸۲

فتح ہمیشہ حق کی ہوتی ہے

آٹھویں رکوع میں حضرت نوحؑ کی اپنی قوم کے ساتھ آخری گفتگو کا ذکر ہے۔ اُنہوں نے قوم سے کہا

کہ اگر میری تبلیغ تمہیں ناگوار
محسوس ہو رہی ہے تو پھر تم
میرے خلاف جو کر سکتے ہو کر لو۔
میرا بھروسہ اللہ پر ہے۔ غور تو
کرو! میری تبلیغ بڑی بے غرضی کے
ساتھ ہے۔ میں نے تم سے اس پر
کوئی اجر نہیں مانگا۔ بدقسمت
قوم کی اکثریت نے ان کی دعوت
حق کو جھٹلایا اور آخرکار ہلاکت
سے دوچار ہوئی۔ دعوت حق قبول

کرنے والے عذاب سے محفوظ رہے اور زمین کے وارث بنا دیے گئے۔ اسی طرح حضرت موسیٰ اور حضرت ہارونؑ نے فرعون اور اس کی قوم کو دعوت حق دی اور معجزات کے ذریعہ حق کا ثبوت پیش کیا۔ اُنہوں نے دعوت حق کا مذاق اڑایا اور معجزات کو جادو قرار دیا۔ معجزات کے مقابلے کے لیے ماہر جادو گروں کو بلایا۔ جادو گر مقابلے میں

شکست سے دوچار ہوئے۔ اللہ نے حق کا حق ہونا اور باطل کا باطل ہونا ثابت کر دیا۔

رکوع ۹۔ آیات ۸۳ تا ۹۲

بنی اسرائیل کا اوّل قبلہ خانہ کعبہ تھا

نویں رکوع میں بیان کیا گیا کہ بنی اسرائیل کے محض چند نوجوان

حضرت موسیٰ پر ایمان لائے۔ اس
کی وجہ یہ تھی کہ ان کے سردار
فرعون کے ایجنٹ بن کر اپنی ہی
قوم کے مومنوں پر ظلم و ستم کر
رہے تھے۔ حضرت موسیٰ نے قوم کو
صبر اور اللہ پر توکل کرنے کی
تلقین کی۔ قوم نے کہا کہ ہاں!
ہم اللہ پر توکل کرتے ہیں۔ اے اللہ!
تو ہمیں ظالموں کے شر سے
محفوظ فرما اور ہمیں ان کے لیے

ذریعۂ آزمائش نہ بنا۔ اللّٰہ نے حضرت
موسیٰ کو حکم دیا کہ کچھ
گھروں کو قبلہ رخ بنا کر مسجد
کی صورت دو اور وہاں نماز قائم
کر کے اللّٰہ سے مدد کی التجا کرو۔
اس وقت ہیکل سلیمانی تو بنا
ہی نہ تھا لہٰذا قبلہ سے مراد
خانہ کعبہ ہے۔ گویا بنی اسرائیل
کا بھی اوّل قبلہ خانہ کعبہ ہی
تھا۔ حضرت موسیٰ نے اللّٰہ سے

فریاد کی کہ آل فرعون کے پاس
مال، اسباب اور قوت کی فراوانی
ہے جس کے ذریعہ وہ لوگوں کو
اللہ کی راہ سے روک رہے ہیں۔ اے
اللہ! ان کے مال و اسباب کو تباہ
کر دے اور انہیں ایمان لانے سے
محروم کر دے۔ اللہ نے یہ فریاد سن
لی اور فرعون کو اس کے لشکر
سمیت غرق کر دیا۔ غرق ہوتے ہوئے
فرعون نے کہا کہ میں ایمان لاتا

ہوں بنی اسرائیل کے معبود اللہ
پر۔ اللہ نے فرمایا کہ موت سامنے آ
جائے تو ایمان لانا قبول نہیں کیا
جاتا۔ اب تمہاری لاش کو محفوظ
کر کے لوگوں کے لیے نشان عبرت بنا
دیا جائے گا۔

رکوع ۱۰۔ آیات ۹۳ تا ۱۰۳

کاش قوم یونسؑ کی طرح دیگر قومیں بھی توبہ کر لیتیں

دسویں رکوع میں قوم یونس کی تحسین ہے۔ کئی قوموں نے اللہ کی نافرمانیاں کیں لیکن یہ واحد قوم تھی کہ جس نے عذاب کے آثار دیکھے تو توبہ کی اور ایمان لے آئی۔ اللہ نے اسے معاف فر دیا اور

پھر ایک مدت تک اسے مال و متاع سے نوازتا رہا۔ رکوع کے آخر میں دعوت دی گئی کہ دیکھو توسہی کائنات میں اللہ کی قدرت کے کیسے کیسے مظاہر ہیں۔ ان پر غور کر کے ایمان کی دولت حاصل کی جا سکتی ہے۔ ایمان لانے والے کامیاب اور اس سے محروم رہنے والے برباد ہوں گے۔

رکوع ۱۱۔ آیات ۱۰۴ تا ۱۰۹

باطل کے ساتھ سمجھوتہ نہیں ہو سکتا

مکی دور کے آخر میں سرداران
قریش نبی اکرمﷺ کو دعوت دے
رہے تھے کہ آپﷺ ایک معین عرصہ
تک ہمارے بتوں کی پرستش کریں۔
پھر ہم اتنے ہی عرصہ آپﷺ کے

معبود واحد کی پیروی کریں گے۔
اس رکوع میں نبی اکرمﷺ کو
حکم دیا گیا کہ اعلان کر دیں کہ
میں اللہ کے سوا کسی ہستی
کی پرستش نہیں کروں گا اور نہ
ہی کسی ایسے معبود کو پکاروں
گا جو میرے لیے کسی نفع یا نقصان
کا اختیار نہیں رکھتا۔ اللہ نے لوگوں
کے لیے قرآن کی صورت میں حق
نازل کر دیا ہے۔ جو حق قبول کرے

گا تو وہ اپنی ہی جنت کو سنوارے گا۔ جو حق قبول نہیں کرے گا وہ اپنے لیے ہی جہنم کی آگ کو بھڑکائے گا۔ نبی اکرمﷺ کو تلقین کی گئی کہ قرآن کی پیروی کریں اور حق پر ڈٹے رہیں یہاں تک کہ اللہ کی طرف سے حق و باطل کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے۔

۱۱۔ سورۃ ہود

مشرکین مکہ کے لیے ہلاکت کی وعید

رکوع ۱۔ آیات ۱ تا ۸

اللہ کی بندگی کرو اور اس سے بخشش مانگو

پہلے رکوع میں قرآن مجید کی
دعوت کا بیان ہے۔ ارشاد ہوا کہ
قرآن مجید ایک ایسا کلام ہے کہ
جس کا نزول ابتدا میں چھوٹی
لیکن جامع آیات کی صورت میں
ہوا۔ بعد میں ان آیات کی وضاحت
نازل کر دی گئی۔ قرآن کی دعوت
یہ ہے کہ اللہ ہی کی بندگی کرو
اور اس سے اپنے گناہوں کی
بخشش مانگو۔ اللہ تمہیں بھر پور

اجر سے نوازے گا۔ اگر تم نے یہ دعوت قبول نہ کی تو اللّٰہ تمہیں بڑے عذاب سے دوچار کرے گا۔ اللّٰہ نے کائنات کو چھ دنوں میں بنایا۔ انسانوں کو اس لیے بنایا تاکہ ان کا امتحان ہو کہ ان میں سے کون عمل کے اعتبار سے اچھا ہے؟ امتحان کا نتیجہ روز قیامت ظاہر ہو گا۔ کافر ان باتوں کا مذاق اڑاتے ہیں اور بڑے تکبر سے کہتے ہیں کہ ہم

پر عذاب کیوں نہیں آتا؟ عنقریب ان پر عذاب آئے گا اور وہی آفت انہیں گھیر لے گی جسے وہ مذاق سمجھ رہے ہیں۔

پارہ ۱۲

بارہویں پارے میں سورۃ ہود مکمل
شامل ہے جس کے ۱۰ رکوع ہیں۔
اس کے بعد سورۃ یوسف کے
ابتدائی ۶ رکوع بھی اس پارہ میں
شامل ہیں۔

رکوع ۲۔ آیات ۹ تا ۲۴

اللہ کے ہر فیصلہ پر راضی رہو

دوسرے رکوع میں ارشاد ہوا کہ انسان پر جب نعمت آتی ہے تو وہ اتراتا ہے اور جب تکلیف آتی ہے تو انتہائی مایوس ہو کر بجھ جاتا ہے۔ اللہ کے محبوب بندے نعمتوں پر شکر اور تکالیف پر صبر کرتے ہیں۔ گویا وہ اللہ کے ہر فیصلے پر راضی

رہتے ہیں۔ اگر کوئی سمجھتا ہے
کہ قرآن اللّٰہ کا کلام نہیں تو پھر
مقابلہ میں قرآن جیسی دس
سورتیں لے آئے اور جس کو بلا سکتا
ہے مدد کے لئے بلا لے۔ قرآن جیسا
کلام کوئی نہیں لا سکتا، اس لیے
کہ اسے اللّٰہ نے اپنے علم کامل کی
بنیاد پر نازل کیا ہے۔ مزید فرمایا کہ
دنیا کے طلب گاروں کے لیے آخرت
میں کوئی حصہ نہیں ہو گا۔ آخرت

کا اجر ان کے لیے ہے جو نہ صرف
اس کے طلب گار ہوں بلکہ اس
کی تیاری کے لیے بھرپور کوشش
کر رہے ہوں۔ ایسے ظالموں کے لیے
بدترین عذاب ہو گا جو اللہ کی
اطاعت سے لوگوں کو روکتے ہیں
اور اللہ کے احکامات پر اعتراض کرتے
ہیں۔ اس کے برعکس ایمان لانے والے
اور نیکیاں کرنے والے شاندار بدلہ
پائیں گے۔ پہلا گروہ اندھا اور بہرہ

ہے اور دوسرا گروہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔ یہ دونوں گروہ برابر نہیں ہو سکتے۔

رکوع ۳۔ آیات ۲۵ تا ۳۵

قوم نوحؑ کی ہٹ دھرمی

تیسرے رکوع میں حضرت نوحؑ کی قوم کی ہٹ دھرمی کا بیان ہے۔ حضرت نوحؑ نے قوم کو اللہ کی

بندگی کی دعوت دی۔ قوم کے
سرداروں نے کہا کہ آپ کی رسالت
کا دعویٰ جھوٹا ہے اور آپ کی
پیروی کرنے والے ہمارے معاشرے کے
کمتر اور گھٹیا لوگ ہیں۔ ہم ہرگز
آپ کی بات نہ مانیں گے۔ حضرت نوحؑ
نے کہا میں نے تمہارے درمیان ایک
پاکیزہ زندگی بسر کی ہے۔ پھر
اللّٰہ نے مجھے چن لیا اور مجھ پر
وحی نازل کی۔ میں تم سے اس

تبلیغ پر کوئی نذرانہ نہیں مانگ
رہا۔ میں تمہارے کہنے پر ہرگز ہرگز
ایمان لانے والے فقراء اور درویشوں
کو اپنے پاس سے دور نہیں کروں گا۔
میں نے کبھی دعویٰ نہیں کیا کہ
میرے پاس اللہ کی رحمت کے خزانے
ہیں، میں غیب کی باتیں جانتا
ہوں اور نہ میں نے یہ کہا ہے کہ
میں فرشتہ ہوں۔ میں تو ایک
انسان ہوں لیکن اللہ نے مجھے

رسالت کے لیے چنا ہے۔ قوم نے ان
کی دعوت کو جھٹلا دیا اور عذاب
لانے کا مطالبہ کرنے لگی۔

رکوع ۴۔ آیات ۳۶ تا ۴۹

مجرم اولاد کا نیک والد سے کوئی تعلق نہیں

چوتھے رکوع میں حضرت نوحؑ کو
آگاہ کر دیا گیا کہ آپ کی قوم کا

مزید کوئی فرد ایمان نہیں لائے گا۔
اب ان پر عذاب نازل ہو گا۔ آپ اہل
ایمان کے لیے ایک کشتی بنائیے۔
حضرت نوحؑ کشتی بنا رہے تھے اور
قوم کے سردار آپؑ کا مذاق اڑا رہے
تھے۔ آپؑ نے فرمایا کہ عنقریب ہم
تمہارا مذاق اڑائیں گے۔ جب اللّٰہ
کی طرف سے عذاب کا فیصلہ آیا
تو آسمان سے بارش نازل ہونا
شروع ہوئی اور زمین سے پانی

ابلنے لگا۔ حضرت نوحؑ نے تمام اہل
ایمان اور ہر مخلوق کے ایک ایک
جوڑے کو کشتی میں سوار کر لیا۔
پانی کی مقدار اس قدر بڑھ گئی
کہ اس نے ایک ایسے طوفان کی
صورت اختیار کر لی جس سے پہاڑ
جیسی بلند موجیں پیدا ہو گئیں۔
کشتی میں سوار ہونے والے
محفوظ رہے اور باقی پوری قوم
پانی میں غرق ہو گئی۔ حضرت نوحؑ

کے چاربیٹوں میں سے ایک کافر تھا۔
اس نے کشتی میں آنے سے انکار کیا
ور کفار کے ساتھ غرق ہو گیا۔
حضرت نوحؑ نے دعا کی کہ اے اللہ!
میرے بیٹے کو بچالے۔ اللہ نے جواب دیا
کہ اس کا تم سے کوئی تعلق
نہیں۔ اس کا عمل برا تھا۔ بقول
اقبال ؎

باپ کا علم نہ بیٹے کو اگر ازبر ہو

پھر پسر قابل میراث پدر کیونکر ہو؟

رکوع ۵۔ آیات ۵۰ تا ۶۰

حق کو جھٹلانے کا برا انجام

پانچویں رکوع میں قوم عاد کا ذکر ہے۔ حضرت ہودؑ نے قوم کو اللّٰہ کی بندگی اور اس سے بخشش مانگنے کی دعوت دی۔ ساتھ ہی بشارت

سنائی کہ اگر تم نے میری بات مان
لی تو اللہ تم پر رحمتوں کی
بارشوں برسائے گا اور تمہاری قوت
میں اضافہ فرما دے گا۔ قوم نے
توہین آمیز انداز میں ان کی بات
کو جھٹلا دیا اور کہا کہ لگتا ہے
کہ ہمارے معبودوں نے آپ کے اوپر
کوئی برا اثر ڈال دیا ہے۔ حضرت
ہودؑ نے فرمایا کہ گواہ رہو کہ
میں تمہارے معبودوں سے اعلان

برأت کرتا ہوں۔ میں نے تم تک حق
بات پہنچا دی ہے۔ تم نے اسے نہیں
مانا۔ اب اللہ کی طرف سے عذاب کے
لیے تیار ہو جاؤ۔ آخر کار ایک
رسواکن عذاب نے حق بات جھٹلانے
والوں کو تباہ کر دیا۔

رکوع ۶ ۔ آیات ۶۱ تا ۶۸

گمراہ آباء و اجداد کی پیروی کا انجام

چھٹے رکوع میں قوم ثمود کی بربادی کی داستان ہے۔ حضرت صالحؑ نے اس قوم کو توحید کی دعوت دی لیکن قوم نے آباء و اجداد کے من گھڑت معبودوں کو چھوڑنے سے انکار کر دیا۔ اللہ نے اپنی قدرت کی نشانی کے طور پر اس قوم کے

سامنے ایک اونٹنی پہاڑ سے برآمد کی اور انہیں خبردار کیا کہ اس اونٹنی کو بری نیت سے ہاتھ نہ لگانا۔ قوم نے اونٹنی کو ہلاک کر دیا۔ تین دن بعد اللہ کا عذاب آ گیا اور پوری قوم ایک زلزلہ سے ہلاک کر دی گئی۔ اللہ نے حضرت صالحؑ اور اہل ایمان کو محفوظ رکھا۔

رکوع ۷۔ آیات ۶۹ تا ۸۳

ہم جنس پرستی کی عبرت ناک سزا

ساتویں رکوع میں اس واقعہ کا بیان ہے کہ جب فرشتے خوب صورت لڑکوں کی شکل میں حضرت ابراہیمؑ اور ان کی زوجہ کے پاس آئے اور اُنہیں بشارت دی کہ اللّٰہ

انہیں ایک بیٹا اور بعد میں اس بیٹے سے ایک پوتا عطا کرنے والا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کی زوجہ نے پوچھا کہ میرے ہاں بیٹا کیسے پیدا ہو گا جبکہ میں بانجھ ہوں اور میرے شوہر بوڑھے ہیں۔ فرشتوں نے بتایا کہ اللہ جو چاہے سو کر سکتا ہے۔ پھر یہی فرشتے حضرت لوطؑ کے پاس پہنچے۔ حضرت لوطؑ کی قوم ہم جنس پرستی کے گناہ میں

مبتلا تھی۔ لڑکوں کی آمد کی
اطلاع پا کر قوم بڑی خوش ہوئی
اور آ کر حضرت لوطؑ کے گھر کو
گھیر لیا۔ حضرت لوطؑ نے قوم کو
شرم ناک فعل کے ارادے سے باز آنے
کی تلقین کی لیکن قوم نے ان
کی بات نہ مانی۔ حضرت لوطؑ نے
کہا کہ کاش میرے پاس تم سے
مقابلہ کرنے کی قوت ہوتی۔
فرشتوں نے ان سے کہا کہ آپ

گھبرائیے نہیں! آج رات اپنے گھر والوں کو لے کر بستیوں سے نکل جائیے۔ ان کی بیوی کے سوا تمام اہل خانہ نکل گئے۔ بدقسمت بیوی کی ہمدردیاں فاسق قوم کے ساتھ تھیں اور وہ قوم کے ساتھ عذاب سے دوچار ہوئی۔ اللہ نے اس قوم کی بستیوں کو الٹ دیا اور پھر پتھروں کی بارش سے پوری قوم کو ہلاک کر دیا۔

رکوع ۸۔ آیات ۸۴ تا ۹۵

حرام خوری کا برا انجام

آٹھویں رکوع میں قومِ شعیبؑ پر عذاب کا ذکر ہے۔ حضرت شعیبؑ نے اپنی قوم کو توحید کی دعوت دی، شرک، ناپ تول میں کمی اور راستوں میں مسافروں کو لوٹنے سے منع کیا۔ قوم نے ان کی دعوت

کو بڑے تکبر سے ٹھکرا دیا۔ اللہ نے زلزلہ کے ذریعہ اسے تباہ و برباد کر دیا۔

رکوع ۹۔ آیات ۹۶ تا ۱۰۹

من گھڑت معبود ہلاکت سے نہ بچا سکا

نویں رکوع میں بیان کیا گیا کہ حضرت موسیٰؑ نے آل فرعون کو

توحید کی دعوت دی۔ آل فرعون نے
حضرت موسیٰ کی بات نہیں مانی
بلکہ فرعون کی پیروی کی۔ روز
قیامت وہ فرعون کے پیچھے پیچھے
آئیں گے اور وہ انہیں جہنم کے اندر
لا گرائے گا۔ اللہ نے ماضی میں کئی
قوموں کو ہلاک کیا۔ کسی قوم
کے من گھڑت معبود اسے ہلاکت
سے نہ بچا سکے۔ جب قیامت قائم
ہو گی تو انسان دو طرح کے

گروہوں میں تقسیم ہو جائیں گے۔ ایک گروہ بدبختوں کا ہو گا جو جہنم میں چیخ و پکار کرتا رہے گا۔ دوسرا گروہ خوش نصیبوں کا ہو گا جو جنت کی دائمی نعمتوں سے لطف اندوز ہو گا۔ اللہ ہمیں بھی اسی گروہ میں شامل فرمائے۔

آمین!

رکوع ۱۰۔ آیات ۱۱۰ تا ۱۲۳

عذاب سے کون لوگ بچ جاتے ہیں؟

دسویں رکوع میں اہل ایمان کو تلقین کی گئی کہ وہ حق پر ڈٹے رہیں اور باطل کے ساتھ کسی قسم کا سمجھوتہ نہ کریں۔ نماز قائم کریں اور نیکیوں میں سبقت

کریں۔ نیکیاں برائیوں کے اثرات کو
مٹا دیتی ہیں۔ صبر کرتے رہیں، اللّٰہ
صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ مزید
ارشاد ہوا کہ ایسا کیوں نہ ہوا
کہ جن قوموں کو ہلاک کیا گیا،
ان میں ایسے نیک لوگ ہوتے جو
لوگوں کو برائیوں سے روکتے۔ ایسے
لوگ تھے، مگر بہت کم جنہیں
ہلاکت سے بچا لیا گیا۔

۱۲۔ سورۃ یوسف

علم و حکمت سے معمورحسین

واقعہ

رکوع ۱ ـ آیات ۱ تا ۶

حاسد کے سامنے اپنی خوبی کا ذکر نہ کرو

پہلے رکوع میں حضرت یوسفؑ کے
ایک خواب کا ذکر ہے۔ اُنہوں نے
خواب میں دیکھا کہ گیارہ ستارے،
سورج اور چاند ان کو سجدہ کر رہے
ہیں۔ اُنہوں نے جب اپنے والد حضرت
یعقوبؑ کو اپنا خواب سنایا تو
انہوں نے فرمایا کہ اللّٰہ تمہیں
عظیم مقام و مرتبہ پر سرفراز
فرمائے گا۔ البتہ اس خواب کا ذکر
اپنے سوتیلے بھائیوں سے نہ کرنا۔

وہ تم سے حسد کرتے ہیں اور حسد کی آگ میں جل کر تمہارے خلاف کوئی سازش کریں گے۔ یہ اصل میں شیطان ہے جو انسانوں کا دشمن ہے اور ان کے درمیان حسد اور دشمنی پیدا کرتا ہے۔

رکوع ۲۔ آیات ۷ تا ۲۰

بھائیوں کی سازش، اللّٰہ کی بشارت

دوسرے رکوع میں حضرت یوسفؑ کے خلاف ایک سازش کا ذکر ہے۔ ان کے بھائیوں نے باہم شکایت کی کہ ہم بڑے ہیں اور کام کاج ہم کرتے ہیں لیکن ہمارے والد کی زیادہ توجہ چھوٹے بھائی یوسفؑ پر ہے۔ والد کی شفقت حاصل کرنے کے لیے

ضروری ہے کہ ہم یوسفؑ کو ان
سے دور کر دیں۔ اُنہوں نے بہانے سے
والد صاحب سے اجازت لی اور
یوسفؑ کو اپنے ساتھ جنگل لے گئے۔
پھر انہیں ایک خشک کنویں میں
ڈال دیا۔ ایسے میں اللہ نے حضرت
یوسفؑ کو الہام کے ذریعے سے
بشارت دی کہ تم ایک روز بھائیوں
سے ان کی اس ظالمانہ حرکت کے
بارے میں بازپرس کرو گے۔ ان کے

بھائی رات گئے گھر واپس آئے اور
والد صاحب کے سامنے جھوٹ بولا
کہ یوسفؑ کو بھیڑیا کھا گیا ہے۔
یعقوبؑ سمجھ گئے کہ یہ خبر
صاف جھوٹ ہے۔ اُنہوں نے اللّٰہ سے
صبر کی توفیق مانگی۔ ایک قافلے
کا کنویں کے پاس سے گزر ہوا۔ وہ
یوسفؑ کو مصر لے گیا۔ وہاں کے
ایک منصب دار عزیز مصرنے انہیں
خرید لیا۔

رکوع ۳۔ آیات ۲۱ تا ۲۹

اللہ نیک بندوں کی گناہوں سے حفاظت فرماتا ہے

تیسرے رکوع میں حضرت یوسفؑ پر اللہ کی عنایات کا بیان ہے۔ عزیز مصر کے گھر میں ماہرین جمع ہوتے اور شہر کے مسائل پر غور کر کے ان کا حل تلاش کرتے۔ طرح طرح

کے مسائل پر اس طرح سے بحث
سننے سے حضرت یوسفؑ کی تربیت
ہوئی اور اُنہیں رفتہ رفتہ باتوں
کی تہہ تک پہنچنے کا فہم حاصل
ہو گیا۔ پھر اللہ نے اپنے خاص فیض
سے انہیں خوابوں کی تعبیر بھی
سکھائی۔ جب یوسفؑ جوان ہوئے
تو عزیز مصر کی بیوی نے ان کی
خوبصورتی سے متأثر ہو کر انہیں
دعوت گناہ دی۔ یوسفؑ نے گناہ سے

بچنے کے لیے اللہ کی پناہ طلب کی۔
اللہ نے ان کی حفاظت فرمائی۔
عزیز مصر کی بیوی نے یوسفؑ پر
برے فعل کا ارادہ کرنے کی تہمت
لگائی لیکن اللہ نے آپؑ کی
پاکیزگی بڑے واضح ثبوت کے ساتھ
ظاہر فرما دی۔

رکوع ۴۔ آیات ۳۰ تا ۳۵

حضرت یوسفؑ کا مثالی پاکیزہ کردار

چوتھے رکوع میں بیان کیا گیا کہ مصر میں بڑے افسران کی بیگمات نے حیرت کا اظہار کیا کہ عزیز مصر کی بیوی اپنے ایک غلام پر فدا ہو گئی ہے۔ عزیز مصر کی بیوی کو جب اس کا علم ہوا تو اس نے ان بیگمات کو گھر پر مدعو کیا۔ ان کے

سامنے پھل رکھے اور انہیں چھریاں
دیں تاکہ پھل کاٹ کاٹ کر
کھائیں۔ تب یوسفؑ کو ان کے
سامنے سے گزرنے کے لیے کہا۔ جیسے
ہی بیگمات نے یوسفؑ کو دیکھا
تو پکار اٹھیں کہ ارے یہ تو کوئی
فرشتہ ہے! اُنہوں نے جان بوجھ کر
اپنے ہاتھ کاٹ لیے تاکہ یوسفؑ ان
کی طرف متوجہ ہوں۔ یوسفؑ نے
دعا کی کہ اے اللّٰہ! یہ سب مجھے

گناہ کی طرف مائل کر رہی ہیں،
اگر تو نے میری حفاظت نہ کی تو
میں تو ان کی طرف مائل ہو کر
ناکام ہو جاؤں گا۔ اللّٰہ نے ان کی
دعا قبول فرمائی۔ جب افسران
شہر نے محسوس کیا کہ ہماری
عورتیں یوسفؑ پر فدا ہیں تو
انہیں قابو کرنے کے بجائے حضرت
یوسفؑ کو قید خانے میں ڈال دیا۔

رکوع ۵ ۔ آیات ۳۶ تا ۴۲

قید خانہ میں یوسفؑ کا پُر حکمت وعظ

پانچویں رکوع میں دو نوجوان قیدیوں کے سچے خوابوں کا ذکر ہے۔ ان میں سے ایک ساقی تھا جو بادشاہ کو شراب پلانے کی خدمت انجام دیتا تھا اور دوسراشاہی

باورچی تھا۔ الزام تھا کہ ان
دونوں میں سے کسی ایک نے
بادشاہ کو زہر دینے کی کوشش
کی ہے۔ پہلے نے خواب دیکھا کہ وہ
انگور نچوڑ کر شراب بنا رہا ہے اور
دوسرے نے دیکھا کہ اس کے سر پر
روٹیوں کا ایک برتن ہے، جس میں
سے پرندے کھا رہے ہیں۔ اُنہوں نے
یوسفؑ سے درخواست کہ ہمیں
خوابوں کی تعبیر بتائیے۔ آپؑ نے

فرمایا کہ مجھے خوابوں کی تعبیر کا علم اللہ نے سکھایا ہے۔ میں اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا اور آخرت پر ایمان رکھتا ہوں۔ توحید کا عقیدہ تمام انسانوں کے لیے بہت بڑی نعمت ہے۔ یہ عقیدہ در در پر سر جھکانے، اسباب کے خوف اور دوسروں کی خوشامد و چاپلوسی کی ذلت سے بچاتا ہے۔ بقول اقبال:

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں
سمجھتا ہے
ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو
نجات
اللہ ہی معبود حقیقی ہے اور اس
نے حکم دیا ہے کہ اس کے سوا
کسی کی بندگی نہ کی جائے۔ پھر
انہوں نے خوابوں کی تعبیر بتائی۔
ساقی الزام سے بری ہو جائے گا اور
دوبارہ جا کر بادشاہ کی خدمت

کرے گا۔ باورچی پر الزام ثابت ہو گا۔ اسے صلیب پر لٹکا یا جائے گا اور پرندے اس کے سر میں سے مغز نوچ نوچ کر کھائیں گے۔ یوسفؑ نے ساقی سے کہا کہ بادشاہ سے میرا ذکر کرنا کہ مجھے بے قصور قید میں ڈال دیا گیا ہے۔ ساقی بادشاہ کے سامنے آپؑ کا ذکر کرنا بھول گیا۔

رکوع ۶۔ آیات ۴۳ تا ۴۹

حضرت یوسفؑ کی اعلیٰ ظرفی

چھٹے رکوع میں بادشاہ کا خواب مذکور ہے۔ بادشاہ نے دیکھا کہ سات موٹی گائیں ہیں جنہیں سات دبلی گائیں کھا جاتی ہیں۔ اناج کی سات پھلیاں سبز ہیں اور

سات خشک۔ بادشاہ کے دربار میں
موجود کوئی بھی سردار اِس
خواب کی تعبیر نہ بتا سکا۔ ساقی
بادشاہ کی اجازت سے حضرت
یوسفؑ کے پاس خواب کی تعبیر
پوچھنے کے لیے آیا۔ حضرت یوسفؑ نے
اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ کرتے ہوئے
ساقی سے کوئی شکایت نہیں کی
کہ تم نے میرے بلا قصور قید ہونے
کے بارے میں بادشاہ کو کیوں نہیں

بتایا؟ خواب کی تعبیر یہ بتائی کہ
سات سال خوشحالی کے آئیں گے
جس میں کثرت سے پیداوار ہو گی۔
ان سالوں میں اناج کے دانے پھلیوں
سے صرف اس قدر نکالے جائیں جو
خوراک کے لیے ضروری ہوں۔ اس کے
بعد سات سال خشک سالی کے
آئیں گے۔ اب پھلیوں میں محفوظ
دانے استعمال کر لیے جائیں، البتہ
کچھ چھوڑ دیے جائیں تاکہ آئندہ

بیج کے لیے استعمال کیے جا سکیں۔
پھر ایک ایسا سال آئے گا جس میں
خوب بارش ہو گی اور بڑی عمدہ
پیداوار ہو گی۔ گویا حضرت یوسفؑ
نے مسئلہ بھی بتایا اور مسئلہ کا
حل بھی تجویز فرما دیا۔

رکوع ۷۔ آیات ۵۰ تا ۵۷

رہائی سے زیادہ اہم پاک دامنی کی تصدیق ہے

ساتویں رکوع میں یہ مضمون بیان ہوا کہ جب ساقی نے بادشاہ کو یوسفؑ کی بیان کردہ خواب کی تعبیر بتائی تو وہ بہت متأثر ہوا۔ اس نے کہا کہ یوسفؑ کو میرے پاس لے آؤ۔ یوسفؑ نے قید خانہ سے باہر آنا قبول نہ کیا۔ مطالبہ کیا

کہ پہلے تحقیق کی جائے کہ مجھے
کیوں قید خانہ میں ڈالا گیا؟
بادشاہ نے تمام بیگمات کو بلایا اور
ان سے یوسفؑ کا قصور پوچھا۔
سب نے اعتراف کیا کہ حضرت
یوسفؑ بے قصور اور بڑے پاکیزہ
کردار کے حامل ہیں۔ اب بادشاہ نے
کہا کہ یوسفؑ کو میرے پاس لے آؤ،
میں انہیں اپنے مقربین میں شامل
کر لوں گا۔ یوسفؑ نے بادشاہ کے

پاس پہنچ کر فرمایا کہ مجھے
زمین کے خزانوں پر مامور کر دیا
جائے۔ میں انشاء اللّٰہ عمدگی سے
ان خزانوں کی حفاظت کروں گا۔
یوں یوسفؑ کو بادشاہ کے پاس
ایک خاص منصب حاصل ہو گیا۔

پارہ ۱۳

تیرہواں پارہ سورۃ یوسف کے آخری ۶ رکوعوں یعنی رکوع ۷ تا ۱۲، سورۃ رعد اور سورۃ ابراہیم پر مشتمل ہے۔ سورۃ رعد میں ۶ رکوع جبکہ سورۃ ابراہیم میں ۷ رکوع ہیں۔

رکوع ۸ ـ آیات ۵۸ تا ۶۸

اخلاق کی بلندی اور صلہ رحمی کی اعلیٰ مثال

آٹھویں رکوع میں بیان کیا گیا کہ خوشحالی کے ۷ سال گزرنے کے بعد جب خشک سالی کے سال آئے تو دور دراز کے علاقوں تک یہ خبرجا پہنچی کہ مصر میں خوراک کے

ذخائر محفوظ ہیں۔ حضرت یوسفؑ
کے بھائی خوراک کے حصول کے لیے
فلسطین سے مصر آئے۔ یوسفؑ نے
بھائیوں کو پہچان تو لیا لیکن ان
کے اخلاق کی بلندی دیکھئے کہ
کسی انتقامی جذبہ کا اظہار تک
نہیں کیا۔ بھائیوں نے اپنے لیے خوراک
کا راشن حاصل کیا اور چھوٹے
بھائی بن یامین کے لیے بھی جو
یوسفؑ کا سگا بھائی تھا۔ وہ ان

کے ساتھ نہ آیا تھا۔ حضرت یوسفؑ نے آئندہ اسے بھی ساتھ لانے کی تاکید کی۔ مزید یہ کہ صلہ رحمی کرتے ہوئے خوراک کی جو قیمت اپنے بھائیوں سے وصول کی تھی، اسے واپس بھائیوں کے سامان میں رکھوا دیا۔ جب یوسفؑ کے بھائی واپس لوٹے تو انہوں نے اپنے والد سے درخواست کی آئندہ بن یامین کو بھی ہمارے ساتھ بھیجئے گا۔

یعقوبؑ نے کہا کہ میں تم پر
اعتماد نہیں کر سکتا کیوں کہ اس
سے قبل تم یوسفؑ کے حوالے سے
میرے اعتماد کو ٹھیس پہنچ ا چکے
ہو۔ البتہ جب ان کے بیٹوں نے اپنے
سامان میں دیکھا کہ ادا شدہ
قیمت واپس کر دی گئی ہے تو
والد صاحب سے عرض کی کہ ایسا
نفع کا معاملہ کیوں نہ دوبارہ کیا
جائے۔ بہرحال جب انہوں نے یعقوبؑ

کے سامنے اللہ کو ضامن بنا کر عہد
کیا کہ وہ بن یامین کی ہر ممکن
حفاظت کریں گے تو حضرت یعقوبؑ
نے بن یامین کو مصر بھیجنے کی
اجازت مرحمت فرما دی۔

رکوع ۹۔ آیات ۶۹ تا ۷۹

تقدیر کا حیران کن فیصلہ

نویں رکوع میں حضرت یوسفؑ کے
بھائیوں کی اپنے چھوٹے بھائی
سمیت مصر میں آمد کا بیان ہے۔
حضرت یوسفؑ نے تمام بھائیوں کے
لیے الگ الگ تھیلوں میں خوراک لے
جانے کا انتظام فرما دیا۔ پھر اللہ
کے حکم سے اس پیالے کو بن یامین
کے سامان میں رکھ دیا جس کے
ذریعے خوراک ناپ کر دی جاتی
تھی۔ پیالہ غائب ہونے پر خوراک

تقسیم کرنے والے کارندوں کو
تشویش ہوئی اور انہوں نے
یوسفؑ کے بھائیوں پر پیالہ چوری
کرنے کا الزام لگا دیا۔ بھائیوں نے
اس الزام کی تردید کی۔ ساتھ
ہی کہا کہ اگر ہم میں سے کسی
کے تھیلے سے مسروقہ پیالہ برآمد
ہو تو تم اسے اپنا غلام بنا لینا۔
پیالہ بن یامین کے تھیلے سے برآمد
ہوا اور یوں تقدیر نے بن یامین کے

لیے مصر میں حضرت یوسفؑ کے
پاس ٹھہرنے کی سبیل کر دی۔ وہ
بادشاہ کے قانون کے تحت بھائی
کو مصر میں نہیں روک سکتے تھے۔
بھائیوں نے حضرت یوسفؑ سے
درخواست کی کہ بن یامین کی
جگہ کسی اور بھائی کو بطور
سزا مصر میں روک لیا جائے۔ حضرت
یوسفؑ نے ایسا کرنے سے انکار کر
دیا۔

رکوع ۱۰۔ آیات ۸۰ تا ۹۳

اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو

دسویں رکوع میں بیان کیا گیا کہ جب یوسفؑ کے بھائیوں نے واپس جا کر تمام ماجرا اپنے والد کو سنایا تو انہیں شدید صدمہ پہنچا۔ مسلسل رونے کی وجہ سے ان کی بینائی

جاتی رہی تھی۔ اُنہوں نے شدت
غم کے باوجود امید کا دامن ہاتھ
سے نہ چھوڑا اور اپنے بیٹوں کو
حکم دیا کہ جاؤ اور تلاش کرو
یوسفؑ اور اس کے بھائی کو اور
اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا۔
بے شک اللہ کی رحمت سے مایوس
نہیں ہوتے مگر کافر۔ حضرت یوسفؑ
کے بھائی تیسری بار ان کے سامنے
حاضر ہوئے تو اپنے خاندان والوں کے

رنج و الم کا ذکر کیا اور التجا کی
کہ ان کے پاس اب خوراک کے حصول
کے لیے مطلوبہ قیمت بھی نہیں
ہے، لہٰذا دستیاب قیمت قبول کر
کے خوراک کا کچھ حصہ قیمتاً اور
بقیہ حصہ صدقہ کے طور پردے دیا
جائے۔ حضرت یوسفؑ اپنے بھائیوں
کی لاچارگی کی یہ کیفیت
برداشت نہ کر سکے اور ان سے
پوچھا کہ تم نے اپنے دور جاہلیت

میں یوسف اور اس کے بھائی کے
ساتھ کیا کیا تھا؟ بھائیوں نے
حیرت سے پوچھا کیا آپ یوسف
ہیں؟ اُنہوں نے جواب دیا جی ہاں!
بھائیوں نے حضرت یوسفؑ سے اپنے
کئے کی معافی مانگی۔ حضرت
یوسفؑ نے بھائیوں کو معاف کر
دیا۔ انہیں اپنا کُرتا دیا اور فرمایا
کہ اسے جا کر والد صاحب کے چہرے
پر ڈال دو۔ اس کرتے سے انہیں

میری خوشبو محسوس ہو گی اور
ان کی بینائی لوٹ آئے گی۔

رکوع ۱۱۔ آیات ۹۴ تا ۱۰۴

حضرت یوسفؑ کے خواب کی تعبیر

گیارہویں رکوع کا مضمون یہ ہے
کہ یوسفؑ کے بھائی واپس گئے
اور اُن کا کرتا یعقوبؑ کے چہرے پر

ڈالا تو ان کی بینائی پھر سے لوٹ
آئی۔ حضرت یعقوبؑ اپنے پورے
خاندان کے ساتھ فلسطین سے مصر
منتقل ہو گئے۔ یوسفؑ نے اپنے
والدین کا خاص اکرام کیا اور انہیں
اپنے ساتھ تخت پر بٹھا لیا۔ یوسفؑ
اب مصر کے بادشاہ بن چکے تھے،
لہٰذا بادشاہ کے سامنے، ان کے والد،
والدہ اور تمام بھائیوں نے سجدۂ
تعظیمی کیا۔ گویا اس وقت

شریعت میں سجدۂ تعظیمی کی اجازت تھی۔ یہ تھی یوسفؑ کے خواب کی تعبیر کہ سورج، چاند اور گیارہ ستارے ان کو سجدہ کر رہے ہیں۔

رکوع ۱۲۔ آیات ۱۰۵ تا ۱۱۱

صبر اور تقویٰ سرخرو کر دیتا ہے

آخری رکوع میں آگاہ کیا گیا کہ
آسمان و زمین میں بیشمار نشانیاں
ہیں جو لوگ دیکھتے ہیں لیکن ان
سے حق کی معرفت حاصل نہیں
کرتے۔ اکثر لوگ اللّٰہ پر ایمان لے آتے
ہیں لیکن ساتھ ہی شرک بھی
کیے جاتے ہیں۔ شرک سے روکنا اور
صرف اللّٰہ ہی کی بندگی کی
دعوت دینا نبی اکرمﷺ اور آپﷺ
کی اتباع کرنے والوں کا راستہ ہے۔

یہ عمل لوگوں کو دائمی عذاب
سے بچانے والا اور داعی کے لیے
صدقۂ جاریہ ہے۔ قرآن حکیم کے
بیان کردہ واقعات میں لوگوں کے
لیے درس عبرت ہے۔ حضرت یوسفؑ
کو حاسدین نے کنوئیں میں ڈال دیا
لیکن بعد میں عاجزی کے ساتھ ان
کے سامنے حاضر ہوئے۔ اسی طرح
مکہ والے نبی اکرمﷺ کو مکہ سے
ہجرت پر مجبور کریں گے لیکن ایک

روز ان کے سامنے ندامت کے ساتھ کھڑے ہوں گے۔ اللہ کی سنت ہے کہ وہ تقویٰ اور صبر کی صفات رکھنے والوں کو ہی سرخرو کرتا ہے۔

۱۳۔ سورۃ الرعد

حق اور باطل میں تمیز

رکوع ۱۔ آیات ۱ تا ۷

اللہ کی قدرت کے بے مثال شاہکار

پہلے رکوع میں اللہ کی قدرت کے
کئی شاہکاروں کا ذکر ہے۔ بغیر
ستونوں کے وسیع اور بلند آسمان،
اتنی بڑی کائنات کے نظام کی
تدبیر، سورج اور چاند کی ایک خاص
ضابطہ کے تحت گردش، وسیع و
عریض پھیلی ہوئی زمین، اونچے
اونچے پہاڑ، جوش سے بہتے ہوئے
دریا اور نہریں، ہر طرح کے پھل اور
میووں کے جوڑے، ایک ہی جڑ سے

نکلنے والے کھجور کے دو درختوں کے
پھلوں کے مختلف ذائقے، رات اور
دن کا الٹ پھیر، زمین کی مختلف
قطعات میں تقسیم، کہیں کھیت،
کہیں باغات اور کہیں معدنیات، بلا
شبہ اللہ کی قدرت کے بے مثال
شاہکار ہیں۔ یہ سب اللہ کی
معرفت اور اس کے لیے شکر کے
جذبات پیدا کرنے کا بڑا مؤثر ذریعہ
ہیں۔ تعجب ہے کافروں کے اس

اعتراض پر کہ اللہ انسان کو مرنے
کے بعد دوبارہ کیسے زندہ کرے گا؟
ایسے لوگ اصل میں اللہ کے ہر چیز
پر قادر ہونے کا یقین نہیں رکھتے۔
اللہ تو ان پر رحم کرنا چاہتا ہے
لیکن یہ ہٹ دھرمی سے اس کے
عذاب کو دعوت دے رہے ہیں۔

رکوع ۲۔ آیات ۸ تا ۱۸

حق اور باطل کے لیے مثال

دوسرے رکوع میں حق و باطل کو ایک مثال کے ذریعہ واضح کیا گیا۔ وہ مثال ہے پانی پر ابھر کر آنے والے جھاگ کی یا دھاتوں کو پگھلاتے وقت ان پر پیدا ہونے والے جھاگ کی۔ پانی یا دھات باقی رہتے ہیں جو انسان کے لیے مفید ہیں۔ جھاگ سوکھ کر اڑ جاتا ہے۔

اس مثال میں پانی یا دھات حق ہے اور جھاگ باطل۔ بقا صرف حق کے لیے ہے۔ باطل کبھی کھڑا نہیں رہ سکتا جھاگ کی طرح مٹ جاتا ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ جب بھی اہل حق نے پامردی دکھائی، باطل نیست و نابود ہو کر رہا۔ حق کا ساتھ دینے والوں کے لیے اللہ کے ہاں بہترین بدلہ ہے۔ باطل کا ساتھ دینے والوں کے لیے بد ترین

انجام ہے۔ ان کی طرف سے کوئی بھی شے بطور فدیہ قبول نہیں کی جائے گی۔ ان کا ٹھکانہ جہنم ہے جو بہت ہی بری جگہ ہے۔

رکوع ۳۔ آیات ۱۹ تا ۲۶

حق کا ساتھ دینے والوں کی صفات

تیسرے رکوع میں حق کا ساتھ دینے
والوں کی صفات کا بیان ہے۔ وہ
جانتے ہیں کہ ہمارے لیے حق کی
معرفت کا ذریعہ صرف قرآن ہے۔ وہ
اللہ کے ساتھ عہد بندگی کی
پاس داری کرتے ہیں۔ اپنے وعدوں
کی خلاف ورزی نہیں کرتے۔ اس
تعلق کو قائم رکھتے ہیں جسے
اللہ نے قائم رکھنے کا حکم دیا ہے۔
ہر وقت اپنے رب سے ڈرتے رہتے ہیں۔

اللہ کی رضا کی خاطر حق کی راہ میں آنے والی مشکلات پر صبر کرتے ہیں۔ نماز قائم کرتے ہیں۔ اللہ کی راہ میں کھلے اور چھپے مال خرچ کرتے ہیں۔ برائی کا جواب اچھائی سے دیتے ہیں۔ ان کے لیے جنت کے رہنے والے باغات ہیں جہاں ان کے ساتھ ان کے نیک والدین، اولاد اور بیویاں بھی ہوں گی۔ اس کے برعکس حق کے دشمن وہ ہیں جو

اللہ سے کیے گئے عہد بندگی کا
پاس نہیں کرتے، اس تعلق کو
قائم نہیں رکھتے جسے اللہ نے قائم
رکھنے کا حکم دیا ہے اور اللہ کی
نافرمانیاں کر کے زمین میں فساد
مچاتے ہیں۔ ایسے لوگوں پر دنیا میں
اللہ کی لعنت ہے اور آخرت میں ان
کے لیے برا انجام ہے۔

رکوع ۴۔ آیات ۲۷ تا ۳۱

دلوں کو اطمینان اللہ کی یاد سے ہوتا ہے

چوتھے رکوع میں بیان کیا گیا کہ دلوں کو اطمینان اللہ کے ذکر سے ہوتا ہے۔ اس سے جو سکون ملتا ہے وہ سکون مادی نعمتوں سے حاصل نہیں ہوتا۔ نبی اکرم ﷺ کی

دلجوئی کے لیے ارشاد ہوا کہ آپﷺ کے مخاطبین آپﷺ کی دعوت کو جھٹلا کر فرمائشی معجزے طلب کر رہے ہیں۔ اللہ یہ معجزے دکھانے پر قادر ہے۔ ایسا بھی ممکن ہے کہ اس قرآن کی تاثیر سے پہاڑ حرکت میں آ جائیں، زمین کے ٹکڑے ہو جائیں اور مردہ لوگ زندہ ہو کر گفتگو کرنے لگیں۔ لیکن اللہ ایسے معجزے دکھا کر زبردستی لوگوں

کو ہدایت پر نہیں لائے گا۔ ان
کافروں کو اپنے انکار کی وجہ سے
پے بہ پے صدمے دیکھنے پڑیں گے
یہاں تک کہ آپﷺ ان کے شہر
یعنی مکہ میں فاتح کی حیثیت
سے داخل ہوں گے۔ یہ اللہ کا وعدہ
ہے اور وہ اس وعدہ کو پورا کر کے
رہے گا۔

رکوع ۵۔ آیات ۳۲ تا ۳۷

حق کے مخالفین کا برا انجام

پانچویں رکوع میں ارشاد ہوا کہ
مشرکین نے اللّٰہ کے ساتھ شریک
ٹھہرا رکھے ہیں۔ انہیں چاہیے کہ
بتائیں کہ کس کتاب میں اللّٰہ نے
یہ بات نازل فرمائی ہے کہ میرے
ساتھ فلاں فلاں ہستیاں شریک

ہیں؟ مشرکین کے لیے دنیا میں
بھی عذاب ہے اور آخرت کا عذاب
زیا دہ سخت ہو گا۔ کوئی انہیں
بچا نے والا نہ ہو گا۔ اس کے
برعکس متقیوں کے لیے ایسی جنت
کا وعدہ ہے جس کے میوے بھی
دائمی ہیں اور سائے بھی۔ اللّٰہ
ہمیں یہ نعمتیں عطا فرمائے۔ آمین!
نبی اکرمﷺ کو تسلی دی گئی
کہ اہل کتاب میں ایسے حق پرست

بھی ہیں جو نزول قرآن پر با طنی
مسرت محسوس کر رہے ہیں۔ اس
کے بر عکس مشرکین مکہ مطا لبہ
کر رہے ہیں کہ آپ ﷺ ان کے ساتھ
ان کے معبودوں کی عبادت کریں۔
انہیں صاف صاف بتا دیں کہ مجھے
میرے رب نے حکم دیا ہے کہ میں
صرف اسی کی عبادت کروں۔ اگر
بالفرض میں نے تمہاری خواہشات
کی پیروی کی تو مجھے بھی اللہ

کی عدالت میں کوئی حمایتی یا بچانے والا نہیں ملے گا۔

رکوع ۶۔ آیات ۳۸ تا ۴۳

مخالفینِ حق کے لیے دھمکی

چھٹے رکوع میں آگاہ کیا گیا کہ نبی اکرمﷺ کی ذمہ داری لوگوں تک حق کو پہنچا دینا ہے، ان سے منوانا نہیں۔ مشرکین فرمائشی

معجزات دکھانے کا تقاضا کر رہے
تھے۔ جواب دیا گیا کہ معجزہ
دکھانا رسول کے نہیں بلکہ اللّٰہ کے
اختیار میں ہے۔ نبی اکرمﷺ کی
دلجوئی کے لیے بتا دیا گیا کہ
مشرکین کو ان کی ریشہ دوا نیوں
کی سزا ضرور دی جائے گی، البتہ
اس کے لیے وقت طے ہے۔ اللّٰہ جسے
چاہے گا باقی رکھے گا اور جسے
چاہے گا مٹا دے گا۔ آپﷺ ان تک

حق کا پیغام پہنچاتے رہیے، ان سے
ان کے جرائم کا حساب لینا اللّٰہ کے
ذمہ ہے۔ دشمنانِ حق کو خبردار کر
دیا گیا کہ ان کے گرد زمین تنگ ہو
رہی ہے۔ اسلام قبول کرنے والے
بڑھتے جا رہے ہیں اور دشمنان
اسلام کے اثرات گھٹتے جا رہے ہیں۔
تاریخ شاہد ہے کہ ما ضی میں
بھی حق کے دشمنوں کا برا انجام
ہوا۔ ان کی سازشیں ناکام ہوئیں،

وہ دنیا میں رسوا ہوئے اور آخرت میں بھی انجام بد سے دوچار ہوں گے۔ دشمنانِ حق حضرت محمدﷺ کی رسا لت کا انکار کر رہے ہیں۔ حضرت محمدﷺ اللہ کے سچے نبی ہیں، اس پر اللہ گواہ ہے اور اہل کتاب کے سلیم الفطرت لوگ بھی۔ آپﷺ کی رسا لت کی صداقت مشرکین مکہ کی گواہی کی محتاج نہیں ہے۔

۱۴۔ سورۃ ابراہیم

اہلِ حق کے لیے بشارت

رکوع ۱۔ آیات ۱ تا ۶

نزول قرآن کا مقصد

پہلے رکوع میں بیان کیا گیا کہ

نبی اکرمﷺ پر قرآن اس لیے نازل

کیا گیا کہ آپ ﷺ لوگوں کو اللہ کی توفیق سے، گمراہیوں کے اندھیروں سے نکال کر ہدایت کی روشنی میں لے آئیں۔ البتہ کافروں کے لیے شدید عذاب ہو گا۔ یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا کی زندگی کو آخرت پر ترجیح دیتے ہیں، دوسروں کو اللہ کی راہ پر آنے سے روکتے ہیں اور اللہ کے احکامات پر اعتراض کرتے ہیں۔ اگر کسی کلمہ گو

مسلمان میں بھی یہ برائیاں پائی جاتی ہیں تو وہ بھی عملی اعتبار سے کافر ہی ہے۔ مزید فرمایا کہ اللہ نے ہر رسولؑ کو اپنی قوم کی زبان بولنے والا بنا کر بھیجا تا کہ وہ ان تک اللہ کا پیغام پہنچا نے کا حق ادا کر دے۔ گویا ہر داعی کو اپنی دعوت کا اوّلین مخاطب اپنے ہم زبان لوگوں کو بنا نا چاہیے۔

رکوع ۲۔ آیات ۷ تا ۱۲

ناشکری سے نعمت چھن جاتی ہے

دوسرے رکوع میں تمام انسانوں کو بتا دیا گیا کہ اگر تم شکر کرو گے تو اللہ مزید نوازے گا، ناشکری کرو گے تو اللہ کا عذاب بہت شدید ہے۔ اگر سب کے سب انسان ناشکری

کریں تب بھی اللہ کی خدائی
میں ذرہ برابر فرق واقع نہیں ہو
گا۔ مزید ارشاد ہوا کہ اللہ نے کئی
رسول بھیجے لیکن قوموں نے
رسولوں کی دعوت پر شکوک و
شبہات کا اظہار کیا۔ رسولوں نے
کہا کہ کیا تم اللہ کے بارے میں
شک کرتے ہو جو آسمان اور زمین
کا بنانے والا ہے۔ چاہتا ہے کہ
تمہیں سلامتی دے اور تمہارے

گناہوں کو بخش دے۔ قوموں نے
جواب دیا کہ تم ہماری طرح کے
انسان ہو۔ ہمیں باپ دادا کے عقائد
سے دور کرنا چاہتے ہو۔ ہمارے
سامنے کوئی واضح معجزہ لاؤ۔
رسولوں نے جواب دیا کہ بلا شبہ
ہم تمہاری طرح کے انسان ہیں۔
اللّٰہ نے ہم پر احسان کیا اور ہمیں
رسالت سے سرفراز فرمایا۔ معجزہ
دکھانا ہمارے نہیں اللّٰہ ہی کے

ہاتھ میں ہے۔ ہم تو اللہ ہی پر
توکل کرتے ہیں۔

رکوع ۳۔ آیات ۱۳ تا ۲۱

دنیا دار قائدین کی پیروی برباد کر دے گی

تیسرے رکوع میں بیان کیا گیا کہ
کافر قوموں نے رسولوں کو
دھمکی دی کہ اگر تم نے اپنی

دعوت جاری رکھی تو ہم تمہیں
اپنی بستیوں سے نکال دیں گے۔ اللہ
نے رسولوں کو بشارت دی کہ ہم
ان کافروں کو ہلاک کریں گے۔ اللہ
نے رسولوں کی مدد فرمائی۔
قوموں کو دنیا میں برباد کیا۔ اب
روز قیامت ایسا عذاب دے گا کہ
شدید تکلیف میں مسلسل مبتلا
ہوں گے لیکن موت نہیں آئے گی
جو اذیتوں سے نجات دلا دے۔ مزید

فرمایا کہ کافروں، دکھاوا کرنے
والوں یا حرام کمانے والوں کی
نیکیوں کی مثال ایسے ہے کہ
جیسے راکھ کا ڈھیر۔ روز قیامت تیز
ہوا چلے گی اور اس راکھ کے ڈھیر
کو بکھیر کر رکھ دے گی۔ روزِ
قیامت دنیا دار قائدین کی پیروی
کرنے والے ان کے سامنے التجا کریں
گے کہ ہم نے دنیا میں تمہاری
پیروی کی ' کیا تم ہم سے عذاب

کو دور کر سکتے ہو؟ وہ جواب دیں گے اگر ہم خود ہدایت پر ہوتے تو تمہیں بھی ہدایت دیتے۔ آج ہم سب عذاب میں گرفتار ہیں۔

خاموش رہیں یا فریادیں کریں اس عذاب سے بچ نہیں سکتے۔ اللہ ہمیں دین دار لوگوں کی پیروی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

رکوع ۴۔ آیات ۲۲ تا ۲۷

شیطان کی اپنے پیروکاروں کو ملامت

چوتھے رکوع میں اس ملامت کا ذکر ہے جو شیطان روز قیامت اپنے پیروکاروں کو اس وقت کرے گا جب اللہ انہیں جہنم میں داخل کرنے کا فیصلہ سنا دے گا۔ شیطان ان کی

حسرت میں یہ کہہ کر اضافہ کرے
گا کہ میں نے تم سے دنیا میں
جھوٹے وعدے کیے تھے کہ گناہ کیے
جاؤ، اللّٰہ بڑا رحیم ہے بخش دے گا۔
مجھے تم پر کوئی اختیار حاصل نہ
تھا بلکہ تم نے خود ہی میری
پیروی کی تھی۔ آج مجھے نہیں
اپنے آپ کو الزام دو۔ شیطان کی
پیروی کرنے والے دردناک عذاب سے
دوچار ہوں گے جبکہ اللّٰہ کے

احکامات کی پیروی کرنے والے جنت
کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوں
گے۔ اس رکوع میں مزید فرمایا کہ
اچھے نظریہ کی مثال ایک ایسے
شاندار درخت کی سی ہے جس کی
جڑیں زمین میں خوب جمی ہوں اور
شاخیں آسمان کی بلندیوں کو
چھوتی ہوئی محسوس ہوں۔
گمراہ کن نظریہ کی مثال اس
جھاڑ جھنکار کی سی ہے جو زمین

پر اگ آیا ہو اور ذرا سی کوشش سے اسے اکھاڑ کر پھینک دیا جائے۔ اللہ مومنوں کو دنیا و آخرت میں عزت، پاکیزہ نظریات کے ساتھ وابستگی کے ذریعہ ہی عطا کرے گا۔ نبی اکرمﷺ کا ارشاد ہے کہ ’’بے شک اللہ قرآن کے ذریعہ قوموں کو عروج دے گا اور اس کتاب کو چھوڑنے کی وجہ سے پست کر دے گا‘‘۔ (مسلم)

رکوع ۵۔ آیات ۲۸ تا ۳۴

اللہ کی نعمتوں کو شمار نہیں کیا جا سکتا

پانچویں رکوع میں اہل ایمان کو
تلقین کی گئی کہ وہ نماز قائم
کریں اور اللہ کی راہ میں انفاق
کر کے ایسے دن کے عذاب سے بچنے
کی تیاری کریں جس روز کوئی

تعلق داری یا لین دین کام نہیں
آئے گا۔ اس کے بعد اللہ کی کئی
نعمتوں کا ذکر ہے۔ آسمان، زمین،
بارش، کئی طرح کے پھل، سمندر،
کشتیاں، نہریں، سورج، چاند، رات،
دن جیسی تمام نعمتیں انسانوں
کے فائدہ کے لیے ہیں۔ وَاِنْ تَعُدُّوْا
نِعْمَتَ اللّٰہِ لاَ تُحْصُوْہَا۔ اگر تم اللہ
کی نعمتیں گننا چاہو تو ان کا
شمار نہ کر سکو گے۔ اللہ تعالیٰ

ہمیں اپنی نعمتوں پر شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

رکوع ۶۔ آیات ۳۵ تا ۴۱

حضرت ابراہیمؑ کی عاجزانہ مناجات

چھٹے رکوع میں حضرت ابراہیمؑ کی
اپنی عمر کے آخری حصہ میں اللہ
سے مناجات بیان کی گئی ہیں۔
حضرت ابراہیمؑ نے اللہ کی بارگاہ
میں عرض کیا کہ اے اللہ! شہر
مکہ کو امن کا گہوارہ بنا دے۔
مجھے اور میری اولاد کو بتوں کی
پوجا سے محفوظ فرما۔ اس شرک نے
انسانوں کی اکثریت کو گمراہ کیا
ہے۔ میں نے اپنے ایک بیٹے اور اس

کی اولاد کو مسجد حرام کے پاس
آباد کیا تاکہ وہ تیرے اس محترم
گھر کو آباد کریں۔ اے اللّٰہ! لوگوں
کے دلوں میں اس گھر کی محبت
پیدا فرما دے تاکہ وہ بار بار اس
گھر کی زیارت کے لیے حاضر ہوں۔
تیرا شکر ہے کہ تو نے مجھے عالم
پیری میں حضرت اسماعیلؑ اور
حضرت اسحاقؑ جیسے سعادت مند
بیٹے عطا فرمائے۔ مجھے اور میری

اولاد کو نماز قائم کرنے والا بنا۔
بخشش فرما دے میری، میرے ماں
باپ کی اور تمام اہل ایمان کی
اور ہم پر اس وقت ضرور رحم فرما
جب انسانوں سے حساب کتاب لیا جا
رہا ہو۔

رکوع ۷۔ آیات ۴۲ تا ۵۲

روز قیامت نافرمانوں کا برا حال

ساتویں رکوع میں آگاہ کیا گیا کہ اللہ ظالموں کے جرائم سے غافل نہیں ہے۔ روزِ قیامت خوف کے مارے ان کی آنکھیں پتھرا جائیں گی۔ ان کے دل دہشت سے لرز رہے ہوں گے۔ وہ التجا کریں گے کہ انہیں ایک موقع اور دیا جائے تاکہ وہ رسولوں

کی پیروی کر سکیں۔ ان کی یہ
درخواست مسترد کر دی جائے گی۔
مجرموں کو باہم زنجیروں میں جکڑ
دیا جائے گا اور گندھک کا لباس
پہنایا جائے گا جس سے جہنم کی
آگ کی شدت میں اور اضافہ ہو
جائے گا۔ آگ ان کے اوپر پوری طرح
سے چھائی ہوئی ہو گی۔ اللّٰہ ہر
جان کو اس کے جرائم کا پورا پورا
بدلہ دے دے گا۔ آخر میں بیان کیا

گیا کہ قرآن حکیم کے نزول کے
مقاصد یہ ہیں کہ لوگوں کو بتا
دیا جائے کہ اللّٰہ کے سوا کوئی
عبادت کے لائق نہیں اور آخرت آ کر
رہے گی جس میں ہر انسان کو
اپنے اعمال کی جوابدہی کرنی ہو
گی۔ اللّٰہ ہمیں اس روز کی
رسوائی سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

۱۵۔ سورۃ الحجر

ایمانیات کا مؤثر بیان

رکوع ۱۔ آیات ۱ تا ۱۵

اللہ قرآن کو ہمیشہ محفوظ رکھے گا

پہلے رکوع میں نبی اکرمﷺ کی حقانیت و صداقت کی گواہی دیتے ہوئے آگاہ کیا گیا کہ ان پر جو قرآن نازل ہو رہا ہے وہ اللہ کا کلام ہے اور اللہ اپنے اس کلام کو خود ہی محفوظ رکھے گا:

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ

’’بے شک ہم نے ہی الذکر (قرآن) نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں‘‘۔

کوئی قیامت تک اس قرآن میں نہ تحریف کر سکتا ہے اور نہ ہی اس کے کسی حصہ کو چھپا سکتا ہے۔ غیر مسلم بھی تسلیم کرتے ہیں کہ قرآن پاک کا متن وہی ہے جو نبی اکرمﷺ نے اپنے ساتھیوں کو سکھایا تھا۔

پارہ ۱۴

چودھویں پارے میں دو سورتیں ہیں۔ سورۃ الحجر جس کے ۶ رکوع ہیں اور سورۃ النحل جو ۱۶ رکوعوں پر مشتمل ہے۔

رکوع ۲۔ آیات ۱۶ تا ۲۵

نعمتوں کے بارے میں سوال ہو گا

دوسرے رکوع میں اللہ تعالیٰ کی کئی نعمتوں کا ذکر ہے۔ اللہ نے آسمان پر ستارے بنائے جو آسمان کی زینت ہیں اور وہ حفاظتی چوکیاں ہیں جہاں سے فرشتے ان سرکش شیاطین کو مار بھگاتے ہیں جو اوپر جا کر کچھ غیب کی

خبریں اچک لینے کی کوشش کرتے
ہیں۔ زمین سے اللہ نے تمام
مخلوقات کے لیے رزق پیدا فرمایا۔
اللہ کے پاس اس رزق کے خزانے ہیں
لیکن وہ اسے ضرورت کے مطابق
ہی پیدا کرتا ہے۔ پانی جیسی
نعمت کا اللہ نے ایک گردشی نظام
بنایا جس سے ہم سارا سال تازہ
پانی حاصل کرتے ہیں ورنہ ہم خود
اپنی ضرورت کے لئے سال بھر کا

پانی جمع نہیں کر سکتے تھے۔ البتہ یہ ساری نعمتیں وقتی اور فانی ہیں۔ روز قیامت اللہ ہم سے سوال کرے گا کہ تم نے نعمتوں پر شکر کیا یا نہیں؟ نعمتیں استعمال کر کے ہماری اطاعت کی یا نافرمانی؟

رکوع ۳۔ آیات ۲۶ تا ۴۴

عظمت انسانی کا سبب روح ربانی

تیسرے رکوع میں قصۂ آدم و ابلیس بیان کیا گیا ہے۔ یہ قصہ سورة بقرة اور سورة اعراف میں بھی بیان ہو چکا ہے۔ اس رکوع میں یہ امتیازی نکتہ بیان ہوا کہ انسان کی اصل عظمت روح ربانی کی وجہ سے ہے۔ اللہ نے فرشتوں

کو حکم دیا کہ جب میں آدمؑ کو بنا
سنوار لوں اور ان میں اپنی روح
ڈال دوں تو تم سب ان کے سامنے
سجدے میں گر جانا۔ گویا انسان
محض ایک حیوان نہیں بلکہ اس
کے خاکی وجود میں اللہ نے اپنی
روح ڈال کر اسے اشرف المخلوقات
بنا دیا ہے ؎

ہے ذوق تجلی بھی اسی خاک
میں پنہاں

غافل! تو نرا صاحب ادراک نہیں ہے
ڈارون کا یہ نظریہ باطل ہے کہ
انسان حیوان ہی کی ایک ترقی
یافتہ (Refined) شکل ہے۔

رکوع ۴۔ آیات ۴۵ تا ۶۰

اللّٰہ غفار بھی ہے قہار بھی ہے

چوتھے رکوع میں بشارت دی گئی
کہ اللہ جب اپنے بندوں کو جنت
میں داخل کرے گا تو اگر ان کے
درمیان دنیا میں کوئی رنجش تھی
تو اسے ختم کر دے گا۔ وہ جنت میں
محبت کرنے والے بھائیوں کی طرح
ساتھ رہیں گے۔ اس رکوع میں اللہ
تعالیٰ کی دو شانیں بھی بیان
کی گئیں:

نَبِّیٔ عِبَادِیْ اَنِّیْ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ

وَ اَنَّ عَذَابِیْ ہُوَ الْعَذَابُ الْاَلِیْمُ

”(اے نبی !)میرے بندوں کو بتائیے

کہ میں بہت بخشنے والا اور بہت

رحم کرنے والا ہوں لیکن میرا عذاب

بھی بڑا درد ناک عذاب ہے“۔

ہمیں اپنے طرز عمل سے خود کو

اللّٰہ کی کسی ایک شان کا

مستحق بنانا ہے۔ اللّٰہ کی اطاعت

اس کی رحمت میں داخل کر دے

گی اور اس کی نافرمانی درد ناک عذاب سے دوچار کر دے گی۔ اللہ ہمیں اپنی اطاعت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

رکوع ۵ـ آیات ۶۱ تا ۷۹

ہم جنس پرستوں کا برا انجام

پانچویں رکوع میں قوم لوطؑ پر
بدترین عذاب کا ذکر ہے۔ وہ قوم
ہم جنس پرستی کے گناہ میں
مبتلا تھی۔ حضرت لوطؑ نے اسے بہت
سمجھایا لیکن قوم نہیں
سمجھی۔ اللہ نے نزول عذاب کے لیے
فرشتوں کو خوبصورت لڑکوں کی
صورت میں بھیجا۔ قوم نے انہیں
بری نیت سے چھونے کی کوشش
کی۔ فرشتوں نے حضرت لوطؑ اور ان

کے گھر والوں کو بستی سے نکلنے کے لیے کہا۔ وہ نکل گئے سوائے لوطؑ کی بیوی کے، وہ قوم کے ساتھ پیچھے رہ گئی۔ پھر فرشتوں نے اس قوم کی بستیوں کو الٹ دیا اور پتھروں کی بارش نازل کر کے اسے تباہ کر دیا۔ اسی رکوع میں ان جنگل والوں پر بھی عذاب کے نزول کا ذکر ہے جن کی طرف حضرت

شعیبؑ کو رسول بنا کر بھیجا گیا تھا۔

رکوع ۶۔ آیات ۸۰ تا ۹۹

اللہ کا اپنے حبیبﷺ سے خصوصی خطاب

آخری رکوع میں اللہ نے اپنے حبیبﷺ کی دلجوئی کرتے ہوئے فرمایا کہ

مشرکین کی سازشوں اور شرارتوں پر آپﷺ غمگین نہ ہوں۔ اللّٰہ نے تو آپﷺ کو سورۃ فاتحہ کی صورت میں سات ایسی آیات عطا کی ہیں جو بار بار پڑھنے کے لائق ہیں۔ ان کی تلاوت سے سکون قلبی حاصل کیجیے۔ اپنے ساتھیوں پر شفقت و نرمی سے توجہ دیجیے۔ اپنی تبلیغ کا کام انفرادی سطح سے آگے بڑھا کر علی الاعلان کیجیے۔

مشرکین کی پرواہ نہ کیجیے، ان سے ہم خود نمٹ لیں گے۔ اپنے رب کی بندگی زندگی کی آخری سانس تک کرتے رہیے۔

١٦۔ سورۃ النحل

اللہ کی نعمتوں اور قدرتوں کا بیان

رکوع ١۔ آیات ١ تا ٩

اللہ کی شکر گزاری ہی سیدھا راستہ ہے

پہلے رکوع میں آگاہ کیا گیا کہ
اللہ نے وسیع و عریض کائنات
انسان کے استفادہ کے لیے بنائی۔
انسان کو بھی اسی نے بنایا اور
اس کی ہدایت و تسکین کے لیے
قرآن کریم جیسی عظیم نعمت
نازل فرمائی۔ جانوروں کے ذریعہ
انسان کو طرح طرح کے فائدے
پہنچائے۔ بلا شبہ اللہ کی شکر
گزاری کا راستہ ہی سیدھا راستہ

ہے۔ اللہ ہمیں اسی راستے کی
ہدایت عطا فرمائے۔ آمین!

رکوع ۲۔ آیات ۱۰ تا ۲۱

اللہ کی نعمتوں کا شمار نا ممکن ہے

دوسرے رکوع میں اللہ کی کئی
نعمتوں کا ذکر ہے۔ اس نے آسمان
سے بارش نازل کی اور اس سے طرح

طرح کی نباتات اگائیں۔ رات، دن، سورج اور چاند انسان کی خدمت کے لیے بنائے۔ رنگا رنگ مخلوقات سے کائنات کو حسن بخشا اور انسان کے ذوق بصارت کی تسکین کی۔ وسیع، عریض اور گہرے سمندر بنائے جن میں انسان کے لیے مچھلیوں کی صورت میں صحت افزا تازہ گوشت کی فراوانی ہے۔ سمندروں میں وہ کشتیاں چلتی ہیں جو

انسان کے لئے بڑے پیمانے پر تجارتی
سرگرمیاں انجام دیتی ہیں۔ پہاڑوں
کے ذریعہ زمین کو توازن بخشا۔
آسمان پر ستارے بنائے جن کے ذریعہ
انسان دوران سفر سمتوں کا تعین
کرتا ہے۔ راستوں میں قدرتی
علامات پیدا کیں تاکہ منزلوں پر
پہنچنا آسان ہو جائے۔ وَاِنْ تَعُدُّوْا
نِعْمَتَ اللّٰہِ لاَ تُحْصُوْہَا۔ اگر تم اللہ
کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو

ایسا نہ کر سکو گے۔ انسانوں کی کیسی ناشکری ہے کہ وہ ایسی ہستیوں کو اللہ کا شریک ٹھہراتے ہیں جو مرچکی ہیں اور یہ بھی نہیں جانتیں کہ انہیں دوبارہ کب زندہ کیا جائے گا۔ اللہ ہمیں شرک سے بچنے اور اپنا شکرگزار بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

رکوع ۳۔ آیات ۲۲ تا ۲۵

توہین قرآن کا برا انجام ہو گا

تیسرے رکوع میں بیان کیا گیا کہ جب مشرکین سے پوچھا جاتا ہے کہ بتاؤ اللہ نے کیا نازل کیا ہے؟ وہ بدبخت جواب دیتے ہیں کہ پچھلے زمانہ کے قصے اور کہانیاں۔ بدنصیب

خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کی گمراہی کا وبال بھی اپنے سر لے رہے ہیں۔ وہ برے انجام سے دوچار ہوں گے۔

رکوع ۴۔ آیات ۲۶ تا ۳۴

قرآن کریم ہی سب سے بڑی خیر ہے

چوتھے رکوع میں آگاہ کیا گیا کہ
کافروں کو موت کے وقت جہنم
میں جلنے کی وعید سنائی جاتی
ہے اور متقیوں کو جنت میں داخلہ
کی خوشخبری دی جاتی ہے۔ یہ وہ
متقی ہیں کہ جب ان سے پوچھا
جاتا تھا کہ اللہ نے کیا نازل کیا ہے
تو وہ کہتے ہیں کہ اللہ نے خیر
نازل کی ہے۔ ان متقیوں کے لیے دنیا
میں سکون اور راحتیں ہیں اور ان

کے لیے آخرت میں بھی شاندار اجر

ہے۔

رکوع ۵۔ آیات ۳۵ تا ۴۰

اللہ کی عبادت اور طاغوت سے بغاوت کا حکم

پانچویں رکوع میں ہر رسول کی

یہ دعوت بیان کی گئی کہ اَنِ

اعْبُدُوا اللّٰہَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ۔ اللہ

کی بندگی کرو اور طاغوت سے
بغاوت کرو۔ طاغوت سے مراد ہر وہ
شخص یا ادارہ ہے جو شریعت کے
بجائے اپنا قانون نافذ کرے۔ اللّٰہ کے
ان باغیوں کی اطاعت سے انکار کرنا
اور ان کے خلاف جہاد کرنا اللّٰہ سے
وفا داری کا لازمی تقاضا ہے۔ اللّٰہ
ہمیں یہ تقاضا پورا کرنے کی
توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

رکوع ۶۔ آیات ۴۱ تا ۵۰

حدیث رسولﷺ کی اہمیت

چھٹے رکوع میں حدیث رسولﷺ
کی اہمیت کا بیان ہے۔ رسول
اللہﷺ کی ذمہ داری بتائی گئی
کہ وہ نہ صرف لوگوں تک قرآن
پہنچائیں بلکہ اس کے مضامین کی
وضاحت بھی کریں اور اس کے

احکامات پر عمل کی مثال پیش کریں۔ ہم قرآن حکیم کو سمجھنے کے لیے ارشادات نبویﷺ اور سنت رسولﷺ کے محتاج ہیں۔ اللہ ہمیں انکار حدیث کے فتنہ سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

رکوع ۷۔ آیات ۵۱ تا ۶۰

اللہ کی مسلسل اطاعت کا حکم

ساتویں رکوع میں منع کیا گیا کہ
دو معبود نہ بناؤ۔ ایسا نہ ہو کہ
زبان سے اللہ کے معبود ہونے کا
اعلان کرو لیکن عملی طور پر
نفس، دولت، رسم رواج یا وطن کے
پجاری بن جاؤ۔ اللہ ہی کو معبود
بناؤ اور یاد رکھو کہ وَلَہُ الدِّیْنُ

وَاصِبًا۔ اس کی اطاعت مسلسل
یعنی ہر وقت اور ہر معاملہ میں
کرنی ہے۔ ہر نعمت اسی کی عطا
کردہ ہے اور ہر تکلیف کو وہی
دور کرتا ہے۔ اس کی نافرمانی کرنا
احسان فراموشی اور اس کی
اطاعت کرنا ہی احسان مندی ہے۔

رکوع ۸۔ آیات ۶۱ تا ۶۵

اختلافات کا حل قرآن و حدیث میں تلاش کرو

آٹھویں رکوع میں نبی اکرمﷺ کو آگاہ کیا گیا کہ:

وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْکِتٰبَ اِلاَّ لِتُبَیِّنَ لَہُمُ الَّذِی اخْتَلَفُوْا فِیْہ

’’ہم نے آپﷺ پر کتاب نازل نہیں کی مگر اس لیے کہ آپﷺ وضاحت

کر دیں ان معاملات کی جن میں لوگ اختلاف کر رہے ہیں‘‘۔

ہمیں اختلافات کے حل کے لیے قرآن حکیم اور احادیث نبوی ﷺ سے رہنمائی لینی چاہیئے۔ مسائل کا سبب اور حل جاننے کے بنیادی مآخذ یہی دونوں ہیں۔ ان کے بعد اجماع امت اور مستند علماء کے اجتہاد کا درجہ ہے۔ ان سب کے علاوہ کسی

اور ذریعہ سے ہدایت کا حصول نا ممکن ہے۔

رکوع ۹۔ آیات ۶۶ تا ۷۰

مشروبات کی صورت میں اللہ کی چار نعمتیں

نویں رکوع میں اللہ کی ان نعمتوں کا ذکر ہے جو مشروبات کی صورت میں عطا کی گئیں۔ یہ مشروبات

ہیں پانی، دودھ، پھلوں کا رس
اور شہد شہد کا ذکر خاص
اہتمام سے کیا گیا اور اسے لوگوں
کے لیے بیماریوں سے شفاء کے
حصول کا ذریعہ قرار دیا گیا۔

رکوع ۱۰۔ آیات ۷۱ تا ۷۶

دو عام فہم مثالوں کا بیان

دسویں رکوع میں دو عام فہم
مثالوں کا بیان ہے۔ پہلی مثال کے
ذریعے عبد اور معبود کے فرق کو
واضح کیا گیا۔ ایک شخص ہے جس
کے پاس بہت مال و دولت ہے، جس
طرح چاہتا ہے خرچ کرتا ہے۔ دوسرے
شخص کے پاس کچھ بھی نہیں۔
کیا یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟
اسی طرح سے معبودِحقیقی اللّٰہ
ہے جو بیش بہا خزانوں کا مالک

ہے، جو چاہے سو کر سکتا ہے۔ بندے لاچار، بے بس اور مجبور ہیں۔

دوسری مثال میں نافرمان اور فرمانبردار بندوں کا فرق بیان کیا گیا۔ ایک ایسا غلام ہے جو نکما ہے۔ کوئی کام ڈھنگ سے نہیں کرتا۔ مالک پر ایک بوجھ ہے۔ دوسرا شخص وہ ہے جو نہ صرف خود نیک اور باصلاحیت ہے بلکہ دوسروں کو بھی خیر کی تلقین کرتا ہے۔ کیا

دونوں ایک جیسے ہو سکتے ہیں؟ اسی طرح اللہ کی نافرمانی کرنے والے اور فرمانبرداری کرنے والے بھی برابر نہیں ہیں۔

رکوع ۱۱۔ آیات ۷۷ تا ۸۳

اللہ کی نعمتیں ہی نعمتیں۔

گیارہویں رکوع میں اللہ کی کئی نعمتوں کا ذکر ہے۔ اللہ نے ہمیں

حصول علم کے لیے سماعت، بصارت
اور عقل دی۔ سکون کے لیے گھر
جیسی نعمت عطا کی۔ جانوروں
کی کھالوں سے خیمے، قالین اور
دیگر فوائد حاصل کرنے کی صلاحیت
دی۔ ٹھنڈی چھاؤں جیسی نعمت
سے نوازا۔ پہاڑوں میں غار بنائے جن
میں ہم پناہ لیتے ہیں۔ ایسے لباس
بنانے کی مہارت سکھائی جو
ہمیں موسم کی شدت اور جنگ کے

دوران دشمن کے وار سے بچاتے ہیں۔
بلا شبہ اللہ نے ہم پر اپنی نعمتوں
کی فراوانی کر دی ہے۔ سب سے
بڑی نعمت ہدایت کی ہے جو
رسولوں کے ذریعہ عطا کی گئی۔
اگر ہم اس ہدایت سے فائدہ نہیں
اٹھاتے تو رسولوں کے ذمہ صرف
حق پہچانا ہے منوانا نہیں۔ اللہ
ہمیں ہدایت کی راہ پر چلنے اور

اپنا شکرگزار بندہ بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

رکوع ۱۲۔ آیات ۸۴ تا ۸۹

نبی اکرم ﷺ کی امت کے خلاف گواہی

بارہویں رکوع میں یہ نازک مضمون بیان ہوا کہ روز قیامت نبی اکرم ﷺ کو امت کے خلاف گواہ کے

طور پر لایا جائے گا۔ آپﷺ اللہ کے
سامنے گواہی دیں گے کہ میں نے
امتیوں تک دین پہنچا دیا تھا۔
اُنہوں نے عمل کیا یا نہیں کیا، اب
وہ خود اس کے ذمہ دار ہیں۔ شرک
کرنے والے اللہ سے کہیں گے اے اللہ!
یہ ہیں وہ بزرگان دین جن کو ہم
نے آپ کے ساتھ شریک کیا تھا۔
بزرگان دین شرک کرنے والوں سے
اعلان بیزاری کریں گے۔ اب شرک کرنے

والوں کو ایسا عذاب دیا جائے گا
جو مسلسل ہو گا اور اس میں
کوئی کمی نہ کی جائے گی۔

رکوع ۱۳۔ آیات ۹۰ تا ۱۰۰

اللہ کی طرف سے اہم ہدایات

تیرہویں رکوع میں چند اہم
ہدایات کا بیان ہے۔ اللہ نے ہمیں

عدل، احسان اور قرابت داروں سے
حسن سلوک کا حکم دیا۔ بے حیائی،
برائی اور زیادتی سے منع فرمایا۔
معاہدات کی پابندی کی تلقین
کی۔ کسی گروہ سے معاہدہ کے
بعد اس کے معاملات میں دخل
اندازی سے روکا۔ ایسے لوگوں کو
پرسکون روحانی زندگی کی بشارت
دی جو پورے اخلاص سے نیکیاں کرتے
ہیں۔ مزید فرمایا کہ جب بھی تم

قرآن پڑھو گے تو شیطان تمہیں
قرآن سے ہدایت لینے سے محروم
کرنے کی کوشش کرے گا۔ لہٰذا
قرآن پڑھتے ہوئے مردود شیطان کے
حملوں سے اللہ کی پناہ طلب کیا
کرو۔

رکوع ۱۴۔ آیات ۱۰۱ تا ۱۱۰

مرتد کے لیے شدید عذاب کی وعید

چودھویں رکوع میں خبردار کیا گیا کہ جو لوگ ایمان لانے کے بعد مرتد ہو جائیں گے اللہ انہیں شدید عذاب دے گا۔ اُنہوں نے وقتی مفاد کی خاطر دنیا کو آخرت پر ترجیح دے دی اور دائمی خسارے کا سودا کر لیا۔ البتہ اگر کوئی جان کے خوف

سے ظاہری طور پر کلمۂ کفر کہہ دے تو اللّٰہ معاف فرما دے گا۔ اللّٰہ ہمیں ایمان پر استقامت عطا فرمائے۔ آمین!

رکوع ۱۵۔ آیات ۱۱۱ تا ۱۱۹

ناشکری کی سزا

پندرہویں رکوع میں آگاہ کیا گیا کہ جو قوم اللّٰہ کی نعمتوں کی

ناشکری کرتی ہے تو اللہ اس پر
بھوک اور خوف کا عذاب مسلط کر
دیتا ہے۔ ایک طبقہ فقر و فاقہ
کی وجہ سے خود کشی کرنے پر
مجبور ہو جاتا ہے اور دوسرے طبقہ
کی ہوس کی بھوک مٹتی ہی
نہیں۔ وہ لوٹ کھسوٹ کے سابقہ
ریکارڈ توڑ دیتا ہے۔ اندرونی طور پر
بدامنی اور لاقانونیت سے مال و
جان کو خطرات لاحق ہو جاتے ہیں

اور بیرونی طور پر دشمنوں کی
سازشوں اور جارحیت کا خوف بھی
مسلط ہو جاتا ہے۔ آج اہل
پاکستان اپنی ناشکری اور دین سے
بے وفائی کی پاداش میں بھوک
اور خوف کے مذکورہ بالا عذاب سے
دوچار ہیں۔ اللہ ہمیں انفرادی و
اجتماعی سطح پر سچی توبہ کی
توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

رکوع ۱۶۔ آیات ۱۲۰ تا ۱۲۸

اپنے رب کے راستہ کی طرف دعوت دو

آخری رکوع میں حضرت ابراہیمؑ کی تحسین کی گئی کہ وہ اللّٰہ کے فرمانبردار اور شکرگزار بندے تھے۔ تلقین کی گئی کہ حضرت ابراہیمؑ کی روش کی پیروی کرو۔ اُنہوں نے

ہر محبت کو اللہ کی محبت کے
سامنے قربان کر کے توحید خالص
کی عملی مثال قائم کر دی۔ اس
رکوع میں یہ ہدایت بھی دی گئی
کہ اُدْعُ اِلیٰ سَبِیْلِ رَبِّکَ بالْحِکْمَۃِ
وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ وَجَادِلْہُمْ بالَّتِیْ
ہِیَ اَحْسَنُ۔ اپنے رب کے راستہ کی
طرف دعوت دو، دلائل کے ساتھ
(معاشرے کے ذہین افراد کو)، درد
بھرے وعظ کے ساتھ (عوام الناس

کو) اور بحث کرو (فتنے اٹھانے
والوں کے ساتھ) بڑی شائستگی
سے۔ اللہ ہمیں قرآن کے ذریعے دعوت
دین کی ذمہ داری ادا کرنے کی
توفیق عطا فرمائے کیونکہ قرآن
میں دلائل بھی ہیں، بڑا عمدہ
وعظ بھی ہے اور تمام فتنوں کا
رد بھی ہے۔ آخر میں نبی اکرمﷺ
کو مخالفین کی ایذا رسانیوں پر
صبر کرنے کی تلقین کی گئی۔

بشارت دی گئی کہ اللہ کی رحمت اور نصرت متقی اور نیک لوگوں کے ساتھ ہے۔

پارہ ۱۵

پندرہویں پارے میں سورۃ بنی
اسرائیل مکمل شامل ہے جس کے
۱۲ رکوع ہیں۔ اس کے بعد سورۃ
کہف کے ۱۲ میں سے ۹ رکوع بھی
اس پارے میں شامل ہیں۔

۱۷۔ سورۃ الاسراء/ بنی اسرائیل

حکمت دین کا خزانہ

رکوع ۱ـ آیات ۱ تا ۱۰

عروج حاصل ہو گا قرآن کی پیروی سے

پہلے رکوع کا آغاز واقعۂ معراج کے
ذکر سے ہوتا ہے۔ اللّٰہ کی قدرت
کی یہ شان بیان کی گئی کہ وہ
ایک ہی رات میں اپنے بندےﷺ کو
مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک
لے گیا۔ اسلوب بیان ظاہر کر رہا ہے
کہ یہ سفر روحانی نہیں جسمانی
تھا اور ایک معجزہ تھا۔ اس سفر
کے ذریعہ بنی اسرائیل کو مسجد
اقصیٰ کی تولیت سے محروم کر کے

یہ اعزاز امت محمدﷺ کو دے دیا گیا۔ اس رکوع میں بنی اسرائیل پر دو عذابوں کا ذکر بھی ہے۔ حضرت سلیمانؑ کے بعد جب انہوں نے سرکشی کی تو اللہ نے بخت نصر کے ذریعے انہیں شدید تباہی سے دوچار کیا۔ پھر حضرت عزیزؑ کی اصلاحی کوششوں سے وہ دوبارہ عروج پر پہنچے۔ لیکن ایک بار پھر جب انہوں نے سرکشی کی انتہا کر

دی تو اللہ نے انہیں رومیوں کے
ذریعے برباد کیا۔ اب انہیں آگاہ کیا
جا رہا ہے کہ اگر پھر سے عروج
حاصل کرنا ہے تو قرآن کی پیروی
کرو کیونکہ
اِنَّ ہٰذَا الْقُرْاٰنَ یَہْدِیْ لِلَّتِیْ ہِیَ
اَقْوَمُ۔ بے شک یہ قرآن ہی ہے جو
بالکل سیدھی راہ کی طرف
ہدایت دیتا ہے۔ ہم پر بھی دو
زوال اب تک آ چکے ہیں۔ پہلا زوال

تاتاریوں کے ہاتھوں اور دوسرا
یورپی اقوام کے ہاتھوں آیا تھا۔
ہمیں بھی قرآن کی پیروی ہی
سے ایک بار پھر عروج ملے گا۔

رکوع ۲۔ آیات ۱۱ تا ۲۲

دنیا پرستوں کا ٹھکانہ جہنم ہے

دوسرے رکوع میں دنیا پرستی کی
مذمت کا بیان ہے۔ ارشاد ہوا کہ
دنیا کے طلب گاروں کو اللہ دنیا
میں جتنا چاہتا ہے دے دیتا ہے لیکن
آخرت میں ان کا ٹھکانہ جہنم کی
آگ ہے۔ البتہ جو لوگ آخرت کے طلب
گار ہوں اور اس کے لیے اخلاص کے
ساتھ کوششیں بھی کر رہے ہوں
تو اللہ ایسی مبارک کوششوں
کی بہترین قدر افزائی فرمائے گا۔

رکوع ۳۔ آیات ۲۳ تا ۳۰

اسلام کی معاشرتی ہدایات

تیسرے رکوع میں اسلام کی
معاشرتی ہدایات کا ذکر ہے۔
ہدایت دی گئی کہ اللہ ہی کی
بندگی کرو، والدین سے حسن
سلوک کرو، قرابت داروں اور

محتاجوں کی مدد کرو، مال خرچ کرتے ہوئے میانہ روی اختیار کرو اور مال کو بے جا خرچ مت کرو۔ بے جا مال خرچ کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا نا شکرا تھا۔

رکوع ۴۔ آیات ۳۱ تا ۴۰

اسلام کی معاشرتی ہدایات

چوتھے رکوع میں مزید معاشرتی ہدایات کا بیان ہے۔ حکم دیا گیا کہ اولاد کو غربت کے سبب سے قتل نہ کرو، ان کے رازق تم نہیں بلکہ اللّٰہ ہے۔ کوئی ایسا کام نہ کرو جو زنا کے قریب لے جائے۔ کسی بھی جان کو ناحق قتل نہ کرو۔ یتیم کے مال

کی حفاظت کرو۔ وعدوں کو پورا
کرو۔ ناپ اور تول میں کمی نہ کرو۔
کسی ایسی بات کو قبول نہ کرو
جس کے لیے تمہارے پاس علمی
دلیل نہ ہو۔ تکبر مت کرو۔ اللہ کے
ساتھ کسی کو بھی شریک نہ
ٹھہراؤ۔ اللہ ہمیں ان ہدایات پر
عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

رکوع ۵ ۔ آیات ۴۱ تا ۵۲

کائنات کی ہر شے اللّٰہ کی تسبیح کر رہی ہے

پانچویں رکوع میں آگاہ کیا گیا کہ ساتوں آسمان، زمین بلکہ کائنات کی ہر شے اللّٰہ کی تسبیح کر رہی ہے لیکن تم ان سب کی تسبیح کو سمجھ نہیں سکتے۔

مشرکین اعتراض کرتے ہیں کہ انسانوں کو کیسے دوبارہ زندہ کیا جائے گا؟ جواب دیا گیا کہ جس اللّٰہ نے پہلی بار بنایا تھا، وہی دوبارہ بھی زندہ کرے گا۔

رکوع ۶۔ آیات ۵۳ تا ۶۰

ہمیشہ اچھی بات کہو

چھٹے رکوع میں تلقین کی گئی
کہ ہمیشہ اچھی بات کہو۔
بدکلامی سے باہم پھوٹ پڑتی ہے
اور شیطان کا ناپاک مقصد پورا
ہوتا ہے۔ مزید فرمایا کہ جن لوگوں
کو اللہ کے سوا پکارا جاتا ہے وہ
انسانوں کی مدد کرنے پر قادر نہیں
ہیں۔ کسی آفت کو نہ روک سکتے
ہیں اور نہ ہی ٹال سکتے ہیں۔
صرف اللہ ہی سب کچھ کر سکتا

ہے۔ اللہ فرمائشی معجزے اس لیے
نہیں دکھاتا کہ آج تک کوئی قوم
معجزے دیکھ کر ایمان نہیں لائی۔
قوم ثمود کے سامنے زندہ اونٹنی
ان کے مطالبہ کے مطابق پہاڑ سے
برآمد کر دی گئی لیکن وہ پھر
بھی ایمان نہیں لائی۔ جو
فرمائشی معجزہ دیکھ کر بھی
ایمان نہ لائے، وہ عذاب ہی کا
مستحق ہے۔

رکوع ۷۔ آیات ۶۰ تا ۷۰

ابلیس کے وار

ساتویں رکوع میں قصۂ آدم و ابلیس بیان ہوا۔ آگاہ کیا گیا کہ ابلیس اپنی آواز کے ذریعہ انسان کو گمراہ کریگا۔ موسیقی، گانے، نوحے، گمراہ کن تصورات کی تبلیغ، لسانی و نسلی تعصبات کا پرچار

اور فرقہ واریت کی پکار ابلیس
ہی کی آوازیں ہیں۔ مزید فرمایا
کہ ابلیس انسانوں کے مال اور
اولاد میں شریک ہو جائے گا۔ حرام
کمائی، مال کا بے جا اڑانا، اولاد
کی اچھی تربیت نہ کرنا در اصل
ابلیس کو مال و اولاد میں شریک
کرنا ہے۔ اکثر انسان ابلیس کے راستے
کی پیروی کرتے ہیں حالانکہ ان کا
اصل محسن اللہ ہے۔ وہی سمندری

طوفان سے بچا کر انسان کو
بحفاظت خشکی پر لاتا ہے لیکن
خشکی پر آنے کے بعد انسان اس
کی نافرمانیاں کرتا ہے۔ کیا اللّٰہ
اسے خشکی پر ہلاک نہیں کر
سکتا؟ کیا دوبارہ سمندر میں لے جا
کر غرق نہیں کر سکتا؟ اللّٰہ نے تو
انسان کو نعمتوں سے نوازا ہے اور
اشرف المخلوقات بنایا ہے لیکن وہ

ابلیس کی پیروی کر کے اپنے شرف کو خاک میں ملا دیتا ہے۔

رکوع ۸۔ آیات ۷۱ تا ۷۷

حق میں کوئی ترمیم قبول نہیں کی جائے گی

آٹھویں رکوع میں آگاہ کیا گیا کہ مشرکین مکہ نبیﷺ پر شدید دباؤ ڈال رہے ہیں کہ آپﷺ ان کی

خواہشات کے مطابق قرآن میں
ترمیم کر دیں۔ اللہ نے اپنے حبیبﷺ
کی حفاظت فرمائی اور وہ اس
دباؤ کے مقابلہ میں ثابت قدم رہے۔
اب مشرکین کوشش کریں گے کہ
آپﷺ کو مکہ سے نکال دیں۔ اگر
انہوں نے ایسا کیا تو پھر خود
بھی زیادہ عرصہ مکہ میں رہ نہ
سکیں گے۔ اللہ کی بات پوری
ہوئی اور ہجرت کے دوسرے ہی

سال بدر میں مشرکین کے ۷۰ سردار
جہنم واصل ہوئے۔

رکوع ۹۔ آیات ۷۸ تا ۸۴

مکہ سے ہجرت فتح مکہ
کی تمہید بن گئی

نویں رکوع میں نبیﷺ کے توسط
سے اُمّت کو پنج وقتہ نماز ادا کرنے
کا حکم دیا گیا۔ خاص طور پر فجر

کی نماز میں طویل قرآن پڑھنے
کی تلقین کی گئی کیونکہ اس
وقت فرشتوں کی بھر پور حاضری
ہوتی ہے۔ رات اور دن کے دوران
ذمہ داریاں ادا کرنے والے تمام
فرشتے اس وقت موجود ہوتے ہیں
اور بڑا روح پرور سماں ہوتا ہے۔
مشرکین نے نبیﷺ کو ہجرت پر
مجبور کر دیا ہے لیکن حقیقت یہ
ہے کہ حق آ گیا ہے اور باطل مٹ

گیا ہے اور بے شک باطل ہے ہی

مٹنے والا۔ یہ ہجرت ہی حق کے

غلبہ کی تمہید بن جائے گی۔ قرآن

سچے مومنوں کے حق میں شفا اور

رحمت ثابت ہو گا اور ناقدری کرنے

والوں کے لیے ابدی خسارے کا باعث

ہو گا۔

رکوع ۱۰ـ آیات ۸۵ تا ۹۳

نبی اکرمﷺ کا اصل معجزہ قرآن ہے

دسویں رکوع میں اعلان کیا گیا کہ نبی اکرمﷺ کا اصل معجزہ قرآن ہے۔ تمام انسان اور جنات باہم مل کر بھی قرآن جیسا کلام پیش نہیں کر سکتے۔ مشرکین اس چیلنج کا جواب دینے کے بجائے نبیﷺ سے فرمائشی معجزے دکھانے کا

مطالبہ کر رہے ہیں۔ کہتے ہیں کہ
اگر آپ سچے نبی ہیں تو ہمارے لیے
پانی کا چشمہ جاری کر دیں یا
مکہ کی پتھریلی زمین میں انگور
اور کھجوروں کا ایسا باغ اگا دیں
جس کے درمیان سے نہریں جاری
ہوں یا ہمارے اوپر آسمان کو ٹکڑے
کر کے گرا دیں یا اللہ اور فرشتے
ہمارے بالکل سامنے لے آئیں یا اپنے
لیے سونے کا محل تعمیر کر دیں یا

ہمارے سامنے آسمان پر جائیں اور
کتاب لے کر اتریں۔ جواب دیا گیا کہ
نبیﷺ اللہ کے بندے اور رسول
ہوں۔ ان کا معجزہ اللہ کا نازل
کردہ قرآن ہے۔ اگر تم سمجھتے ہو
کہ قرآن اللہ کا کلام نہیں ہے تو
مقابلے میں اس جیسا کلام پیش
کر کے دکھاؤ۔ تم ایسا نہ ابھی تک
کر سکے ہو اور نہ ہی کبھی
بھی کر سکو گے۔

رکوع ۱۱۔ آیات ۹۴ تا ۱۰۰

انسانوں کے لیے نمونہ انسان رسول ہی بن سکتا ہے

گیارہویں رکوع میں یہ ارشاد باری تعالیٰ نقل ہوا کہ اگر زمین پر فرشتے بس رہے ہوتے تو ہم کسی فرشتے کو رسول بنا کر بھیجتے۔

زمین پر انسان بس رہے ہیں اور ان

کے لئے نمونہ انسان ہی ہو سکتا
ہے۔ ایک ایسا رسول ہی لوگوں پر
حجت پوری کر سکتا ہے جس میں
تمام بشری کمزوریاں ہوں لیکن
وہ پھر بھی اللّٰہ کے احکامات پر
عمل کی مثال قائم کر کے دکھا
دے۔ کامل عملی نمونہ دیکھنے کے
باجود جو بدنصیب حق کا انکار
کریں گے تو اللّٰہ انہیں روز قیامت
اس طرح زندہ کرے گا کہ وہ

اندھے، بہرے اور گونگے ہوں گے۔ پھر
اُنہیں دہکتی ہوئی آگ میں داخل
کر دیا جائے گا۔ اَللّٰھُمَّ اَجِرْنَا مِنَ
النَّارِ ۔ اے اللہ ہمیں جہنم کی آگ
سے محفوظ فرما۔ آمین!

رکوع ۱۲۔ آیات ۱۰۱ تا ۱۱۱

عظیم اسرائیل یہود کا
عظیم قبرستان بن جائے گا

بارہویں رکوع میں ذکر کیا گیا کہ
اللّٰہ نے حضرت موسیٰ کو ۹
نشانیوں کے ساتھ بھیجا۔ فرعون نے
ان نشانیوں کو جادو قرار دیا۔ اللّٰہ
نے فرعون کو اس کے پورے لشکر
سمیت غرق کر دیا۔ بنی اسرائیل
سے کہا کہ تم زمین میں پھیل
جاؤ لیکن قرب قیامت تمہیں
سمیٹ کر ایک جگہ جمع کر دیا
جائے گا۔ آج یہودی سمٹ سمٹ کر

اسرائیل میں جمع ہو رہے ہیں۔ وہ
عظیم اسرائیل بنانا چاہتے ہیں
لیکن یہی مقام ان کا عظیم
قبرستان بنے گا۔ حضرت عیسیٰؑ کی
آمد کے بعد یہ اسی طرح ہلاک
ہوں گے جیسے سابقہ نافرمان
قومیں اپنے رسولوں کے سامنے
ہلاک ہوئیں۔ یہ خبراس قرآن کی
ہے جو حق لے کر آیا ہے اور دنیا سے
باطل کو مٹانے کے لیے نازل ہوا ہے۔

آخر میں فرمایا کہ تم اللہ کو اللہ
کہو یا رحمان، جتنے بھی اچھے نام
ہیں وہ سارے کے سارے اسی کے
ہیں۔ اس اللہ کی حمد کرتے رہو
جس کی کوئی اولاد نہیں، جس
کا کوئی شریک نہیں اور جو ہر
کمی سے پاک ہے۔ اس کی بڑائی
کو ایسے نافذ کرو جیسا کہ نافذ
کرنے کا حق ہے۔

١٨۔ سورۃ الکہف

دجالی فتنے یعنی دنیا پرستی کی مذمت

رکوع ١ ۔ آیات ١ تا ١٢

دنیا کی حقیقت

پہلے رکوع میں بیان کیا گیا کہ
زمین پر جو کچھ بھی بنایا گیا ہے
اس کے ذریعے دنیا کو سجایا گیا ہے
اور بڑی زیب وزینت دی گئی ہے۔
اس دنیا میں بڑی کشش ہے اور یہ
انسانوں کو اپنی طرف مائل کر
رہی ہے۔ اب یہ انسانوں کا امتحان
ہے کہ وہ دنیا کی چکا چوند میں
کھو کر اللہ سے غافل ہو جاتے ہیں
یا دنیا کی وقتی اور کم تر لذتوں

کے بجائے آخرت کی دائمی اور بہتر نعمتوں کو ترجیح دیتے ہیں۔ دنیا کا انجام یہ ہے کہ یہ عنقریب فنا ہونے والی ہے۔

رکوع ۲۔ آیات ۱۳ تا ۱۷

مشکل حالات میں صبر و استقامت کا امتحان

دوسرے رکوع میں اصحاب کہف کا ذکر ہے۔ اللہ نے انہیں ایسے مشکل امتحان سے گزارا کہ ان کے لیے ایمان کے ساتھ جینا نا ممکن ہو گیا۔ اُنہوں نے صبر و استقامت کی اعلیٰ مثال قائم کر دی۔ بادشاہ وقت نے انہیں دھمکی دی کہ اگر تم توحید کے عقیدے سے باز نہ آئے تو رجم کر دیے جاؤ گے۔ اُنہوں نے اللہ سے دردمندی سے دعا کی کہ اے

اللہ! تو ہماری جان اور ایمان کی حفاظت فرما۔ اللہ نے ان کی سن لی۔ انہیں ظالموں کے شر سے محفوظ کر دیا اور ایک غار میں تین سو برس سے کچھ زائد عرصہ تک سلائے رکھا۔

رکوع ۳۔ آیات ۱۸ تا ۲۲

نیک لوگوں کے لیے دنیا میں انعام۔ ذکر خیر

تیسرے رکوع میں اصحاب کہف کے واقعہ کی مزید تفصیل ہے۔ ان کے غار میں جانے کے بعد کافی عرصہ تک انہیں تلاش کیا جاتا رہا۔ آخرکار لوگوں کو یقین ہو گیا کہ وہ حق پر تھے اور اللہ نے انہیں اپنی خصوصی حفاظت میں لے لیا ہے۔ ان

کا ذکر خیر تاریخ میں محفوظ کر لیا گیا۔ جب وہ تقریباً تین سو سال بعد بیدار ہوئے اور شہر میں آئے تو اس وقت کے لوگوں نے ان کا والہانہ استقبال کیا۔ جس غار میں وہ مقیم رہے تھے، وہیں ان کی یادگار کے طور پر ایک مسجد بنا دی گئی۔

رکوع ۴۔ آیات ۲۳ تا ۳۱

حق بیان کرو، کوئی خوش ہو یا ناراض

چوتھے رکوع میں یہ حقیقت بیان کی گئی کہ مشکلات میں انسان کا سہارا اور سکون کا ذریعہ قرآن کریم ہے۔ نبی اکرمﷺ کو تلقین کی گئی کہ آپﷺ قرآن کریم

پڑھتے رہیں۔ مشرکین کا کوئی دباؤ
قبول نہ کیجیے۔ ان کے مطالبہ پر
فقراء صحابہؓ کو اپنی قربت سے
محروم نہ کیجیے۔ یہ اللہ کی رضا
کے طلب گار ہیں اور صبح و شام
اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔ اگر آپﷺ نے
ان کے بجائے سرداران قریش کو
اہمیت دی تو لوگ سمجھیں گے
کہ آپ کو بھی دنیا کی چمک
دمک زیادہ پسند ہے۔ یہ بھی اللہ

کی طرف سے دنیا پرستی کی
مذمت کا اسلوب ہے۔ آپ ﷺ حق
بیان کرتے رہیں۔ جو حق کو قبول
کرے گا، اللہ اسے نوازے گا۔ جو حق
کو قبول نہیں کریگا، اللہ اسے
ذلیل کر دے گا۔

رکوع ۵ ۔ آیات ۳۲ تا ۴۴

اسباب پرستی کی مذمت

پانچویں رکوع میں اسباب پرستی
کی نفی کے لیے ایک واقعہ بیان
کیا گیا۔ ایک شخص کو اللہ نے انگور
اور کھجور کے دو باغات عطا کیے
تھے۔ باغات کے درمیان ایک نہر جاری
تھی۔ دونوں باغات بڑے سر سبز
تھے اور خوب پھل لاتے تھے۔ وہ
شخص ہر وقت ان باغات میں ہی
مصروف رہتا تھا اور اللہ کی یاد
سے غافل تھا۔ ایک دن اسے اس کے

ایک ساتھی نے متوجہ کیا کہ
کچھ اللہ کو بھی یاد کر لیا کرو۔
عنقریب یہ باغات فنا ہو جائیں گے
اور قیامت آ جائے گی۔ کچھ قیامت
کی تیاری کی بھی کوشش کرو۔
اس نے بڑے تکبر سے کہا کہ میرے
باغات پر کبھی بھی زوال نہیں آ
سکتا۔ میں نے ان باغات کی حفاظت
کے لئے کھجور کی باڑھ لگا دی ہے۔
تیز آندھیاں میرے باغات کا کچھ

نہیں بگاڑسکتیں۔ میں ایک نہر
کھود کر باغات تک لے آیا ہوں۔
پانی کی کمی میرے باغات کو
نہیں اجاڑ سکتی۔ گویا اس نے
اسباب پر بھروسہ کیا اور اللہ کی
پکڑ سے خود کو محفوظ سمجھا۔
اس کے ساتھی نے کہا کہ یہ باغ
تمہاری منصوبہ بندی کی وجہ سے
نہیں بلکہ اللہ کے حکم سے قائم
ہے۔ اللہ کا شکر ادا کرو ورنہ اللہ

یہ نعمت چھین لے گا۔ ناشکری اور اسباب پرستی کی سزا ملی اور اس شخص کے باغات ایک آفت سے تباہ ہو گئے۔ اب وہ حسرت سے کہنے لگا کہ اے کاش! میں نے اللہ کے ساتھ شرک نہ کیا ہوتا۔ میں نے اسباب پر وہ بھروسہ اور توکل کیا جو مجھے اللہ تعالیٰ پر کرنا چاہیے تھا۔

رکوع ۶۔ آیات ۴۵ تا ۴۹

دنیا کی زندگی کی حقیقت

چھٹے رکوع میں دنیا کی زندگی کے
لیے کھیتی کی مثال بیان کی
گئی۔ آسمان سے پانی برستا ہے۔
پانی کے ساتھ سبزہ مل کر
کھیتی کی صورت اختیار کرتا ہے۔
رفتہ رفتہ کھیتی عروج پر آتی ہے۔

پھر زرد پڑتی ہے، خشک ہو جاتی ہے اور چوراچورا ہو کر زمین میں مل جاتی ہے۔ اسی طرح سے انسان کی زندگی کا بھی ایک دورانیہ (Cycle) ہے۔ روح اور جسم ملتے ہیں، انسان پیدا ہو کر دنیا میں آتا ہے۔ جوانی کے عروج کو پہنچتا ہے۔ پھر بوڑھا ہوتا ہے اور وفات پا کر سپرد خاک ہو جاتا ہے۔ مال اور بیٹے تو دنیا کی زندگی کی زینت ہیں اور

یہیں رہ جاتے ہیں۔ باقی رہنے والی
اور ساتھ جانے والی نیکیاں ہیں۔
اللّٰہ ہمیں نیکیوں کی توفیق عطا
فرمائے۔ آمین! قیامت کے دن جب دنیا
دار انسان اپنا نامۂ اعمال دیکھے
گا تو خوف سے لرزے گا۔ کہے گا یہ
کیسا نامۂ اعمال ہے، کوئی
چھوٹی یا بڑی بات ایسی نہیں ہے
جو اس میں درج نہ ہو۔ اللّٰہ ہمیں

اس روز کی رسوائی سے محفوظ

فرمائے۔ آمین!

رکوع ۷۔ آیات ۵۰ تا ۵۳

شیطانوں کی پیروی کا
بہت برا انجام ہو گا

ساتویں رکوع میں قصۂ آدم و

ابلیس کا بیان ہے۔ ابلیس جنات میں

سے تھا۔ اللہ نے اسے حکم دیا کہ

حضرت آدمؑ کو سجدہ کرو۔ اس نے
اللہ کے حکم کو توڑ دیا اور بغاوت
کی روش کا آغاز کیا۔ اب اس کی
صلبی اور معنوی اولاد ہے جو یہ
باغیانہ روش اختیار کیے ہوئے ہے۔
افسوس یہ ہے کہ انسانوں کی
اکثریت اللہ کے بجائے اولاد ابلیس
کی اطاعت کرتی ہے۔ ان شیطانوں
کا کائنات کے بنانے میں یا کائنات کے
چلانے میں کوئی حصہ نہیں لیکن

دنیا میں اکثر لوگ ان کی پیروی کر رہے ہیں۔ روز قیامت یہ ظالم اپنے اس طرز عمل کی شدید سزا پا کر رہیں گے۔

رکوع ۸۔ آیات ۵۴ تا ۵۹

سب سے بڑا ظلم نصیحت سے اعراض

آٹھویں رکوع میں اللہ کی اس
رحمت کا ذکر ہے کہ اس نے
انسانوں کی ہدایت کے لیے کئی
رسول بھیجے۔ رسولوں نے انسانوں
کو نصیحت کی کہ عارضی دنیا کے
بجائے دائمی آخرت میں کامیابی کے
لیے کوشش کرو۔ لیکن اس سے بڑا
ظالم کون ہو گا کہ جسے نصیحت
کی جائے اور وہ اس نصیحت سے

اعراض کرے۔ عنقریب یہ ظالم برے
انجام سے دوچار ہوں گے۔

رکوع ۹۔ آیات ۶۰ تا ۷۰

اشیاء کی حقیقت کا علم

نویں رکوع میں حضرت موسیٰؑ کی
حضرت خضرؑ سے ملاقات کا ذکر ہے۔
حضرت خضرؑ کو اللہ نے علم تکوینی
یعنی اشیاء کی حقیقت کا علم

عطا کیا تھا۔ اللہ اس علم میں سے
کچھ حصہ حضرت موسیٰؑ کو
سکھانا چاہتے تھے۔ اللہ کے حکم پر
حضرت موسیٰؑ، حضرت خضرؑ سے
ملاقات کے لیے تشریف لے گئے۔
حضرت خضرؑ نے فرمایا کہ آپ میرے
ساتھ چلئے۔ البتہ جب آپ کوئی
معاملہ دیکھیں تو اس کے بارے
میں کوئی سوال نہ پوچھیے گا

جب تک میں خود آپ کو اس کی حقیقت نہ بتا دوں۔

رکوع ۱۰ ـ آیات ۷۱ تا ۸۲

اشیاء کا ظاہر کچھ ہے، حقیقت کچھ اور

دسویں رکوع میں تین ایسے واقعات بیان کیے گئے جن کا ظاہر، شر محسوس ہو رہا تھا لیکن ان

کی حقیقت خیر تھی۔ حضرت
موسیٰ، حضرت خضرؑ کے ساتھ ایک
کشتی میں سفر کر رہے تھے۔
حضرت خضرؑ نے کشتی کا ایک تختہ
نکال کر پھینک دیا۔ بظا ہر یہ کام
ظلم تھا لیکن حضرت خضرؑ نے
وضاحت کی کہ ایک بادشاہ صحیح
سالم کشتیوں کو غصب کرتا آ رہا
تھا۔ اگر یہ کشتی سالم ہوتی تو
بادشاہ چھین لیتا۔ گویا ایک تختہ

ضائع ہو گیا لیکن پوری کشتی بچ
گئی۔ اس کے بعد ایک بچے کو
حضرت خضرؑ نے قتل کر دیا۔ بظاہر
یہ قتل ناحق تھا لیکن حضرت خضرؑ
نے بتایا کہ اس بچے نے بڑے ہو کر
اپنے والدین کے لئے وبال جان بننا
تھا۔ وہ اپنا بھی نامۂ اعمال سیاہ
کرتا اور والدین کو بھی پریشان
کرتا۔ اللہ تعالیٰ والدین کو اس سے
بہتر بچہ عطا فرمائے گا۔ اس کے

بعد حضرت خضرؑ اور حضرت موسیٰؑ
ایک بستی میں پہنچے۔ بستی
والوں نے ان مسافروں کو کھانا
کھلانے سے انکار کر دیا۔ حضرت خضرؑ
نے بستی میں ایک ایسی دیوار
تعمیر کر دی جو بالکل گرنے والی
تھی۔ حضرت موسیٰؑ نے اعتراض کیا
کہ آپ نے بغیر معاوضہ کے بخیل
بستی والوں کا یہ کام کر دیا۔
حضرت خضرؑ نے وضاحت کی کہ اس

دیوار کے نیچے دو یتیم بچوں کی
وراثت ایک خزانہ کی صورت میں
دفن ہے۔ اگر دیوار گر جاتی تو وہ
خزانہ بخیل بستی والوں کے ہاتھ
میں آ جاتا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے
یہ دیوار تعمیر کرا دی تاکہ حق
داروں کو ان کا حق مل جائے۔ آخر
میں حضرت خضرؑ نے فرمایا کہ میں
نے سب کچھ اللہ کے حکم سے کیا
اور یہ سب اللہ کی رحمت کے

مظاہر ہیں۔ دیکھو اشیاء کا ظاہر
کچھ ہوتا لیکن ان کی حقیقت
کچھ اور ہے

اے اہل نظر ذوق نظر خوب ہے لیکن
جو شے کی حقیقت کو نہ دیکھے
وہ نظر کیا

پارہ ١٦

سولہویں پارے میں سورۃ کہف کے آخری ٣ رکوع، سورۃ مریم مکمل اور سورۃ طٰہٰ مکمل شامل ہیں۔ سورۃ مریم ٦ رکوعوں اور سورۃ طٰہٰ ٨ رکوعوں پر مشتمل ہے۔

رکوع ١١ـ آیات ٨٣ تا ١٠١

خوشگوار حالات میں شکر کا امتحان

گیارہویں رکوع میں ذوالقرنین کے
واقعہ کا ذکر ہے۔ ذوالقرنین
انتہائی نیک بادشاہ تھے۔ اللہ نے
انہیں ہر طرح کی نعمتوں سے نواز
کر ان کا امتحان لیا۔ ذوالقرنین
عیش میں یاد خدا سے غافل نہ
ہوئے اور اللہ کے شکر کی روش

اختیار کی۔ اُنہوں نے تین مہمات سر کیں۔ ہر مہم میں جب کسی علاقے پر قبضہ کیا تو لوگوں سے یہی کہا کہ اگر تم نیک رہو گے تو ہم تمہارے ساتھ نرمی کریں گے۔ اگر تم اللہ کی نافرمانی کرو گے تو ہم بھی سختی کریں گے اور اللہ بھی تمہیں سخت عذاب دے گا۔

رکوع ۱۲۔ آیات ۱۰۲ تا ۱۱۰

سب سے زیادہ خسارے میں کون ہے؟

آخری رکوع میں آگاہ کیا گیا کہ سب سے زیادہ خسارے میں وہ لوگ ہیں جن کی ساری محنتیں صرف دنیا کے لئے لگ رہی ہیں۔ بدنصیب گمان کر رہے ہیں کہ وہ کامیابیاں

حاصل کر رہے ہیں۔ کاروبار پھیل رہا ہے، دولت میں اضافہ ہو رہا ہے اور اثاثہ جات بڑھ رہے ہیں۔ ایسے لوگ ان تمام آیات کا کفر کر رہے ہیں جن میں دنیا پرستی کی مذمت ہے۔ ضمیر کو مطمئن کرنے کے لیے اگر جزوی نیکیاں کرتے بھی ہیں تو ان کی کوئی حقیقت نہیں۔ روز قیامت یہ نیکیاں بے وزن ثابت ہوں گی۔ البتہ جن لوگوں نے

آخرت کو ترجیح دی، وہ جنت میں
ہوں گے۔ جنت کی نعمتیں ایسی
ہیں کہ کبھی بھی ان سے جی
نہیں بھرے گا۔ آخری آیت میں حکم
دیا گیا کہ جو اللہ کے سامنے
حاضری کی تیاری کرنا چاہتا ہے
اسے چاہیے کہ اچھے اعمال کرے۔
اللہ ہی کی بندگی کرے یعنی
اسی کی اطاعت کرے اور سب سے
زیادہ محبت اسی سے کرے۔

۱۹۔ سورۃ مریم

انبیاء کرامؑ کا روح پرور ذکر

رکوع ۱ ۔ آیات ۱ تا ۱۵

انسان اللہ سے مانگ کر
کبھی محروم نہیں رہتا

پہلے رکوع میں حضرت زکریاؑ کی
دعا کا ذکر ہے۔ اُنہوں نے عرض کی
کہ اے میرے رب! میں آپ سے مانگ
کر کبھی محروم نہیں رہا۔ میں
بوڑھا ہو چکا ہوں اور میری کوئی
اولاد نہیں ہے۔ میرے رشتہ داروں
میں سے کوئی ایسا نظر نہیں آتا
جو میرے بعد خدمت دین کے مشن
کو جاری رکھے۔ میری بیوی بانجھ
ہے۔ مجھے اپنے پاس سے ایسا بیٹا

عطا فرما جو دین کی خدمت کرتا رہے۔ اللہ نے یہ پاکیزہ دعا قبول کی اور معجزانہ طور پر انہیں حضرت یحییٰ جیسا بیٹا عطا کیا۔ ایسا بیٹا جو بے حد پارسا، والدین سے حسن سلوک کرنے والا، انتہائی نرم مزاج اور سرگرمی سے دین کی خدمت کرنے والا تھا۔

رکوع ۲۔ آیات ۱۶ تا ۴۰

حضرت عیسیٰؑ کی معجزانہ ولادت

دوسرے رکوع میں حضرت عیسیٰؑ کی معجزانہ ولادت کا ذکر ہے۔ حضرت مریم کے پاس ایک فرشتہ آیا اور انہیں بشارت دی کہ اللہ آپ کو بیٹا عطا کرے گا۔ اُنہوں نے

پوچھا کہ میرے ہاں بیٹا کیسے پیدا ہو گا جبکہ مجھے تو کسی مرد نے چھوا تک نہیں؟ جواب دیا گیا کہ اللہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ اسباب اس کے پابند ہیں وہ اسباب کا پابند نہیں۔ جب حضرت مریم کے ہاں حضرت عیسیٰؑ کی ولادت ہوئی تو وہ انتہائی پریشان تھیں کہ لوگوں کو کیسے مطمئن کریں گی۔ ایک بار پھر فرشتے نے آ کر کہا کہ

جب لوگ پوچھیں تو خاموش رہیے گا اور بچے کی طرف اشارہ کر دیجیے گا۔ جب وہ بچے کو لے کر اپنی قوم کے پاس آئیں تو قوم ان کی گود میں بچہ دیکھ کر بڑی حیران ہوئی۔ ایسے میں حضرت عیسیٰ اپنی ماں کی گود سے پکار اٹھے اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ ط اٰتٰنِیَ الْکِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا۔ بے شک میں اللہ کا بندہ ہوں، اس نے مجھے کتاب دی

ہے اور نبی بنایا ہے۔ یہ ہیں حضرت

عیسیٰؑ اور یہ ہے ان کا مقام

عظیم۔ وہ ہرگز معبود نہیں ہیں

بلکہ اللہ کے بندے ہیں۔ لوگوں نے

بلا دلیل اختلاف کیا اور انہیں

معبود بنا دیا۔ اس اختلاف کا نتیجہ

قیامت کے دن ظاہر ہو جائے گا۔

اللہ اس روز ہمیں اہل حق میں

شامل فرمائے۔ آمین!

رکوع ۳۔ آیات ۴۱ تا ۵۰

حضرت ابراہیمؑ کی والد کو درد مندانہ اور حکیمانہ تبلیغ

تیسرے رکوع میں حضرت ابراہیمؑ کا اپنے والد کو بڑے حکیمانہ اسلوب میں دعوت دینے کا ذکر ہے۔ ان کا انداز نرم اور دل سوز تھا لیکن

مؤقف سخت۔ اپنے والد سے کہا کہ اے ابا جان! کیوں عبادت کرتے ہیں ان بتوں کی جو نہ سنتے ہیں، نہ دیکھتے ہیں، اور نہ نفع و نقصان پہنچانے کا اختیار رکھتے ہیں۔ میری پیروی کیجیے، میں آپ کو اللہ کی توفیق سے سیدھی راہ کی طرف لے جاؤں گا۔ اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو شیطان کے ساتھی قرار پائیں گے اور اس کے ساتھ برے انجام سے

دوچار ہوں گے۔ والد نے غصے میں
کہا کہ اے ابراہیم! میرے گھر سے
نکل جاؤورنہ میں تمہیں سنگسار
کر دوں گا۔ حضرت ابراہیمؑ سلام
کہہ کر گھر سے نکل گئے۔ جب وہ
مشرک والدین سے کٹے تو اللہ نے
حضرت اسحاقؑ جیسا بیٹا اور حضرت
یعقوب جیسا پوتا عطا فرمایا۔ پھر
رہتی دنیا تک ان کا بڑا اچھا تذکرہ

لوگوں کی زبانوں پر جاری و ساری کر دیا۔

رکوع ۴۔ آیات ۵۱ تا ۶۵

انبیاء کرامؑ کا ذکر حسین

چوتھے رکوع میں چار انبیاءؑ کا ذکر مبارک ہے۔ ان انبیاءؑ میں حضرت موسیٰؑ، حضرت ہارونؑ، حضرت اسماعیلؑ اور حضرت ادریسؑ شامل

ہیں۔ انبیاء کرامؑ کی عظمتوں کے
بیان کے بعد ارشاد ہوا کہ یہ وہ
نیک بندے تھے کہ جب ان کے سامنے
اللّٰہ کی آیات کی تلاوت کی جاتی
تو وہ روتے سجدے میں گرجاتے
تھے۔ البتہ ان کی امتوں میں بعض
ایسے نا خلف لوگ آئے کہ جنہوں نے
نمازیں ضائع کر دیں اور خواہشات
کی پیروی کی۔ اللّٰہ ہمیں اس
جرم سے محفوظ فرمائے۔ آمین! البتہ

سچی توبہ کرنے والوں کے لیے
بشارت ہے کہ اللّٰہ انہیں معاف
فرما دے گا اور جنت کی نعمتوں
سے سرفراز فرمائے گا۔

رکوع ۵۔ آیات ۶۶ تا ۸۲

مشرکین کے اعتراضات کا جواب

پانچویں رکوع میں مشرکین مکہ کے چند اعتراضات کا ذکر ہے۔ وہ کہتے تھے کہ کیسے ممکن ہے کہ مرنے کے بعد انسان کو دوبارہ زندہ کیا جائے؟ جواب دیا گیا انسان پہلے تھا ہی نہیں۔ اللہ نے اسے وجود بخشا۔ وہی اللہ اسے دوبارہ بنائے گا۔ نہ صرف بنائے گا بلکہ اس سے اس کے عمل کے بارے میں بازپرس کریگا۔ پھر مجرموں کو جہنم میں

جھونک دے گا۔ وہ پوچھتے تھے کہ بتاؤ کس کی محفل کو بڑے بڑے سرداروں کی موجودگی زیادہ با رونق بنا دیتی ہے اور کس کی محفل میں صرف غرباء و فقراء ہی دکھائی دیتے ہیں۔ جواباً ارشاد ہوا کہ ماضی میں کئی قوموں کو ہلاک کیا گیا جن کے سرداروں کی محفلیں بڑی شاندار تھیں۔ کیا وہ سردار اُن کو عذاب سے بچا سکے۔

اہمیت سرداری اور مال کی نہیں،
اچھے کردار کی ہے۔ اس کے بعد ان
کا دعویٰ نقل ہوا کہ جس طرح
ہمیں اس دنیا میں بہت کچھ عطا
کیا گیا ہے اسی طرح اگر آخرت آئی
تو وہاں بھی عطا کر دیا جائے گا۔
جواب کے طور پر مطالبہ کیا گیا کہ
اپنے دعویٰ کا ثبوت پیش کرو۔ اللہ
کا ضابطہ تو یہ ہے کہ جو نیکی

کرے گا انعام پائے گا اور جو اللّٰہ
کی نافرمانی کرے گا برباد ہو گا۔

رکوع ۶۔ آیات ۸۳ تا ۹۸

کسی کو اللّٰہ کی اولاد قرار دینا بد ترین شرک ہے

آخری رکوع میں اس شرک کی
شدید مذمت کی گئی جس میں
کسی کو اللّٰہ کی اولاد قرار دیا

جاتا ہے۔ اس شرک کی وجہ سے
ممکن ہے کہ غضب ناک ہو کر
آسمان پھٹ پڑے، زمین ٹکڑے ٹکڑے
ہو جائے اور پہاڑ بکھر کر ریزہ ریزہ
ہو جائیں۔ یہ تو اللہ کی رحمت ہے
کہ اس نے ہر شے کو تھاما ہوا ہے۔
بلا شبہ اللہ کی کوئی اولاد نہیں۔
ہر شے اللہ کی مخلوق ہے۔ روز
قیامت ہر انسان یا فرشتہ اللہ کے
سامنے اس کے بندہ کے طور پر پیش

ہو گا۔ پھر ہر انسان کو فرداً فرداً
اللہ کی بارگاہ میں اپنے اعمال کی
جوابدہی کے لیے حاضر ہونا ہو گا۔
آخر میں خبر دی گئی کہ اللہ نے
اس قرآن کو نبی اکرمﷺ کی زبان
مبارک کے ذریعہ سمجھنے کے لیے
آسان کر دیا ہے۔ آپﷺ کو چاہیے
کہ اسی قرآن کے ذریعہ صالحین
کو اچھے اجر کی بشارت دیں اور
حق کے دشمنوں کو برے انجام کی

وعید سنائیں۔ ایسے بد نصیبوں کو موقع نہیں ملتا کہ وہ دنیا میں دو بارہ آ کر گناہوں کی تلافی کر سکیں اور اپنی آخرت سنوارنے کے لیے کچھ نیکیاں کر سکیں۔

۲۰۔ سورۃ طٰہٰ

حضرت موسیٰؑ کی داستان حیات

رکوع ۱۔ آیات ۱ تا ۲۴

حضرت موسیٰؑ پر ظہور نبوت

پہلے رکوع میں حضرت موسیٰؑ کو
نبوت سے سرفراز کرنے کا ذکر ہے۔ آپؑ
اپنے اہل خانہ کے ساتھ مدین سے
واپس مصر جا رہے تھے۔ دوران سفر
انہیں ایک جگہ آگ نظر آئی۔ جب
وہ آگ کے پاس پہنچے تو اللہ کی
طرف سے آواز آئی کہ اے موسیٰؑ!
میں تمہارا رب ہوں لہٰذا صرف
میری ہی بندگی کرو۔ نماز قائم
کرومیری یاد کے لیے۔ آخرت آنے والی

ہے، اس کی تیاری سے غافل نہ ہو۔
پھر اللّٰہ نے انہیں کچھ نشانیاں
دیں۔ فرمایا کہ اپنا عصا پھینکو،
عصا پھینکا تو وہ اژدھا بن گیا۔
پھر کہا کہ اپنا ہاتھ اپنے گریبان
میں ڈالو۔ گریبان سے ہاتھ باہر
نکالا تو چمک رہا تھا۔ فرمایا یہ
دو نشانیاں ہیں۔ ان کے ساتھ
فرعون کے پاس جاؤ، وہ سرکشی

پر اتر آیا ہے۔ اسے سیدھے راستے کی طرف آنے کی دعوت دو۔

رکوع ۲۔ آیات ۲۵ تا ۵۴

حضرت موسیٰؑ کی ایمان افروز دعائیں اور ان کی قبولیت

دوسرے رکوع میں حضرت موسیٰؑ کی ایمان افروز دعاؤں کا ذکر ہے۔

اُنہوں نے التجا کی کہ اے اللّٰہ! میرا سینہ کھول دے، میری زبان میں روانی پیدا کر دے، تاکہ لوگ میری دعوت کو سمجھ سکیں۔ میرے بھائی ہارون کو بھی میرے ساتھ اس کام میں شریک فرما دے۔ اللّٰہ نے یہ دعائیں قبول کیں اور فرمایا کہ اے موسیٰؑ ہم نے آپ پر پہلے بھی بہت سے احسانات کئے ہیں۔ آپ کو پیدائش کے فوراً بعد فرعون

کے ظلم سے بچایا۔ پھر آپ سے ایک قتل ناحق ہو گیا تھا، تب بھی آپ کو فرعون کے انتقام سے محفوظ رکھا۔ اب آپ اور آپ کے بھائی ہارونؑ جائیں فرعون کے پاس اور اس کو بڑے نرم انداز سے توحید کی دعوت دیں۔

رکوع ۳۔ آیات ۵۵ تا ۷۶

فرعون کی سرکشی اور جادو گروں کی حق پرستی

تیسرے رکوع میں فرعون کی ہٹ دھرمی اور ظالمانہ روش کا بیان ہے۔ اس نے حضرت موسیٰؑ کے پیش کردہ معجزات کو جادو قرار دیا۔ معجزات کے مقابلہ کے لیے ماہر جادوگروں کو جمع کیا۔ جادوگر مقابلہ میں ہار گئے اور انہیں یقین

ہو گیا کہ حضرت موسیٰ کے پیش
کردہ معجزات جادو نہیں ہیں۔ وہ
بے اختیار سجدے میں گر گئے اور
حضرت موسیٰ اور حضرت ہارونؑ
کی رسالت اور اللہ کی وحدانیت پر
ایمان لے آئے۔ فرعون نے انہیں ہاتھ
پاؤں کاٹنے اور صلیبوں پر لٹکانے
کی دھمکی دی۔ جواب میں
جادوگروں نے کہا کہ ہم پر حق
واضح ہو چکا ہے۔ تم نے جو کرنا ہے

کر لو۔ تم ہماری دنیا کی زندگی
ختم کر سکتے ہو لیکن آخرت میں
جزا و سزا کا اختیار نہیں رکھتے۔
فیصلے آخرت میں ہوں گے۔ جس نے
اللہ کی نافرمانی کی وہ جہنم
میں اس حال میں ہو گا کہ عذاب
اور تکلیف کی وجہ سے نہ زندوں
میں شمار ہو گا اور نہ ہی مر
سکے گا کہ تکلیف سے نجات پا
جائے۔ جو اللہ کا کہنا مانے گا اس

کے لیے جنت کی دائمی نعمتیں ہوں گی۔

رکوع ۴۔ آیات ۷۷ تا ۸۹

عجلت پسندی نقصان پہنچاتی ہے

چوتھے رکوع میں فرعون اور اس کے لشکروں کی تباہی اور پھر بنی اسرائیل پر اللہ کے احسانات کا ذکر

ہے۔ ان سے کہا گیا کہ احسان
مندی کا تقاضا ہے کہ اللہ کی
نافرمانی اور ناشکری نہ کرو۔ ایسا
کیا تو اللہ کے غضب کا شکار ہو
جاؤ گے۔ ہاں کبھی غلطی ہو جائے
تو اللہ سچی توبہ کرنے والوں کو
معاف فرما دیتا ہے۔ پھر اس رکوع
میں حضرت موسیٰؑ کو کوہ طور پر
بلانے اور انہیں تورات عطا کرنے کا
ذکر ہے۔ اُنہوں نے نیکی میں جلدی

کی اور مقر رہ وقت سے پہلے کوہ طور پر چلے گئے۔ اس عجلت کا نقصان یہ ہوا کہ بنی اسرائیل میں آپ کی غیر حاضری طویل ہو گئی اور سامری کو گمراہی پھیلانے کا موقع مل گیا۔ اس نے بچھڑے کی ایک مورت بنائی اور اعلان کیا کہ حضرت موسیٰؑ کا معبود یہ بچھڑا ہے۔ بچھڑے کی مورت نہ کسی بات کا جواب دے

سکتی تھی اور نہ کسی کو نفع
یا نقصان پہنچا سکتی تھی لیکن
پھر بھی بنی اسرئیل کی بڑی
تعداد نے اسے معبود مان کر اس
کی پوجا شروع کر دی۔

رکوع ۵ ۔ آیات ۹۰ تا ۱۰۴

قوم کی گمراہی اور حضرت ہارونؑ کا طرز عمل

پانچویں رکوع میں قوم کی
گمراہی کے حوالے سے حضرت ہارونؑ
کے طرز عمل کی وضاحت ہے۔ اُنہوں
نے مشرکین کو بچھڑے کی پرستش
سے روکا۔ مشرکین انتہائی ضد پر
اتر آئے اور کہا کہ ہم حضرت
موسیٰؑ کی آمد تک یہ عمل نہ
چھوڑیں گے۔ اگر حضرت ہارونؑ
سختی کرتے تو مشرکین اور قوم
کے دیگر افراد میں خانہ جنگی

شروع ہو جاتی۔ اُنہوں نے قوم کو
تفرقہ سے بچانے اور اس کی وحدت
کو قائم رکھنے کے لیے شدت سے
کام نہ لیا اور حضرت موسیٰؑ کی
آمد کا انتظار کیا۔ حضرت موسیٰؑ نے
سامری سے باز پرس کی اور فرمایا
جاؤ اب تم زندگی بھر اچھوت کی
طرح رہو گے۔ کوئی تمہارے قریب
آئے گا تو تمہیں تکلیف ہو گی۔
بچھڑے کی مورت کو ہم جلا دیں

گے اور اس کی راکھ کو دریا میں بہا دیں گے۔

رکوع ۶۔ آیات ۱۰۵ تا ۱۱۵

روز قیامت شفاعت کی حقیقت

چھٹے رکوع میں خبر دار کیا گیا کہ روز قیامت کوئی شفاعت فائدہ نہ دے گی۔ ہاں اللہ جسے اجازت دے گا

وہ ایسے بندہ کے حق میں شفاعت
کرے گا جس کے لیے اللّٰہ شفاعت
قبول کرنا پسند فرمائے گا۔ تمام
چہرے اللّٰہ کے سامنے جھکے ہوئے
ہوں گے۔ ظلم کرنے والا برباد ہو گا
اور خلوص کے ساتھ نیک اعمال
کرنے والا کامیاب ہو گا۔ نبی
اکرمﷺ کو تلقین کی گئی کہ آپ
قرآن حکیم یاد کرنے کے لیے جلدی نہ
کریں۔ سکون سے وحی کے نزول کو

وصول کریں۔ اللہ آپ ﷺ کو خود
ہی یہ قرآن یاد کرا دے گا۔ البتہ
اللہ سے دعا کرتے رہیں کہ رَبِّیْ
زِدْنِیْ عِلْمًا۔ ’’اے میرے رب مجھے
بڑھا دے علم کے اعتبار سے‘‘

رکوع ۷۔ آیات ۱۱۶ تا ۱۲۸

قرآن سے بے رغبتی کی سزا

ساتویں رکوع میں قصۂ آدم و
ابلیس بیان ہوا۔ اللّٰہ کے حکم پر
تمام فرشتوں نے حضرت آدمؑ کو
سجدہ کیا سوائے ابلیس کے۔ پھر
حضرت آدمؑ نے اس کی ترغیب پر
بھولے سے جنت کے ممنوع درخت کا
پھل کھا لیا اور جنت سے محروم
ہو گئے۔ اُنہوں نے اللّٰہ کی بارگاہ
میں توبہ کی اور اللّٰہ نے ان کی
توبہ قبول فرما لی اور دنیا میں

خلافت کے لیے بھیج دیا۔ انہیں آگاہ
کیا کہ میں تمہاری ہدایت کے لیے
وحی کا سلسلہ جاری رکھوں گا۔
جس نے میری وحی کی پیروی کی
وہ کبھی بھی نامراد نہ ہو گا۔
جس نے وحی سے غفلت برتی تو وہ
دنیا میں چین اور سکون سے محروم
ہو جائے گا۔ روز قیامت اسے اندھا
کر کے اٹھایا جائے گا۔ وہ فریاد کرے
گا کہ مجھے اندھا کر کے کیوں

اٹھایا گیا ہے، دنیا میں تو میں
دیکھنے والا تھا۔ جواب دیا جائے گا
جس طرح تم دنیا میں وحی کے
حوالے سے جان بوجھ کر اندھے بنے
ہوئے تھے، آج تمہیں، تمہاری اسی
روش کی وجہ سے اندھا کر کے
اٹھایا گیا ہے۔ اللہ ہمیں قرآن
کریم کی تلاوت اس کے فہم، اس
کے احکامات پر عمل، اس کے
اجتماعی احکامات کے نفاذ کے لیے

جد و جہد اور اس کی تعلیمات کو
دوسروں تک پہچانے کی توفیق
عطا فرمائے۔ آمین!

رکوع ۸۔ آیات ۱۲۹ تا ۱۳۵

نبی اکرم ﷺ سے خصوصی خطاب

آخری رکوع میں نبی اکرم ﷺ کو
صبر اور اللہ کے ذکر کی تلقین کی

گئی۔ آپﷺ کو حکم دیا گیا کہ
سورج کے طلوع اور غروب ہونے سے
پہلے، رات کی گھڑیوں میں اور دن
کے اطراف میں اللہ کا ذکر کر کے
قلبی سکون حاصل کریں۔ آپﷺ
کافروں کی شان و شوکت اور مال
و اسباب سے متأثر نہ ہوں۔ اللہ
کی مدد کے حصول کے لیے خود
بھی نماز پڑھیے اور گھر والوں کو
بھی اس کی تلقین کیجیے۔ اللہ یہ

نہیں چاہتا کہ لوگ اللہ کی یاد
سے غافل ہو کر رزق حاصل کرنے کے
لیے ہی محنت کرتے رہیں۔ لوگوں کا
رازق اللہ ہے۔ دنیا میں وہ ہر ایک
کو رزق دے رہا ہے۔ البتہ آخرت کی
نعمتیں صرف متقیوں کے لیے ہیں۔
مشرکین طنزیہ کہتے ہیں کہ نبی
اکرمﷺ پر ان کی فرمائش کے
مطابق معجزہ نازل کیوں نہ ہوا؟
جواب دیا گیا کہ کیا یہ قرآن

معجزہ نہیں ہے جس کی مثل
کلام پیش کرنے سے وہ عاجز ہیں۔
اگر اللہ انہیں قرآن کے نزول سے
پہلے ہی نافرمانیوں کی سزا دے
دیتا تو وہ شکوہ کرتے کہ اے اللہ!
تو نے کیوں نہ ہماری طرف رسول
بھیجا تاکہ اس کے ذریعہ ہم
ہدایت پر آ جاتے۔ اب جبکہ رسولﷺ
آ چکے ہیں تو وہ پھر بھی ایمان
لانے کے لیے تیار نہیں۔ ٹھیک ہے وہ

انتظار کر لیں، عنقریب قیامت آ جائے گی اور فیصلہ کر دیا جائے گا کہ کون حق پر تھا اور کون باطل پر۔ اللہ ہمیں روز قیامت سرخرو فرمائے۔ آمین!

پارہ ۱۷

قرآن مجید کے سترہویں پارے میں دو سورتیں شامل ہیں۔ پہلی سورۃ انبیاء جس کے ۷ رکوع ہیں اور دوسری سورۃ حج جو ۱۰ رکوعوں پر مشتمل ہے۔

۲۱۔ سورۃ الأنبیاء

انبیاء کرامؑ کا ذکر حسین

رکوع ۱۔ آیات ۱ تا ۱۰

قرآن میں تمہارا بھی ذکر ہے، غور تو کرو!

پہلے رکوع میں خبردار کیا گیا کہ لوگوں کے لیے ان کے حساب کا وقت یعنی قیامت قریب آ چکی ہے لیکن وہ اس کی تیاری سے غافل ہیں۔

خاص طور مشرکین مکہ کا ذکر ہوا کہ وہ قرآن مجید اور نبی اکرمﷺ پر بے بنیاد اعتراضات کر رہے ہیں۔ ان سے پہلے بھی قوموں نے یہ روش اختیار کی تھی اور اللّٰہ نے ان کو ہلاک کر دیا تھا۔ اس رکوع میں خاص بات یہ بیان کی گئی کہ:

لَقَدْ اَنْزَلْنَا اِلَيْكُمْ كِتَابًا فِيْهِ ذِكْرُكُم اَفَلاَ تَعْقِلُوْنَ (الانبياء: ١٠)

’’ہم نے تمہاری وہ طرف وہ کتاب نازل کی ہے جس میں تمہارا ذکر ہے، کیا تم غور نہیں کرتے‘‘۔

قرآن مجید نے تین کردار بیان کئے ہیں۔ حق کا بھر پور ساتھ دینے والے، حق کی کھلم کھلا مخالفت کرنے والے اور منافقین جو نہ ادھر ہیں نہ ادھر۔ اب ہم میں سے ہر شخص دیکھ سکتا ہے کہ اس کا کردار کیا ہے؟ آیا وہ حق کے لیے

مال اور جان کی قربانیاں دے رہا ہے یا وہ حق کا دشمن ہے یا اس کا کردار منافقین کا سا ہے۔

رکوع ۲۔ آیات ۱۱ تا ۲۹

باطل، حق کا مقابلہ نہیں کر سکتا

دوسرے رکوع میں آگاہ کیا گیا کہ جب بھی اللہ نے کسی قوم کے

سرکشوں کو ہلاک کیا تو وہ
عذاب سے بچنے کے لیے بھاگنے لگے
لیکن عذاب نے انہیں گھیر لیا۔ وہ
فریادیں کرتے رہے کہ ہم ہی ظالم
ہیں لیکن اب اعتراف جرم کام نہ
آیا اور بالآخر اللہ نے ان کو ملیا
میٹ کر دیا۔ اللہ نے کائنات کسی
شغل کے لیے پیدا نہیں کی بلکہ
یہاں ایک معرکۂ حق و باطل برپا
ہے ہ

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفویﷺ سے شرار بو لہبی

تاریخ گواہ ہے کہ جب بھی اہل حق نے پامردی دکھائی تو اللّٰہ کی یہ شان ظاہر ہوئی:

بَلْ نَقْذِفُ بالْحَقِّ عَلَی الْبَاطِلِ فَیَدْمَغُہٗ فَاِذَا ہُوَ زَاہِقٌ (الانبیاء: ۱۸)

’’بلکہ ہم حق کو اٹھا کر باطل پردے مارتے ہیں، پھر وہ اس کا سر توڑ دیتا ہے اور باطل ہے ہی مٹ جانے والا‘‘۔

رکوع ۳۔ آیات ۳۰ تا ۴۱

انسان کے امتحان کی دو صورتیں

تیسرے رکوع میں اللہ کی کئی نعمتوں اور قدرتوں کے ذکر کے بعد بیان کیا گیا کہ انسان کے لیے ان نعمتوں سے استفادہ عارضی ہے۔ اس نے موت کا مزہ چکھنا ہے۔ دنیا میں اللہ اسے ان نعمتوں کے ذریعہ آزما رہا ہے۔ کبھی نعمتیں دے کر شکر کا امتحان لیتا ہے اور کبھی نعمتیں چھین کر صبر کے امتحان سے گزارتا ہے۔ اللہ ہمیں شکر اور

صبر کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

مشرکین مکہ نبی اکرمﷺ کا مذاق اڑاتے ہیں لیکن عنقریب اس مذاق اڑانے کا بھیانک انجام ظاہر ہو کر رہے گا۔

رکوع ۴۔ آیات ۴۲ تا ۵۰

رائی کے دانے کے برابر عمل کا بھی حساب ہو گا

چوتھے رکوع میں خبر دار کیا گیا
کہ اللہ روز قیامت عدل کی میزان
قائم فرمائے گا۔ اگر کسی فرد نے
رائی کے دانے کے برابر کوئی عمل
کیا ہے تو وہ بھی لا کر تولا جائے
گا۔ حساب بالکل صحیح ہو گا اور
کسی کے ساتھ کوئی ظلم نہیں
کیا جائے گا۔ پھر اس رکوع سے
انبیاء کرامؑ کے ذکر حسین کا آغاز
ہوا۔ حضرت موسیٰؑ اور حضرت

ہاروںؑ کو ایسی کتاب دی گئی جو
حق اور باطل میں فرق کرنے والی
روشنی اور نصیحت تھی۔ اس سے
وہ متقی ہدایت حاصل کرتے تھے
جو اللّٰہ سے ڈرتے اور روز قیامت اس
کے سامنے حاضری کے احساس سے
لرزاں وترساں رہتے تھے۔ اب اللّٰہ نے
قرآن کی صورت میں بڑا مبارک ذکر
نازل کیا ہے تاکہ ہم اس سے
ہدایت حاصل کرتے رہیں۔

رکوع ۵۔ آیات ۵۱ تا ۷۵

بت پرستوں پر اتمام حجت

پانچویں رکوع میں حضرت ابراہیمؑ
کی طرف سے بت پرستوں پر حجت
پوری کرنے کا ذکر ہے۔ اُنہوں نے بت
خانے میں داخل ہو کر چھوٹے بتوں
کو ایک تیشہ سے توڑا اور وہ
تیشہ بڑے بت کے کندھے پر رکھ دیا۔

مشرکین نے پوچھا کہ ہمارے
معبودوں کا یہ حشر کس نے کیا
ہے؟ آپؑ نے جواب دیا کہ بڑے بت نے
کیا ہو گا، جا کر ٹوٹے ہوئے بتوں
سے پوچھ لو! اُنہوں نے کہا کہ اے
ابراہیم! تم تو جانتے ہو کہ یہ بت
بول نہیں سکتے۔ فرمایا کہ
افسوس ہے تم پر اور تمہارے
معبودوں پر۔ تم ایسے معبودوں کی
پوجا کر رہے ہو جو اپنا دفاع نہیں

کر سکتے، وہ تمہیں کیا نفع یا نقصان پہنچائیں گے؟ مشرکین پر حجت پوری ہوئی اور حق واضح ہو گیا۔ لیکن آباء پرستی قبولیتِ حق کی راہ میں رکاوٹ بن گئی۔ اُنہوں حضرت ابراہیمؑ کو دہکتی ہوئی آگ میں جلا کر بھسم کرنے کی سازش کی، لیکن ہر شے میں تاثیر اللہ ہی کے اذن سے ہے۔ اللہ نے آگ کو حکم دیا کہ ٹھنڈی اور

سلامتی والی ہو جا ابراہیمؑ پر۔ آگ
کے شعلے ابراہیمؑ کے لیے گلستان بن
گئے اور سازش کرنے والے رسوا ہوئے۔
پھر اللہ نے انہیں حضرت اسحاقؑ
اور حضرت یعقوبؑ جیسی صالح
اولاد عطا کی اور ان پر ایمان لانے
والے حضرت لوطؑ کو نبوت و رسالت
سے سرفراز کیا۔

رکوع ۶۔ آیات ۷۶ تا ۹۳

انبیاء کرامؑ پر اللہ کی عنایات

چھٹے رکوع میں حضرت نوحؑ، حضرت داؤدؑ، حضرت سلیمانؑ، حضرت ایوبؑ، حضرت اسمعیلؑ، حضرت ادریسؑ اور حضرت ذوالکفلؑ پر اللہ تعالیٰ کی عنایات کا بیان ہے۔ پھر حضرت

یونسؑ کا ذکر ہوا کہ جنہوں نے
اللّٰہ کی اجازت آنے سے قبل ہی
اپنی قوم کو چھوڑ کر ہجرت اختیار
کر لی تھی۔ اللّٰہ نے انہیں ایک
آزمائش سے گزارا۔ ایک مچھلی نے
انہیں نگل لیا۔ اُنہوں نے فریاد کی
لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ
الظّٰلِمِیْنَ۔ اے اللّٰہ! تیرے سوا کوئی
معبود نہیں، تو پاک ہے، بے شک
میں ہی ظالموں میں سے تھا۔ اللّٰہ

نے ان کی فریادسن لی اور مچھلی
نے اللّٰہ کے حکم سے انہیں خشکی
پر اگل دیا۔ حضرت زکریاؑ کی دعا
اللّٰہ نے قبول کی۔ ان کی بانجھ
بیوی کو درست کر دیا اور انہیں
یحییٰؑ جیسا پاکیزہ بیٹا عطا فرمایا۔
حضرت مریمؑ کے بطن سے معجزانہ
طور پر حضرت عیسیٰؑ کو پیدا کیا
اور دونوں کو رہتی دنیا تک
نشانی بنا دیا۔ بے شک یہ تمام

انبیاءؑ اللہ ہی کی عبادت کرتے تھے اور نیکیوں میں سبقت لے جاتے تھے۔ اللہ ہمیں بھی اسی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

رکوع ۷۔ آیات ۹۴ تا ۱۱۲

نبی اکرم ﷺ تمام جہانوں کے لیے رحمت ہیں

ساتویں رکوع میں خوشخبری دی
گئی کہ اخلاص کے ساتھ کی گئی
ہر نیکی لکھی جا رہی ہے اور
اس کا بھرپور صلہ دیا جائے گا۔
مشرکین کو دھمکی دی گئی کہ
جہنم میں تمہارے ساتھ تمہارے
معبود بھی جلیں گے۔ وہاں
تمہاری چیخ و فریاد کسی کام نہ
آئے گی۔ اس کے برعکس نیک لوگ
ہر گھبراہٹ سے محفوظ اپنی

پسندیدہ نعمتوں سے لطف اندوز ہو رہے ہوں گے۔ دنیا میں بھی زمین کے وارث آخرکار نیک بندے ہی بنیں گے۔ یہ وہ خوشخبری ہے جو اللہ نے زبور میں لکھ دی تھی۔ اس خوشخبری کا ظہور نبی اکرمﷺ کی امت میں ہو گا کیونکہ آپﷺ کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ۔ اور اے نبیﷺ ہم نے آپ کو نہیں بھیجا

مگر تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر۔ یہ اللہ کی رحمت ہی کا مظہر ہو گا کہ زمین سے ظالموں کا اقتدار ختم ہو اور خدا ترس بندے زمین کے وارث بنیں۔ رکوع کے آخر میں آپﷺ کے حوالے سے شرک کا سدباب ہے۔ ارشاد ہوا: قُلْ اِنَّمَا یُوْحٰٓی اِلَیَّ اَنَّمَآ اِلٰہُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ۔ (اے نبی) ان سے کہہ دیجیے کہ میری طرف وحی کیا گیا ہے کہ

تمہارا معبود ہے ایک ہی معبود (یعنی اللّٰه)۔ گویا آپﷺ رحمت اللعالمین ہیں لیکن معبود نہیں۔ معبود صرف اللّٰه ہے۔

۲۲. سورة الحج

باطل تصورات کی زور دار نفی

رکوع ۱_ آیات ۱ تا ۱۰

اللہ کی عظیم قدرتوں کا بیان

پہلے رکوع میں قیامت کے واقع
ہونے کا ذکر ہے۔ روز قیامت دودھ
پلانے والیاں اپنے دودھ پیتے بچے کو
چھوڑ دیں گی۔ حمل والیاں اپنے
حمل گرا دیں گی۔ لوگ دیوانے نظر
آئیں گے حالانکہ وہ دیوانے نہیں
ہوں گے بلکہ ان پر اللہ کا عذاب
ہو گا جو بڑا شدید ہے۔ لوگوں میں
سے ایسے بھی ہیں جو اللہ کی
اس قدرت کے بارے میں شک کرتے

ہیں کہ وہ ہر انسان کو مرنے کے
بعد دوبارہ زندہ کرے گا۔ کیا وہ غور
نہیں کرتے کہ اللہ نے پہلے انسان
کو مٹی سے پیدا کیا۔ پھر اس نے
نسل انسانی کی نطفے سے
افزائش کی۔ نطفے کو جما ہوا
خون، جمے ہوئے خون کو بوٹی اور
پھر بوٹی پر نقش و نگار بنا کر
انسان کی نقشہ کشی کی۔ اس
کے بعد انسان کو ایک صحیح سالم

بچے کے طور پر دنیا میں بھیج دیا۔
پھر رفتہ رفتہ انسان اپنی عمر کے
مختلف مراحل طے کرتے کرتے بڑھاپے
کو پہنچ گیا۔ اسی طرح سے کیا وہ
دیکھتے نہیں کہ اللہ نے مردہ زمین
کو زندہ کیا اور اس میں طرح طرح
کے خوبصورت پودے اور نباتات پیدا
کیے۔ جو اللہ یہ سب کچھ کر سکتا
ہے، وہ انسان کو دوبارہ زندہ کرنے
پر بھی قادر ہے۔ قیامت آئے گی اور

حساب کتاب ہو گا۔ جو لوگ اللہ کی قدرت کے بارے میں جھگڑتے ہیں ان کے لیے دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں دردناک عذاب۔

رکوع ۲۔ آیات ۱۱ تا ۲۲

دنیا اور آخرت دونوں کا خسارہ

دوسرے رکوع میں بیان کیا گیا کہ
کچھ لوگ اللّٰہ کی بندگی کرتے
ہیں کنارے کنارے رہ کر۔ فائدہ نظر
آئے تو آگے بڑھ جاتے ہیں اور قربانی
دینی پڑے تو پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔
ایسے لوگ دنیا میں خسارے میں
ہیں اور آخرت میں بھی خسارے
ہی میں رہیں گے۔ روز قیامت اللّٰہ
مخلص اہل ایمان کو جنت میں
داخل فرمائے گا۔ اس کے برعکس

کافر جہنم کے دردناک عذاب سے
دوچار ہوں گے۔ ان کے لباس آگ سے
تیار کیے گئے ہوں گے۔ ان پر ایسا
کھولتا ہوا پانی انڈیلا جائے گا جو
ان کی کھالوں اور انتڑیوں کو
پگھلا دے گا۔ پھر ان پر لوہے کے
ہتھوڑوں سے ضربیں لگائی جائیں
گی۔ وہ جب بھی جہنم سے نکلنا
چاہیں گے، ٹھوکریں مار کر اس
میں دوبارہ گرا دیے جائیں گے۔ اَللّٰھُمَّ

اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ ۔ اے اللہ! ہمیں جہنم کے عذاب سے محفوظ فرما۔ آمین!

رکوع ۳۔ آیات ۲۳ تا ۲۵

حرم کی سرزمین پر مسجد کی طرح سب کا حق ہے

تیسرے رکوع میں بشارت دی گئی کہ با عمل مومنوں کے لیے ایسے

باغات ہوں گے جن کے نیچے سے
نہریں بہہ رہی ہوں گی۔ ان کے
لباس ریشم کے اور زیب وزینت سونے
کے کنگنوں اور موتیوں کی صورت
میں ہو گی۔ اس کے برعکس جو
لوگ اللہ کی راہ اور سر زمین حرم
کی طرف آنے والوں کے لیے رکاوٹ
بنتے ہیں یا اس سرزمین کے لیے طے
شدہ آداب کی خلاف ورزی کرتے
ہیں ان کے لیے درد ناک عذاب ہو گا۔

اس سرزمین کے آداب یہ ہیں کہ
اسے آمدنی کا ذریعہ نہ بنایا جائے،
یہاں شرک اور قتل و غارت گری نہ
کی جائے، کسی شکار کو مارا یا
بھگایا نہ جائے، چند معینہ درختوں
کے علاوہ دیگر درختوں کو کاٹا نہ
جائے وغیرہ۔ حرم کی سرزمین پر
کسی کی ملکیت نہیں۔ یہ تمام
مسلمانوں کے لیے بالکل اسی طرح
ہے جیسے ایک مسجد ہوتی ہے۔

رکوع ۴۔ آیات ۲۶ تا ۳۳

حج کے مناسک اور برکات

چوتھے رکوع میں بیان ہوا کہ
حضرت ابراہیمؑ کو اللّٰہ نے حکم دیا
کہ مسجد حرام میں صفائی اور
طہارت کا خاص اہتمام کریں اور
اس گھر کو شرک کی نجاست سے
پاک رکھیں۔ لوگوں کو حج کی

ادائیگی کے لیے پکاریں۔ اللہ ان کی پکار کو دنیا کے ہر کونے تک پہنچا دے گا اور لوگ قیامت تک بڑے ذوق و شوق سے حج کی ادائیگی کے لیے آتے رہیں گے۔ حج کی وجہ سے جذبات ایمانی کو جلا حاصل ہوتی ہے، عبادات کا کئی گنا ثواب ملتا ہے اور کئی معاشی و معاشرتی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ قربانی کی عبادت، احرام اتار کر غسل کرنا اور

طواف زیارت کرنا مناسکِ حج میں شامل ارکان ہیں۔ حج کی عبادت کا حاصل یہ ہے کہ انسان ہر قسم کے شرک، جھوٹ اور اللّٰہ کی نافرمانی سے اجتناب کرے۔ شرک کرنے والا ایسا بدنصیب ہے کہ وہ توحید کے بلند مرتبہ سے گرتا ہے تو خواہش نفس اسے بہت دور کی پستی میں گرا دیتی ہے یا پنڈت، پروہت اور دنیا دار پیروں جیسے وحشی پرندے اس

کے مال اور وسائل کو نوچ نوچ کر
کھا جاتے ہیں۔

رکوع ۵۔ آیات ۳۴ تا ۳۸

قربانی کا حکم، روح اور مقصد

پانچویں رکوع میں آگاہ کیا گیا کہ
اللّٰہ نے ہر امت کے لیے قربانی کی
عبادت طے فرمائی۔ اس کی صورت

یہ ہے کہ حلال جانوروں کو اللہ
کی راہ میں اور اللہ کے نام پر ذبح
کیا جائے۔ یہ اللہ کا حکم ہے اور
اس پر عمل کرنا ہے خواہ اس کی
حکمت ہماری ناقص عقل میں آئے
یا نہ آئے۔ قربانی کی روح تقویٰ ہے
یعنی یہ جذبہ کہ انسان اپنی
خواہشات اور مرغوبات نفس کو
اللہ کی مرضی کے سامنے قربان کر
دے۔ اس عبادت کا مقصد ہے اللہ

کی بڑائی کو قائم کرنے کی
کوشش کرنا۔ جانور ذبح کرتے ہوئے
تو کہہ دیا کہ ’’اللّٰہ اکبر‘‘ یعنی
اللّٰہ ہی بڑا ہے لیکن کیا واقعی
ہماری زندگی کے جملہ معاملات
میں اللّٰہ بڑا ہے؟ کیا اس کی
مرضی اور اسی کا قانون ہمارے
گھر، معاشرے اور پورے ملک میں
نافذ ہے؟ اگر نہیں تو قربانی کی
عبادت ہر سال ہمیں اس مقصد

کے لیے جد و جہد کرنے کا فریضہ یاد دلاتی ہے۔

رکوع ۶۔ آیات ۳۹ تا ۴۸

قتال فی سبیل اللّٰہ کی اجازت

چھٹے رکوع میں شامل آیات دوران سفرِ ہجرت نازل ہوئیں۔ مکی دور میں مسلمانوں کو حکم تھا کہ

کفار کے ظلم و تشدد کے جواب میں

ہاتھ نہ اٹھائیں تاکہ انہیں

مسلمانوں کو کچلنے کا جواز نہ ملے۔

اس رکوع میں مسلمانوں کو ایسے

ظالموں کے خلاف جنگ کرنے کی

اجازت دی جا رہی ہے جنہوں نے ان

پر ظلم کیا اور انہیں ہجرت پر

مجبور کیا۔ اللہ کی طرف سے

مسلمانوں کو نصرت اور فتح کی

بشارت دی جا رہی ہے۔ ظلم کے

خاتمہ کے بعد جب مسلمانوں کو
اقتدار ملے گا تو وہ نماز اور زکوٰۃ
کا نظام قائم کریں گے، اچھی
اقدار کو فروغ دیں گے اور ہر برائی
کو مٹا دیں گے۔ مزید ارشاد ہوا کہ
کفار کی آنکھیں نہیں، دل اندھے
ہیں۔ آنکھیں اشیاء کا ظاہر اور دل
اشیاء کی حقیقت دیکھتا ہے ؎

دل بینا بھی کر خدا سے طلب
آنکھ کا نور دل کا نور نہیں

رکوع ۷۔ آیات ۴۹ تا ۵۷

شیطان کی آمیزش۔ اللّٰہ کی طرف سے اصلاح

ساتویں رکوع میں شیطان کے پیدا کردہ فتنہ کا ذکر ہے۔ جب بھی کوئی نبی اللّٰہ کے کسی حکم پر عمل درآمد کے لیے منصوبہ بندی فرماتے تھے تو شیطان ان کے

منصوبہ میں کچھ آمیزش کی
کوشش کرتا تھا۔ یہ آمیزش ایسے
لوگوں کے خبث باطن کو ظاہر کر
دیتی تھی جن کے دلوں میں ٹیڑھ
ہوتا۔ پھر اللہ شیطان کی شامل
کردہ آمیزش کو مٹا کر اپنے حکم
کی صداقت ثابت کر دیتا جس سے
سچے مومنوں کے ایمان و یقین میں
اضافہ ہو جاتا۔ سورة انعام آیت ۸۹
میں اللہ نے بشارت دی کہ اگر مکہ

والے قرآن کی ناقدری کر رہے ہیں
تو اب ایک اور قوم کے لیے طے کر
دیا گیا ہے کہ وہ اس کی ناقدری
نہیں کرے گی۔ نبی اکرمﷺ کا
گمان تھا کہ یہ اہل طائف ہیں۔
آپﷺ طائف کی طرف گئے لیکن
انہوں نے مکہ والوں سے بھی
زیادہ دشمنی کا مظاہرہ کیا۔ جن
کے دلوں میں خباثت تھی، اُنہوں نے
اللہ کی طرف سے دی گئی

مذکورہ بشارت کو غلط قرار دیا۔ اللہ نے اہل مدینہ کو اسلام قبول کرنے کی توفیق دے کر ان کے حق میں مذکورہ بشارت سچ ثابت کر دی۔

رکوع ۸۔ آیات ۵۸ تا ۶۴

ہجرت کے بعد بھی آزمائشیں آئیں گی

آٹھویں رکوع میں بشارت دی گئی
اگر دوران سفر ہجرت کسی کو
شہید کر دیا گیا یا وہ فوت ہو
گیا تو ہر صورت میں اللّٰہ اسے
بہترین ٹھکانہ اور عمدہ رزق عطا
فرمائے گا۔ البتہ ہجرت کے بعد بھی
امتحانات ختم نہ ہوں گے۔ کفار کے
ساتھ جنگیں ہوں گی۔ ان جنگوں
میں کبھی فتح اور کبھی وقتی

شکست ہو گی۔ ہاں! آخری فتح
اہل حق ہی کی ہو گی۔

رکوع ۹۔ آیات ۶۵ تا ۷۲

اللہ کے احسانات۔ بندوں کی ناشکری

نویں رکوع میں اللہ کے بندوں پر
احسانات کا ذکر ہے۔ زمین میں
موجود ہر شے اور سمندروں میں

رواں دواں کشتیاں انسانوں کے فائدے کے لیے ہیں۔ آسمان جیسی مضبوط چھت کو اللہ ہی تھامے ہوئے ہے۔ تمام انسانوں کو اللہ ہی نے پیدا کیا اور وہی انہیں زندہ رکھے ہوئے ہے۔ محرومی یہ ہے کہ انسانوں کی اکثریت اللہ کی نعمتوں سے فائدہ اٹھانے کے باوجود ناشکری اور اللہ کے احکامات کی نافرمانی کرتی ہے۔ بعض ناشکرے

تو ایسے بھی ہیں کہ اللہ کی
آیات سن کر مشتعل ہو جاتے ہیں
اور تلاوت کرنے والوں پر دست
اندازی کرنے لگتے ہیں۔ انہیں اللہ
کی آیات کا سننا جس قدر ناگوار
لگ رہا ہے، اس سے کہیں زیادہ
ناگوار وہ جہنم کی آگ ہو گی
جس میں ان بدنصیبوں کو جھونک
دیا جائے گا۔

رکوع ۱۰۔ آیات ۷۳ تا ۷۸

دعوت ایمان اور دعوت عمل

آخری رکوع کی چار آیات میں دعوت ایمان اور دو آیات میں دعوت عمل ہے۔ ایمان کے ذیل میں فرمایا کہ اللہ کے سوا جن معبودوں کو پکارا جاتا ہے وہ سب کے سب مل کر ایک مکھی نہیں بنا سکتے۔ مکھی بنانا

تو دور کی بات ہے وہ تو اس قدر
لاچار ہیں کہ مکھی اگر ان کے
سامنے سے غذا کا کوئی ذرہ لے اڑے
تو اس سے چھین نہیں سکتے۔
انسان اللہ کو چھوڑ کر دیگر
معبودوں سے اس لیے مانگتا ہے کہ
وہ اللہ کی بے حد و حساب قدرتوں
کی معرفت نہیں رکھتا۔ عمل کے
حوالے سے حکم دیا گیا کہ نماز ادا
کرو، پوری زندگی میں ذوق و

شوق سے اللہ کی مکمل اطاعت
کرو اور بھلائی کے کام کرو۔
بھلائی کے کاموں سے مراد دنیا
میں خدمت خلق ہے اور لوگوں کی
آخرت سنوارنے اور انہیں جہنم سے
بچانے کے لیے دعوت و تبلیغ کی
کوشش ہے۔ آخر میں حکم دیا گیا
کہ اللہ کے دین کی سر بلندی کے
لیے اس طرح سے جہاد کرو جیسا
کہ جہاد کرنے کا حق ہے۔ اللہ نے

تمہیں اس عظیم مشن کے لیے چن
لیا ہے۔ روز قیامت عدالت خداوندی
قائم ہو گی۔ نبی اکرمﷺ گواہی
دیں گے کہ انہوں نے ہم تک اللہ کے
احکامات پہچانے کا حق ادا کر دیا۔
اگر ہم نے بھی دین پر عمل اور
دین کو لوگوں تک پہچانے کا حق
ادا کیا تو سرخرو ہوں گے۔ دوسری
صورت میں اپنی بے عملی اور
دوسروں کی گمراہی کا وبال

ہمارے سر ہو گا۔ اللہ ہمیں اس
رسوائی سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

پارہ ۱۸

اٹھارہویں پارے میں تین سورتیں ہیں۔ سورۃ مومنون جس کے ۶ رکوع ہیں، سورۃ نور جو ۹ رکوعوں پر مشتمل ہے اور سورۃ فرقان جس کے ۶ میں سے ۲ رکوع اس پارہ میں شامل ہیں۔

۲۳. سورۃ المومنون

مومنوں کی ظاہری و باطنی
صفات کا بیان

رکوع ۱۔ آیات ۱ تا ۲۲

تعمیر سیرت کے لیے بنیادی صفات

پہلے رکوع میں بندۂ مومن کی
کردار سازی کے لیے بنیادی صفات کا
بیان ہے۔ ان صفات میں نمازوں میں

خشوع و خضوع کا اہتمام، بے
مقصد سرگرمیوں سے اجتناب، خود
احتسابی، جنسی اعتبار سے
پاکیزگی، امانتوں اور وعدوں کی
پاس داری اور نمازوں کی حفاظت
شامل ہیں۔ یہ صفات رکھنے والے
کامیاب ہو کر جنت الفردوس میں
داخل ہوں گے۔ اس کے بعد اسی
رکوع میں بیان کیا گیا کہ بچہ ماں
کے وجود میں کن مراحل سے گزر کر

تکمیل پاتا ہے؟ اللہ نطفہ کو جما
ہوا خون، جمے ہوئے خون کو بوٹی
اور بوٹی کو ہڈی کی صورت دیتا
ہے۔ ہڈی پر گوشت چڑھا تا ہے اور
اس سب کے بعد تیار شدہ جسم
میں روح ڈال کر انسان کی تخلیق
کو مکمل کر دیتا ہے۔ بلا شبہ اللہ
بہترین خالق ہے۔ انسان دنیا میں
اپنی حیات کا پہلا مرحلہ گزار کر
فنا ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد اللہ

اسے روز قیامت زندہ فرما کر حیات کے دوسرے مرحلے سے گزارے گا۔

رکوع ۲۔ آیات ۲۳ تا ۳۲

حضرت نوحؑ کا واقعہ

دوسرے رکوع میں حضرت نوحؑ کا واقعہ بیان ہوا۔ اُنہوں نے قوم کو اللہ کی بندگی کی دعوت دی۔

قوم کے سرداروں نے اعتراض کیا کہ

حضرت نوحؑ محض ایک انسان ہیں
اور ایک انسان کیوں کر اللہ کا
رسول ہو سکتا ہے؟ اُنہوں نے
حضرت نوحؑ کو مجنون قرار دینے کی
گستاخی کی۔ طویل عرصہ تک
سرداران قوم کی یہ گستاخیاں
جاری رہیں۔ بالآخر اس قوم پر اللہ
کی طرف سے طوفان کی صورت
میں عذاب آیا۔ حضرت نوحؑ اور ان کے
ساتھ تمام اہل ایمان ایک کشتی

میں سوار ہو کر عذاب سے محفوظ

رہے اور باقی پوری قوم طوفان سے

ہلاک ہو گئی۔

رکوع ۳۔ آیات ۳۳ تا ۵۰

تاریخ دہرائی جاتی ہے

تیسرے رکوع میں ایک سرکش قوم

پر عذاب کا ذکر ہے۔ اللہ کے رسولؑ

نے اسے اللہ کی بندگی کی دعوت

دی۔ جواب میں سرداران قوم نے
رسول کی بشریت پر اعتراض کیا۔
رسولؑ پر جھوٹا ہونے کا بہتان
لگایا اور بڑی شدت سے مرنے کے بعد
دوبارہ جی اٹھنے کی حقیقت کی
نفی کی۔ طویل عرصہ کی
کشمکش کے بعد رسولؑ نے اللّٰہ سے
مدد کرنے کی التجا کی۔ اللّٰہ نے ایک
زور دار زلزلہ سے اس قوم کو ہلاک
کر دیا۔ بعض مفسرین کی رائے ہے

کہ یہ قوم ثمود کے انجام کا ذکر
ہے کیونکہ اس قوم کو اللہ نے
زلزلہ سے ہلاک کیا تھا۔ بعد میں
آنے والی کئی قوموں نے بھی بھیڑ
چال کی طرح وہی روش اختیار
کی جیسی روش قوم نوحؑ اور
قوم ثمود کی تھی۔ ہر قوم کو
معین وقت پر اپنی سرکشی کی
سزا ملی۔

رکوع ۴۔ آیات ۵۱ تا ۷۷

مومنوں کی باطنی کیفیات

چوتھے رکوع میں آگاہ کیا گیا کہ
اللہ نے تمام رسولوں کو حکم دیا
تھا کہ وہ پاکیزہ رزق کھائیں
تاکہ اچھے اعمال کر سکیں۔ گویا
حرام کمائی انسان کو نیکیوں سے
محروم کر دیتی ہے۔ اس کے بعد

مومنوں کی باطنی کیفیات کا
تذکرہ ہے۔ ان پر ہر وقت اپنے رب کا
خوف طاری رہتا ہے۔ وہ اس کی
تعلیمات پر دل سے ایمان رکھتے
ہیں۔ اس کے ساتھ کسی کو
شریک نہیں کرتے۔ انتہائی راز داری
کے ساتھ صدقہ و خیرات کرتے ہیں۔
نیکیاں کرنے کے باوجود ڈرتے رہتے
ہیں کہ معلوم نہیں ان کی
نیکیاں بارگاہ خداوندی میں قبول

ہوں گی یا نہیں۔ بھلائی کے ہر
کام میں دوسروں سے آگے نکلنے
کی کوشش کرتے ہیں۔ اللہ ہم
سب کو یہ جذبات و کیفیات عطا
فرمائے۔ آمین! انسانوں کی اکثریت
پر افسوس ہے کہ وہ آخرت کی
تیاری سے غافل ہو کر کچھ اور
ہی سرگرمیوں میں لگی ہوئی
ہے۔ اللہ ہمیں اس بدبختی اور
محرومی سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

رکوع ۵۔ آیات ۷۸ تا ۹۲

سوچنے پر مجبور کر دینے والے سوالات

پانچویں رکوع میں اللہ کی کئی نعمتوں اور انسانوں کی ناشکری کا ذکر ہے۔ وہ دوبارہ جی اٹھنے اور نعمتوں کے استعمال کے حوالے سے جوابدہی کا انکار کرتے ہیں۔ اللہ

ان سے ایسے سوالات پوچھتا ہے جو
انہیں نہ صرف سوچنے بلکہ حق کا
اعتراف کرنے پر مجبور کرنے والے ہیں۔
بتاؤ پوری زمین اور اس پر موجود
جملہ مخلوقات کس کے اختیار میں
ہیں؟ ساتوں کے سات آسمانوں اور
کائنات کے عظیم تخت حکومت کا
مالک کون ہے؟ کون ہے جو ہر شے
کو کسی آفت سے بچا سکتا ہے
لیکن اس کی پکڑ سے کسی کو

کوئی نہیں بچا سکتا؟ ان تمام سوالات کے جوابات میں انسان یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہے کہ مذکورہ بالا صفات کا حامل صرف اور صرف اللہ ہی ہے۔ اس کے باوجود بے بس اور لاچار مخلوقات کو اللہ کا شریک بنانے کا کیا جواز ہے؟ اگر کائنات میں ایک سے زیادہ با اختیار معبود ہوتے تو وہ کسی موقع پر باہمی اختلاف کی بنیاد

پر لڑ پڑتے اور کائنات میں فساد برپا ہو جاتا۔ بلا شبہ اللہ ہی معبود واحد ہے۔

رکوع ۶۔ آیات ۹۳ تا ۱۱۸

ایمان افروز دعائیں

چھٹے رکوع میں ایمان افروز دعائیں سکھائی گئی ہیں۔ پہلی دعا ایسی صورت حال کے لیے ہے جب

کسی سرکش قوم کو اس کی شرارتوں کی سزا ملنے کا اندیشہ ہو۔ ایسے میں اللہ سے التجا کی جائے:

رَبِّ اِمَّا تُرِ یَنِّیْ مَا یُوْعَدُوْن رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِیْ فِی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ

’’اے میرے رب اگر تو مجھے دکھا ہی دے وہ عذاب جس کا تو نے ظالموں سے وعدہ کر رکھا ہے تو

اے اللہ! مجھے اس ظالم قوم کے ساتھ شریک عذاب نہ کیجیو‘‘۔

شیطان کے حملوں سے محفوظ رہنے کے لیے یوں دعا کی جائے:

رَبِّ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ ہَمَزٰتِ الشَّیٰطِیْنِ وَاَعُوْذُ بِکَ رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُوْنِ

’’اے میرے رب! میں شیطانوں کی چھیڑ کے مقابلہ میں آپ کی پناہ میں آتا ہوں۔ اے میرے رب! میں آپ

کی پناہ طلب کرتا ہوں کہ شیاطین میرے پاس آئیں (اور مجھے تیری نافرمانی کی روش کی طرف مائل کریں)‘‘۔

آخری آیت میں ہمیں نبی اکرمﷺ کی وساطت سے امید افزا دعا مانگنے کی تلقین کی گئی ہے:

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَ اَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِيْنَ

’’اے میرے رب تو معاف فرما اور رحم فرما اور تو سب سے بہتر رحم فرمانے والا ہے‘‘۔ آمین!

دعاؤں کے ساتھ ساتھ اس رکوع میں رقت آمیز مضامین بھی ہیں۔ جب ایک غافل انسان پر موت کی سختی آتی ہے تو وہ اللہ سے فریاد کرتا ہے کہ مجھے کچھ مہلت دے دی جائے تاکہ میں کچھ نیکیاں کر لوں۔ اس کی یہ التجا

مسترد کر دی جاتی ہے۔ روز قیامت

جہنم کی آگ غافلوں کے چہروں

کو جھلسا کر بد شکل کر دے گی۔

وہ فریاد کریں گے کہ ہمیں جہنم

سے نکال کر اصلاح کا ایک موقع دے

دیا جائے۔ جواب دیا جائے گا کہ ذلیل

ہو کر جہنم ہی میں پڑے رہو۔

تمہیں دنیا میں خبردار کر دیا گیا

تھا کہ تمہاری تخلیق بے مقصد

نہیں۔ دنیا کے عام بادشاہ بھی اپنے

وفا داروں کو نوازتے اور نافرمانوں

کو سزا دیتے ہیں۔ تو کیا اللّٰہ جو

بادشاہ حقیقی ہے ؑ اپنے

فرمانبرداروں کو انعام اور اپنے

باغیوں کو سزا نہ دے گا۔ اللّٰہ ہمیں

روز قیامت کی رسوائی سے

محفوظ فرمائے۔ آمین!

۲۴۔ سورۃ النور

عورتوں کی ناموس کا تحفظ

رکوع ۱۔ آیات ۱ تا ۱۰

حدِّ زنا و قذف

پہلے رکوع میں حکم دیا گیا کہ
زانی مرد ہویا عورت، اگر ان پر جرم

ثابت ہو جائے تو انہیں لوگوں کے
سامنے سوکوڑے مارو اور ان پر
کوئی ترس نہ کھاؤ۔ یہ سزا غیر
شادی شدہ زانی کے لیے ہے۔ شادی
شدہ زانی مرد اور عورت کی سزا
رجم ہے جس کا حکم سنت
رسولﷺ سے ملتا ہے۔ یہ سخت
سزائیں اس لیے ہیں تاکہ دیکھنے
والوں کو عبرت حاصل ہو اور وہ
اس جرم سے اجتناب کریں۔ جو لوگ

کسی پر زنا کا الزام لگائیں اور پھر
چار گواہ نہ لا سکیں، انہیں اسّی
کوڑے مارو اور آئندہ کبھی بھی
ان کی گواہی قبول نہ کرو۔ پھر
وضاحت کی گئی کہ اگر کوئی
شخص اپنی بیوی پر زنا کا الزام
لگائے تو اس حوالے سے گواہی کی
صورت کیا ہو گی۔ اگر وہ جھوٹا
الزام لگائے تو بیوی کو سزا سے
کیسے بچایا جا سکتا ہے۔

رکوع ۲۔ آیات ۱۱ تا ۲۰

حضرت عائشہؓ کی پاکدامنی کا اعلان

دوسرے رکوع میں اس بہتان کا ازالہ کیا گیا جو حضرت عائشہؓ پر لگایا گیا تھا۔ غزوۂ بنو مصطلق سے واپسی کے دوران رئیس المنافقین عبد اللّٰہ بن ابی ملعون

نے حضرت عائشہؓ پر تہمت لگائی۔
کئی منافقین اور بعض سادہ لوح
مسلمانوں نے مل کر اس تہمت کو
ایک مہم کی صورت میں پھیلانا
شروع کر دیا۔ اس رکوع میں بہتان
لگانے والوں کو سخت عذاب کی
وعید سنائی گئی۔ سادہ لوح
مسلمانوں کو متوجہ کیا گیا کہ
آئندہ ایسی حرکت سے سختی سے
اجتناب کریں۔ اس کے بعد ایسے

لوگوں کو دنیا و آخرت کے عذاب
کی دھمکی دی گئی جو
مسلمانوں میں بے حیائی پھیلاتے
ہیں۔ بدقسمتی سے یہ جرم آج عام
ہو گیا ہے۔ ہم اپنے گھروں میں ٹی
وی، اخبارات اور جرائد کے ذریعہ بے
حیائی کی نشر و اشاعت میں
حصہ لیتے ہیں۔ خواتین بے پردہ ہو
کر، زیب و زینت اختیار کر کے اور
بعض اوقات نیم عریاں لباس میں

باہر نکل کر اس جرم کا ارتکاب کرتی ہیں۔ کاروباری ادارے اشتہارات کے ذریعہ بڑے پیمانے پر بے حیائی پھیلانے کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ میڈیا بڑے پیمانے پر اس جرم کا ارتکاب کر رہا ہے۔ حکومتی سطح پر اس جرم کی سرپرستی کی جا رہی ہے۔ اللہ ہمیں معاشرہ میں شرم و حیا کی پاکیزہ اقدار پر عمل کرنے اور انہیں

عام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین!

رکوع ۳۔ آیات ۲۱ تا ۲۶

اللّٰہ کا فضل نہ ہو تو کوئی بھی پاکیزہ نہیں رہ سکتا

تیسرے رکوع میں شیطان کی پیروی سے منع کیا گیا۔ شیطان تو ہمیشہ بے حیائی اور برائی ہی

کی راہ دکھاتا ہے۔ اگر اللہ کا
فضل اور اس کی رحمت شامل حال
نہ ہو تو انسان کبھی بھی
پاکیزہ نہیں رہ سکتا۔ اللہ ہمیں
پاکیزہ زندگی گزارنے کی توفیق
عطا فرمائے۔ آمین۔ اس رکوع میں
مزید ہدایت دی گئی کہ اگر تم
دوسروں کی زیادتی سے درگزر کرو
گے تو اللہ بھی تمہارے گناہ معاف
فرما دے گا۔ پھر ایسے مجرموں کو

سخت سزا کی وعید سنائی گئی
جو پاکدامن خواتین پر گناہ کی
تہمت لگاتے ہیں۔ آخر میں ایک
اخلاقی قدر یہ بیان کی گئی کہ
پاکیزہ کردار کے مرد اس لائق ہیں
کہ ان کے نکاح میں پاکباز خواتین
آئیں اور خبیث مرد اسی قابل ہیں
کہ ان کے گھر میں بدکار بیویاں
آئیں۔ اللہ ہمیں پاکیزہ کردار اور

پاکیزہ لوگوں کا ساتھ نصیب
فرمائے۔ آمین!

رکوع ۴۔ آیات ۲۷ تا ۳۴

گھر کے پردے کے لیے ہدایات

چوتھے رکوع میں گھر کے پردہ کے
لیے ہدایات دی گئیں۔ کسی کے
گھر میں اس کی اجازت سے داخل
ہو اور گھر والوں کو سلام پیش

کر کے سلامتی کی دعا دو۔ اگر
صاحب خانہ ملاقات کے لیے وقت نہ
دیں تو بغیر کسی ناراضگی کے
واپس آ جاؤ۔ گھر کے اندر مرد اور
خواتین نگاہوں کی حفاظت کریں۔
نامحرم پر نگاہ ڈالنا تو گناہ ہے
ہی، بالغ ہونے کے بعد بالغ محرموں
پر بھی نگاہ ڈالنے سے اجتناب کرو۔
مرد اور خواتین اپنی عصمت کی
حفاظت کریں اور ایسا لباس پہنیں

جو ساتر ہو۔ خواتین اضافی چادر کے
ذریعہ اپنے سینہ کے ابھار کو چھپا
لیں۔ خواتین شوہر اور محرم مردوں
کے سوا کسی کے سامنے اپنی زیب
و زینت یعنی چہرہ نہ کھولیں۔
خواتین قدم زور سے زمین پر نہ
ماریں تاکہ زیورات کی جھنکار
ظاہر نہ ہو۔ بے نکاحوں کا نکاح کر
دیا کرو کیونکہ نکاح انسان کی
عصمت کی حفاظت کا ذریعہ ہے۔

ان ہدایات پر عمل کے حوالے سے
کوتاہی پر اللہ کی بارگاہ میں
مسلسل توبہ و استغفار کی جائے۔

رکوع ۵۔ آیات ۳۵ تا ۴۰

نور ایمان کے لیے تمثیل

پانچویں رکوع میں بندۂ مومن کے
دل میں ایمان کو ایک تمثیل سے
واضح کیا گیا ہے۔ نور ایمان اسی

طرح سے ہے جیسے ایک قندیل میں
چراغ روشن ہو۔ چراغ کو خالص
روغن زیتون سے روشن کیا گیا ہو۔
زیتون ایسے درخت کا ہو جو باغ کے
بالکل وسط میں ہونے کی وجہ سے
سورج کی تمازت سارا دن جذب
کرتا ہو۔ اس وجہ سے اس کے روغن
میں جلا دینے کی صلاحیت اس قدر
تیز ہو کہ وہ دور ہی سے آگ کو
پکڑ لے۔ اسی طرح جس شخص کی

فطرت کا روغن آلودگی اور
تعصبات سے پاک ہو، وہ اللہ کی
طرف سے آنے والی وحی کی دعوت
کو فورًا قبول کرتا ہے اور اس کا
دل نور ایمان سے جگمگا اٹھتا ہے۔
گویا نور ایمان دو نوروں کا
مجموعہ ہے، نور فطرت اور نور
وحی۔ جن لوگوں کا باطن نور ایمان
سے منور ہو چکا ہو وہ صبح و
شام اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔ ان کی

تجارت انہیں اللہ کے ذکر، نماز اور زکوٰۃ سے غافل نہیں کرتی۔ اللہ انہیں ان کے اعمال کا نہ صرف بہترین بدلہ دے گا بلکہ اپنے فضل سے مزید بھی نوازے گا۔ اس کے بر عکس ایسے لوگوں کے اعمال کی حقیقت سراب کی مانند ہے جو ریاکار ہیں یا اللہ کی جزوی اطاعت کرتے ہیں یا جن کے دلوں میں ایمان کے بجائے منافقت کی

بیماری ہوتی ہے۔ روز قیامت انہیں نیکیوں کا اجر نہیں بلکہ جہنم کا عذاب ملے گا۔ پھر ان بدنصیبوں کے لیے گھٹا ٹوپ اندھیروں کی مثال دی گئی جو ایمان اور عمل دونوں سے محروم ہوتے ہیں۔ اللہ ہمیں اندھیروں سے بچائے اور نور ہی نور عطا فرمائے۔ آمین!

رکوع ۶۔ آیات ۴۱ تا ۵۰

اللہ کی عظمت و قدرت کا بیان

چھٹے رکوع میں آگاہ کیا گیا کہ کائنات کی ہر شے زبان حال اور زبان قال سے اللہ کی تسبیح کر رہی ہے۔ اللہ ہی بادلوں کو اٹھاتا ، انہیں باہم ملاتا اور ان سے بارش

برساتا ہے۔ آسمان سے اولے برساتا
ہے جن سے کسی کی کھیتی
محفوظ رہتی ہے اور کسی کی
کھیتی برباد ہو جاتی ہے۔ اللہ
بادلوں کو ٹکرا کر بجلیاں پیدا کرتا
ہے جو انسانوں کو بینائی سے
محروم کر سکتی ہیں۔ اللہ ہی نے
رینگنے، دو پاؤں پر اور چار پاؤں
پرچلنے والی مخلوقات بنائی ہیں۔
بلا شبہ ان مظاہر قدرت میں

بندوں کے لیے سبق آموزی کا سامان ہے۔ اسی رکوع میں منافقین کا طرز عمل واضح کیا گیا۔ جب انہیں شریعت کے مطابق فیصلوں کی طرف بلایا جاتا ہے تو نہیں آتے۔ البتہ اگر ان فیصلوں سے اپنے حق میں کوئی فائدہ نظر آئے تو فوراً حاضر ہو جاتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کے دل نور ایمان سے محروم ہیں۔

رکوع ۷۔ آیات ۵۱ تا ۵۷

مومنانہ طرز عمل

ساتویں رکوع میں واضح کیا گیا
کہ مومن وہی ہیں کہ جب
شریعت کے مطابق فیصلہ کی
طرف بلایا جائے تو فوراً سَمِعْنَا وَ
اَطَعْنَا (ہم نے سنا اور قبول کیا)
کہتے ہوئے حاضر ہو جاتے ہیں۔ یہ

وہ خوش نصیب ہیں جو کامیابی
کے بلند درجات پر پہنچنے والے ہیں۔
جو لوگ شریعت کے مطابق فیصلے
قبول نہیں کرتے وہ جان لیں کہ
رسول اللہﷺ کے ذمہ صرف حق
پہنچا دینا ہے منوانا نہیں۔ اگر
مسلمان اپنی استطاعت کے مطابق
ایمان اور اعمال صالحہ کا حق ادا
کر دیں تو اللہ انہیں زمین میں
خلافت اور دین اسلام کو غلبہ عطا

فرما دے گا اور تب واقعتاً اللّٰہ کی عبادت یعنی کلی اطاعت ہو سکے گی۔ البتہ جو لوگ ایمان اور عمل صالح کی طرف توجہ نہ دیں تو وہ اللّٰہ کی نظر میں فاسق ہیں۔

رکوع ۸۔ آیات ۵۸ تا ۶۱

گھر کے اندر پردے کے احکامات

آٹھویں رکوع میں گھر کے اندر کے
پردہ کا بیان ہے۔ حکم دیا گیا کہ
نماز فجر سے قبل، نماز ظہر کے بعد
اور نماز عشاء کے بعد بچے اور
خادمین صاحب خانہ کے خلوت کے
کمرہ میں نہ آئیں۔ بچے بالغ ہونے کے
بعد کسی کے گھر میں اس کی
اجازت کے بغیر داخل نہ ہوں۔ ایسی
بوڑھی خواتین جن کے لیے نکاح کا
امکان نہیں ہے، وہ زیب و زینت کا

اہتمام کیے بغیر، کھلے چہرہ کے ساتھ نامحرم مردوں کے سامنے آ سکتی ہیں۔ البتہ بہتر یہی ہے کہ وہ اس رعایت کو اختیار نہ کریں۔

رکوع ۹۔ آیات ۶۲ تا ۶۴

نظم جماعت کی اہمیت

نویں رکوع میں بیان کیا گیا کہ حقیقی مومن وہ ہیں جو

اجتماعی کاموں کو ذاتی کاموں پر ترجیح دیتے ہیں۔ اجتماعی کام سے غیر حاضر نہیں ہوتے جب تک نبی اکرمﷺ یعنی امیر جماعت سے اجازت نہ لے لیں۔ پھر امیر جماعت کا اختیار ہے کہ انہیں اجازت دے یا نہ دے۔ البتہ جسے اجازت دے اس کے لیے دعائے استغفار کرے کیوں کہ اس نے اجتماعی کام سے رخصت لے کر ذاتی کام کو زیادہ اہمیت دی ہے۔

اللہ ہمیں دین کے غلبہ کے لیے
کسی اجتماعی نظم کے ساتھ جڑنے
اور پھر اس نظم کی مکمل
پابندی کی توفیق عطا فرمائے۔
آمین!

۲۵۔ سورۃ الفرقان

حق و باطل میں فرق کرنے والی
سورۃ مبارکہ

رکوع ۱ـ آیات ۱ تا ۹

دشمنانِ حق کے اعتراضات

پہلے رکوع میں اللہ کی عظمت اور
پھر دشمنانِ حق کے اعتراضات کا
بیان ہے۔ وہ کہتے تھے کہ قرآن اللہ
کا کلام نہیں بلکہ گزرے ہوئے
قصوں کا مجموعہ ہے۔ محمد کیسے
رسول ہیں جو ضروریات زندگی کے
محتاج ہیں۔ ان کے لیے تو سونے
چاندی کے خزانے اور لہلہاتے ہوئے
باغات ہونے چاہئیں۔ اللہ نے
اعتراضات پر افسوس کرتے ہوئے

فرمایا کہ مخالفین قرآن اور نبی اکرمﷺ پر بے بنیاد اعتراضات کر رہے ہیں۔ وہ گمراہ ہو چکے ہیں اور ان کے ہدایت پر آنے کا کوئی امکان نہیں۔

رکوع ۲۔ آیات ۱۰ تا ۲۰

اعتراضات کا جواب

دوسرے رکوع میں مخالفین کے
اعتراضات کا جواب دیا گیا۔ ارشاد
ہوا کہ اللہ، نبیﷺ کو خوبصورت
باغات اور شاندار محلات عطا کر
سکتا ہے۔ مخالفین کے اعتراضات
کی اصل وجہ یہ ہے کہ وہ نہیں
چاہتے کہ کوئی اس آخرت کا ذکر
کرے جس میں ان سے جرائم کی باز
پرس ہو گی۔ وہ کان کھول کر
سن لیں کہ ان کے لیے اللہ نے

دہکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے جس میں وہ باہم زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہوں گے۔ وہاں موت کو پکاریں گے لیکن موت نہیں آئے گی۔ مشرکین نے جن نیک بندوں کو اللہ کا شریک ٹھہرا رکھا تھا وہ اللہ کی عدالت میں مشرکین کے خلاف گواہی دیں گے۔ اب کوئی مشرکین پر سے عذاب کو ٹالنے والا نہ ہو گا۔ مزید بیان ہوا کہ اللہ نے اب تک

جتنے رسولؑ بھیجے ہیں ؑ وہ سب کے
سب انسان ہی تھے اور ان میں
بشری کمزوریاں تھیں۔ اُنہوں نے
کمزوریوں کے باوجود اللہ کے
احکامات پر عمل کر کے انسانوں پر
حجت قائم کر دی۔ رسولﷺ کی
بشریت اہل باطل کے لیے آزمائش بن
گئی ہے اور ان کا ظلم و ستم اہل
حق کے لیے آزمائش ہے۔ اللہ سب کے
طرز عمل کو دیکھ رہا ہے اور

عنقریب حق و باطل میں فیصلہ کر دے گا۔

پارہ ۱۹

انیسویں پارے میں سورۃ فرقان کے آخری چار رکوع، سورۃ شعراء کے ۱۱ رکوع یعنی مکمل سورۃ اور سورۃ نمل کے ۷ میں سے ۴ رکوع شامل ہیں۔

رکوع ۳۔ آیات ۲۱ تا ۳۴

اللہ کے رسولﷺ کا شکوہ

سورۂ فرقان کے تیسرے رکوع میں مخالفینِ حق کے یہ اعتراضات نقل ہوئے کہ اللہ فرشتے بھیج کر ہم پر براہ راست وحی نازل کیوں نہیں کر دیتایا بذات خود سامنے آ کر کیوں نہیں بتاتا کہ محمدﷺ میرے نبی ہیں؟ جواب دیا گیا کہ جس روز فرشتے ان کافروں کی جان

نکالنے یا ان پر عذاب نازل کرنے آئیں
گے تو اس روز ان کافروں کے لیے
کوئی اچھی خبر نہ ہو گی۔ روزِ
قیامت اللہ آگے بڑھ کر کافروں کی
نیکیوں کو ٹھوکر مار کر ریزہ ریزہ
کر دے گا۔ کافر ندامت سے اپنا ہاتھ
چباتے ہوئے پکارے گا کہ کاش! میں
نے فلاں شخص سے دوستی نہ کی
ہوتی۔ اس بدبخت نے مجھے نیکی
سے دور رہنے اور گناہ کے کام کرنے

کی پٹی پڑھائی۔ روز قیامت اللہ

کے رسولﷺ، اللہ کی بارگاہ میں

شکوہ کریں گے کہ میری قوم نے

قرآن جیسی عظیم نعمت کی

ناقدری کی اور اس سے کنارہ

کشی کر لی۔ اللہ ہمیں قرآن کے

حوالے سے اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے

کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

رکوع ۴۔ آیات ۳۵ تا ۴۴

اکثریت کا معبود اللہ نہیں نفس ہے

چوتھے رکوع میں کئی قوموں کے عبرتناک انجام کا بیان ہے۔ ان قوموں میں آل فرعون، قوم نوحؑ، قوم عاد، قوم ثمود، کنوئیں والے اور قوم لوطؑ شامل ہیں۔

بدقسمتی سے مجرم قومیں اللہ کے
بجائے خواہشات نفس کو اپنا
معبود بنا لیتی ہیں۔ نفسانی
خواہشات کی پیروی کرنے والے
انسان نہیں در حقیقت حیوان ہیں۔
وہ زندگی نہیں گزار رہے بلکہ
زندگی انہیں گزار رہی ہے۔ اللہ
ہمیں حیوانی تقاضوں سے بلند تر
پاکیزہ مقصد زندگی اختیار کرنے
کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

رکوع ۵ـ آیات ۴۵ تا ۶۰

جہاد بالقرآن کا حکم

پانچویں رکوع میں اللہ کی کئی نعمتوں کا تذکرہ ہے۔ سایہ، دھوپ، سورج، دن، رات، نیند، ٹھنڈی ہوائیں، بارش، پانی اور پانی کی گردش کا نظام بلا شبہ اللہ ہی کی عطا کردہ نعمتیں ہیں۔ بد

قسمتی سے انسانوں کی اکثریت
بڑی ہی احسان فراموش ہے۔ نبی
اکرمﷺ کو حکم دیا گیا کہ وہ
کفار کے خلاف قرآن حکیم کے ذریعہ
جہاد کریں۔ جہاد بالقرآن یہ ہے کہ
قرآن کے ذریعہ لوگوں پر حق کو
واضح کر کے ان پر اتمام حجت کرنا۔
نبی اکرمﷺ نے نبوی زندگی کے
پورے ۲۳ برس جہاد میں گزارے۔ ان
میں سے ۱۵ برس تک آپﷺ نے صرف

جہاد بالقرآن کیا اور دعوت کے
ذریعے منظم اور تربیت یافتہ
ساتھیوں کی ایک جماعت تیار کر
لی۔ بقیہ ۸ برس آپﷺ نے جہاد
بالقرآن بھی جاری رکھا اور اس کے
ساتھ ساتھ منظم جماعت کے
ذریعہ عسکری جہاد کر کے دین حق
کو غالب کر دیا۔ اللہ ہمیں بھی
قرآن کی دعوت کے ذریعہ ایسی
منظم جماعت فراہم کرنے کی

توفیق عطا فرمائے جو غلبۂ دین
کی جد و جہد کے آئندہ مراحل کے
لیے اپنا کردار ادا کر سکے۔ آمین!

رکوع ۶۔ آیات ۶۱ تا ۷۷

اللہ کے محبوب بندوں کی صفات

چھٹے رکوع میں اللہ کے محبوب
بندوں کے اوصاف حمیدہ کا ذکر ہے۔

وہ زمین پر عاجزی کے ساتھ چلتے ہیں۔ تبلیغ اسی وقت کرتے ہیں جب کوئی شخص بات سننے کی کیفیت میں ہو۔ طویل قیام و سجود کے ساتھ نماز تہجد کا اہتمام کرتے ہیں۔ مال خرچ کرتے ہوئے میانہ روی سے کام لیتے ہیں۔ ایسی محفل میں نہیں بیٹھتے جہاں جھوٹ بولا جا رہا ہو۔ بے مقصد کاموں سے دور رہتے ہیں۔

جب قرآن سنایا جائے تو عمل کی نیت سے سنتے ہیں۔ شرک، قتل ناحق اور زنا جیسے بڑے بڑے گناہوں سے اجتناب کرتے ہیں۔ جہنم کے عذاب سے بچنے کے لیے دعائیں کرتے ہیں۔ اپنی بیویوں اور اولاد کے لیے نیکیوں اور تقویٰ کی توفیق مانگتے ہیں۔ ان خوش نصیبوں کو اللہ جنت کے بالاخانے عطا فرمائے گا۔

اللہ ہمیں بھی ان خوش نصیبوں میں شامل فرمائے۔ آمین!

٢٦۔ سورة الشعراء

مشرکینِ مکہ پر اتمام حجت

اِس سورۃ میں اللہ کی قدرتیں بیان کرنے کے بعد آٹھ بار یہ الفاظ آئے ہیں کہ:

اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً ط وَمَا کَانَ اَکْثَرُہُمْ مُّؤْمِنِیْنَ وَاِنَّ رَبَّکَ لَہُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ

’’یقیناً اس میں ہے نشانی اور ان

کی اکثریت ایمان لانے والی نہیں

ہے اور بے شک اے نبیﷺ آپ کا رب

زبردست ہے رحم کرنے والا‘‘۔

مراد یہ ہے کہ جو اللہ کی

نشانیاں دیکھ کر بھی ایمان نہ

لائے تو اللہ بہت زبر دست ہے یعنی

فوراً عذاب دے سکتا ہے۔ البتہ وہ

رحم کرنے والا بھی ہے لہٰذا اصلاح

کے لیے مہلت دیتا ہے۔

رکوع ۱۔ آیات ۱ تا ۹

مشرکین مکہ کی مجرمانہ روش

پہلے رکوع میں مشرکین مکہ کی مجرمانہ روش کا ذکر ہے۔ وہ اللہ کی کئی نشانیاں دیکھ چکے ہیں لیکن پھر بھی ایمان نہیں لا رہے۔ نبی اکرمﷺ کی دلجوئی کے لیے

کہا گیا کہ اگر اللہ چاہے تو ایسا
معجزہ دکھا دے کہ وہ ایمان لانے
پر مجبور ہو جائیں، لیکن اللہ کو
تو وہ ایمان مطلوب ہے جو بالغیب
ہو۔ ان پر حجت پوری ہو چکی ہے۔
جس طرح اللہ مردہ زمین کو
دوبارہ زندہ کرتا ہے، اسی طرح
انہیں بھی مرنے کے بعد دوبارہ
زندہ کرے گا اور پھر آخرت کے شدید
عذاب کا مزہ چکھائے گا۔

رکوع ۲۔ آیات ۱۰ تا ۳۳

حقیقی رب کون ہے؟

دوسرے رکوع میں حضرت موسیٰ
اور فرعون کے درمیان دلچسپ
مکالمہ کا بیان ہے۔ اللہ نے حضرت
موسیٰ اور حضرت ہارونؑ کو حکم
دیا کہ فرعون کے پاس جاؤ اور اسے
رب کائنات پر ایمان لانے کی دعوت

دو۔ فرعون نے حضرت موسیٰؑ کو طعنہ دیا کہ ہم نے تمہاری پرورش کی لیکن تم نے احسان فراموشی کرتے ہوئے ہمارے ہی ایک آدمی کو قتل کر دیا۔ حضرت موسیٰؑ نے ارشاد فرمایا کہ مجھ سے یہ قتل خطا اس وقت ہوا تھا جب کہ میں ابھی حق کی تلاش میں تھا۔ اب اللہ نے مجھے حق سے آگاہ فرما کر نبوت سے سرفراز فرما

دیا ہے اور میری ماضی کی خطاؤں
کو معاف کر دیا ہے۔ البتہ ذرا اپنے
گریبان میں جھانکو کہ تم مجھ پر
پرورش کا احسان دھر رہے ہو اور
تم نے میری پوری قوم کو اپنا غلام
بنا رکھا ہے۔ فرعون نے فوراً گفتگو
کا موضوع بدلتے ہوئے پوچھا کہ
رب کائنات کون ہے؟ حضرت موسیٰ
نے جواب دیا کہ اللہ جو تمام
آسمانوں اور زمین، مشرق و مغرب

اور نہ صرف تمہارا بلکہ تمہارے
باپ دادا سب کا رب ہے۔ فرعون لا
جواب ہو گیا۔ اس نے حضرت موسیٰ
کو دھمکی دی کہ میں تمہیں
قید کروں گا۔ البتہ جب حضرت
موسیٰ نے اپنی لاٹھی پھینکی
اور وہ خطرناک اژدھا بن گئی تو
فرعون کے ہوش ٹھکانے آ گئے۔
اسی طرح حضرت موسیٰ کے ہاتھ
نے ید بیضاء کی صورت اختیار کی

تو وہ اور مرعوب ہو گیا اور اس نے دربار برخواست کر دیا۔

رکوع ۳۔ آیات ۳۴ تا ۵۱

حضرت موسیٰؑ اور جادوگروں کے درمیان مقابلہ

تیسرے رکوع میں بیان کیا گیا کہ فرعون نے حضرت موسیٰؑ کے پیش کردہ معجزات کو جادو قرار دیا۔

اس نے طے کیا کہ ان معجزات کا
توڑ ماہر جادوگروں کے ذریعہ سے
کیا جائے۔ ملک بھر سے تمام ماہر
جادوگروں کو جمع کیا گیا۔
جادوگروں نے اپنی لاٹھیاں اور
رسیاں پھینکیں۔ وہ لاٹھیاں اور
رسیاں بظاہر رینگتے ہوئے سانپ
محسوس ہوئے۔ حضرت موسیٰؑ نے
اپنا عصا پھینکا جس نے حقیقی
اژدھے کی صورت اختیار کرتے ہوئے

جادوگروں کی لاٹھیوں اور رسیوں کو نگل لیا۔ جادوگروں نے دیکھ لیا کہ حضرت موسیٰؑ کا عصا حقیقی اژدھا بنا ہے اور ایسا ہونا جادو کے ذریعہ ممکن نہیں۔ لہٰذا وہ بے اختیار سجدہ میں گر گئے اور اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان لے آئے۔ فرعون نے انہیں ہاتھ پاؤں کاٹنے اور صلیب پر لٹکانے کی دھمکی دی۔ جادو گروں نے بڑے

حوصلے سے جواب دیا کہ ہمیں اب اپنی زندگی کی کوئی پروا نہیں۔ ہم رب حقیقی پر ایمانل ا چکے ہیں۔ امید ہے کہ وہ ہماری تمام خطاؤں سے درگزر فرمائے گا کیونکہ ہم نے حق کو سامنے آتے ہی قبول کر لیا ہے۔

رکوع ۴۔ آیات ۵۲ تا ۶۸

اللہ پر توکل کی اعلیٰ مثال

چوتھے رکوع میں ذکر ہے کہ حضرت موسیٰ اللہ کے حکم سے اپنی قوم کو لے کر مصر سے نکل پڑے۔ فرعون نے اپنے لشکروں کے ساتھ ان کا تعاقب کیا۔ فرعون کے لشکر جب ان کے بالکل قریب پہنچ گئے تو قوم موسیٰ نے کہا کہ ہم تو مارے گئے۔ پیچھے فرعون ہے اور آگے سمندر،

اب تو بچاؤ کا کوئی راستہ نہیں۔
ایسے میں حضرت موسیٰؑ نے اللّٰہ پر
توکل کی اعلیٰ مثال قائم
فرمائی۔ اُنہوں نے اطمینان سے
فرمایا: اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَھْدِیْنِ (بے
شک میرے ساتھ میرا رب ہے۔ وہ
ضرور راستہ نکال دے گا)۔ اللّٰہ کے
حکم سے حضرت موسیٰؑ نے سمندر
پر عصا مارا۔ سمندر پھٹ گیا اور
اس میں ایک خشک راستہ وجود

میں آ گیا۔ اس سے گزر کر حضرت
موسیٰ اور ان کے ساتھی سمندر
کے دوسرے کنارے پر پہنچ گئے۔
فرعون اور اس کا لشکر جب راستہ
کے درمیان پہنچا تو راستہ کے
دونوں طرف کا پانی مل گیا اور
وہ سب ڈوب کر ہلاک ہو گئے۔

رکوع ۵۔ آیات ۶۹ تا ۱۰۴

ذکر معرفت ربانی۔ حضرت ابراہیمؑ کی زبانی

پانچویں رکوع میں حضرت ابراہیمؑ کا ایمان افروز ذکر ہے۔ اُنہوں نے اپنے والد اور قوم سے فرمایا کہ معبود حقیقی اللہ کے سوا دیگر تمام معبود میرے خیرخواہ نہیں بلکہ دشمن ہیں۔ اللہ ہی نے مجھے پیدا کیا اور وہی مجھے سیدھی

راہ کی ہدایت عطا فرماتا ہے۔
وہی مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔
جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی
مجھے شفا دیتا ہے۔ پھر وہی
مجھے موت دے گا اور وہی دوبارہ
زندہ کرے گا۔ امید ہے کہ وہ
مہربان ذات، روز جزا میری تمام
خطاؤں کو معاف فرما دے گی۔ اے
میرے رب! مجھے حکمت اور دنیاو
آخرت میں صالحین کی رفاقت

نصیب فرمایا۔ میرے بعد والوں میں
بھی میرا ذکر خیر جاری فرما۔
مجھے نعمتوں والی جنت کا وارث
بنا۔ مجھے روز قیامت کی رسوائی
سے محفوظ فرما۔ وہ روز کہ جب
مال اور بیٹے نہیں بلکہ وہ دل کام
آئے گا جس پر نہ گناہوں کی
آلودگی ہو اور نہ ہی غفلت کے
پردے۔ اللّٰہ ہم سب کے حق میں یہ
دعائیں قبول فرمائے۔ آمین!

رکوع ۶۔ آیات ۱۰۵ تا ۱۲۲

اہمیت پیشہ کی نہیں کردار کی ہے

چھٹے رکوع میں حضرت نوحؑ کی بے لوث دعوت کا بیان ہے۔ اُنہوں نے قوم کو اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے کی تلقین کی اور اس کے لیے ان سے اپنی اطاعت کا مطالبہ کیا۔

ساتھ ہی واضح کر دیا کہ میں
اس تبلیغ پر کسی قسم کے اجر کا
طلب گار نہیں ہوں۔ قوم کی
اکثریت نے کہا کہ ہم کیسے آپ
کی پیروی کریں جبکہ آپ کے
ساتھی تو ہمارے معاشرے کے غریب
اور کم تر لوگ ہیں۔ حضرت نوحؑ نے
جواب دیا کہ مجھے اس سے
سروکار نہیں کہ ان کا کیا پیشہ
ہے؟ میں ایسے نیک سیرت لوگوں

کو نہیں چھوڑ سکتا۔ طویل عرصہ
کی بحث کے بعد قوم نے حضرت نوحؑ
کو سنگسار کرنے کی دھمکی دی۔
حضرت نوحؑ نے اللّٰہ سے مدد کی
درخواست کی۔ اللّٰہ نے حضرت نوحؑ
اور ان کے ساتھ اہل ایمان کو ایک
کشتی کے ذریعہ محفوظ رکھا اور
باقی پوری قوم کو ایک طوفان کے
ذریعہ غرق کر دیا۔

رکوع ۷۔ آیات ۱۲۳ تا ۱۴۰

قوم عاد کی ہٹ دھرمی

ساتویں رکوع میں قوم عاد کی ہٹ دھرمی کا ذکر ہے۔ حضرت ہودؑ نے قوم سے تقاضا کیا کہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور اس کے لیے میری اطاعت کرو۔ تم بلند یادگاریں بنا کر وسائل کو ضائع کرتے ہو۔

عمارات کی مضبوطی پر بلاوجہ
پیسہ برباد کرتے ہو۔ محکوم
قوموں کے ساتھ ظلم و زیادتی
کرتے ہو۔ اس اللہ کی نافرمانی سے
بچو جس نے تمہیں بیٹے، مویشی،
حسین باغات اور بہتے ہوئے چشمے
عطا کیے۔ اگر تم نے توبہ نہ کی تو
پھر اندیشہ ہے کہ تم پر ایک بڑا
عذاب آ جائے گا۔ قوم نے حقارت سے
اکڑ کر کہا کہ ہمیں نصیحت کرو یا

نہ کرو ہم پر کوئی اثر نہ ہو گا۔ ہم پر کوئی عذاب نہ آئے گا۔ ماضی میں بھی قوموں کو ایسی دھمکیاں دی جاتی رہی ہیں۔ آخر کار اللہ کا غضب بھڑک اٹھا اور اللہ نے تمام مجرموں کو ہلاک کر دیا۔

رکوع ۸۔ آیات ۱۴۱ تا ۱۵۹

قوم ثمود کا تکبر

آٹھویں رکوع میں قوم ثمود کے
تکبر کا ذکر ہے۔ حضرت صالحؑ نے اس
قوم کو اپنی اطاعت اور اللہ کی
نافرمانی سے بچنے کی تلقین کی۔
ان سے کہا کہ غور کرو کیا تم
ہمیشہ خوبصورت باغات اور ٹھنڈے
چشموں سے فیضیاب اور طرح طرح
کی فصلوں اور ہاضم کھجوروں

سے لطف اندوز ہوتے رہو گے؟
پہاڑوں کو تراش تراش کر آرام دہ
گھر بناتے رہو گے؟ نہیں ایک روز
تمہیں ان نعمتوں کا حساب دینا
ہو گا۔ لہٰذا اللہ کی بندگی کرو
اور فساد مچانے والوں کی پیروی
مت کرو۔ قوم نے ان کی دعوت کو
بڑے تکبر سے رد کر دیا۔ ان کی
بشریت پر اعتراض کیا اور ان سے
کوئی معجزہ پیش کرنے کا مطالبہ

کیا۔ اللہ نے نشانی کے طور پر ایک
پہاڑ سے زندہ اونٹنی برآمد کر دی۔
حضرت صالحؑ نے قوم کو آگاہ کیا
کہ یہ اللہ کی اونٹنی ہے لہٰذا
اس کے کھانے اور پینے میں رکاوٹ
نہ ڈالنا۔ اگر تم نے اسے بری نیت سے
ہاتھ لگایا تو مارے جاؤ گے۔ قوم نے
اونٹنی کو ہلاک کر دیا۔ پھر اللہ نے
بھی ایک زلزلہ کے ذریعہ پوری
قوم کو ملیا میٹ کر دیا۔

رکوع ۹۔ آیات ۱۶۰ تا ۱۷۵

قوم لوطؑ کی بے حیائی

نویں رکوع میں قوم لوطؑ کی بے
حیائی کا ذکر ہے۔ حضرت لوطؑ نے
قوم کو دعوت دی کہ اللہ کی
نافرمانی سے بچو اور میرا کہنانو۔
تم ہم جنس پرستی کے بدترین
گناہ میں ملوث ہو، اس سے باز آ

جاؤ۔ قوم نے کہا اے لوط! تم ہمیں نصیحت کرنے سے باز آ جاؤ ورنہ ہم تمہیں بستی سے نکال دیں گے۔

حضرت لوطؑ نے اللہ سے مدد کی التجا کی۔ اللہ نے حضرت لوطؑ اور ان کے گھر والوں کو بحفاظت بستی سے نکال لیا۔ البتہ ان کی بیوی بستی ہی میں رہی۔ اللہ نے اس بستی کو الٹ دیا اور بستی والوں

کو کنکریوں کی بارش کے ذریعہ
نیست و نابود کر دیا۔

رکوع ۱۰۔ آیات ۱۷۶ تا ۱۹۱

ناپ تول میں کمی کی سزا

دسویں رکوع میں جنگل والی قوم
کے جرائم کا ذکر ہے۔ حضرت شعیبؑ
نے ان سے مطالبہ کیا کہ میری
اطاعت کرو، اللہ کی نافرمانی سے

بچو، ناپ تول میں کمی نہ کرو اور لوٹ مار کر کے فساد نہ مچاؤ۔ قوم نے حضرت شعیبؑ کی دعوت کو رد کر دیا اور کہا کہ ہم پر آسمان کو گرا دو۔ اللہ نے ایک اندھیری والے دن جب کہ آسمان پر سیاہ بادل چھائے ہوئے تھے، مجرم قوم کو بجلیاں گرا کر ہلاک کر دیا۔

رکوع ۱۱۔ آیات ۱۹۲ تا ۲۲۷

قرآن حکیم کی عظمت

گیارہویں رکوع میں عظمت قرآن کا بیان ہے۔ قرآن اللہ کا کلام ہے جسے اس نے حضرت جبرائیلؑ کے ذریعے نبی اکرمﷺ کے مبارک قلب پر نازل کیا۔ یہ نزول الفاظ کے ساتھ واضح عربی زبان میں ہوا۔ اس کے نزول

کی پیشین گوئیاں سابقہ آسمانی
کتابوں میں بھی تھیں۔ جو قرآن
کو اللہ کا کلام نہیں مانتے وہ
عذاب سے دو چار ہوں گے۔ قرآن نہ
کسی کاہن کا کلام ہے اور نہ ہی
شاعر کا۔ شاعروں کی پیروی کرنے
والے گمراہ قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔
شاعر ہر محفل کا رنگ دیکھ کر
اسی کے مطابق شعر کہتے ہیں
تاکہ داد اور نذرانے وصول کر

سکیں۔ وہ دعوے بڑے بڑے کرتے ہیں
لیکن عمل کے اعتبار سے انتہائی
پست کردار رکھتے ہیں۔ اس کے
برعکس نبی اکرمﷺ کی پیروی
کرنے والے انتہائی پارسا ہیں۔ آپﷺ
ہر محفل میں ایک ہی دعوت پیش
فرماتے ہیں اور لوگوں سے کسی
اجر کے طلب گار نہیں ہیں۔ آپﷺ
لوگوں کو جس بات کی دعوت دیتے
ہیں سب سے پہلے خود اس پر عمل

کرتے ہیں۔ البتہ کچھ نیک سیرت شاعر بھی ہوتے ہیں جو شریعت پر عمل کرتے ہیں، شاعری کے ذریعہ اللہ کا ذکر اور اسلامی تعلیمات کی تبلیغ کرتے ہیں اور اسلامی شعائر پر اعتراض کرنے والے شاعروں کے خبیث کلام کا منہ توڑ جواب دیتے ہیں۔

٢٧۔ سورۃ النمل

اللہ کی بے مثال قدرتوں کا بیان

رکوع ١ ۔ آیات ١ تا ١۴

قرآن کن کے لیے ہدایت ہے؟

پہلے رکوع میں آگاہ کیا گیا کہ

قرآن کریم ایک واضح کتاب ہے جو

ان مومنوں کے لیے ہدایت ہے جو
نماز قائم کریں، زکوٰۃ دیں اور آخرت
کے واقع ہونے پر پختہ یقین رکھیں۔
جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے
ان کے لیے دنیا کی عارضی لذتیں
مرغوب کر دی جاتی ہیں۔ روز
قیامت ان کے لیے بدترین عذاب ہو
گا۔ اس کے بعد حضرت موسیٰؑ پر
ظہور نبوت کا ذکر ہے۔ حضرت
موسیٰؑ اپنے گھر والوں کو لے کر

مدین سے مصر آ رہے تھے کہ اللہ نے ان پر وحی نازل کی اور واضح نشانیاں دے کر قوم فرعون کے پاس بھیجا۔ قوم فرعون نے ان نشانیوں کو دیکھ کر پہچان لیا کہ یہ معجزات ہیں۔ البتہ سرکشی کرتے ہوئے انہیں جادو کہہ کر جھٹلا دیا۔ اللہ نے انہیں برے انجام سے دوچار کیا۔

رکوع ۲۔ آیات ۱۵ تا ۳۱

حضرت سلیمانؑ پر اللہ کا فضل

دوسرے رکوع میں حضرت سلیمانؑ پر اللہ کے فضل کی تفصیل بیان کی گئی۔ انہیں اللہ نے ایسے لشکر عطا کیے جن میں انسانوں کے علاوہ جنات اور پرندے بھی شامل تھے۔

پھر انہیں پرندوں اور حشرات
الارض کی بولیوں کی سمجھ دی۔
ایک روز جب ان کا لشکر ایک ایسی
وادی سے گزرا جہاں چیونٹیوں کی
کثرت تھی تو ایک چیونٹی نے پکار
کر دیگر چیونٹیوں سے کہا کہ اپنے
بلوں میں داخل ہو جاؤ۔ ایسا نہ
ہو کہ حضرت سلیمانؑ کا لشکر
تمہیں کچل دے۔ اس کی یہ پکار
سن کر حضرت سلیمانؑ ہنس پڑے

اور اللہ کا شکر ادا کیا۔ پھر حضرت
سلیمانؑ نے اپنے لشکر کا جائزہ لیا
تو دیکھا کہ ہدہد نامی پرندہ
بغیر رخصت کے غائب ہے۔ اُنہوں نے
فرمایا کہ اگر وہ کوئی معقول
عذر لے کر نہ آیا تو اسے سزا دی
جائے گی۔ کچھ ہی دیر میں ہدہد
آ گیا۔ اس نے بتایا کہ وہ یمن میں
سبا نام کی ایک قوم دیکھ کر آیا
ہے۔ اس کی حکمران ایک ملکہ ہے

جس کے پاس ہر نعمت اور خاص
طور پر انتہائی نفیس و قیمتی
تخت ہے۔ وہ قوم اللہ کے بجائے
سورج کو معبود مانتی ہے۔ حضرت
سلیمانؑ نے ہدہد کے حوالے اپنا خط
کیا کہ جا کر ملکہ سبا کو دے آؤ۔
ملکۂ سبا کو جب حضرت سلیمانؑ
کا خط ملا تو اس نے فوراً اپنی
ریاست کے تمام عمائدین کو جمع
کیا۔ انہیں حضرت سلیمانؑ کا خط

پڑھ کر سنایا۔ اس خط میں حضرت سلیمانؑ نے قوم سبا کو پیغام بھیجا تھا کہ میری اطاعت قبول کر کے میرے دربار میں حاضر ہو جاؤ۔

رکوع ۳۔ آیات ۳۲ تا ۴۴

ملکۂ سبا کا قبول اسلام

تیسرے رکوع میں ملکہ کی مشاورت کا ذکر ہے۔ ملکہ نے

عمائدین سے پوچھا کہ ہم حضرت سلیمانؑ کے پیغام کا جواب کس طرح دیں؟ عمائدین نے کہا کہ ہم پوری قوت سے لڑنے کے لیے تیار ہیں۔ آپ بتائیے کرنا کیا ہے؟ ملکہ نے کہا کہ بادشاہ جب کسی بستی کو فتح کرتے ہیں تو بستی کو اجاڑ دیتے ہیں اور با ضمیر لوگوں کو ذلیل کر دیتے ہیں۔ میں ذرا چند تحائف بھیج کر اس بادشاہ کے

مزاج کا اندازہ لگاتی ہوں کہ آیا وہ دنیا پرست ہے یا نہیں؟ حضرت سلیمانؑ نے ملکہ کے بھیجے ہوئے تحائف لوٹا دیئے۔ ملکہ کو اندازہ ہو گیا کہ حضرت سلیمانؑ عام بادشاہوں سے مختلف ہیں۔ وہ آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوئی، مشرکانہ عقائد سے توبہ کی اور اسلام قبول کر لیا۔

رکوع ۴۔ آیات ۴۵ تا ۵۸

قوم ثمود کی سازش اور اس کا انجام

چوتھے رکوع میں قوم ثمود کی بد بختی کا ذکر ہے۔ حضرت صالحؑ نے اس قوم کو اللہ کی بندگی کی دعوت دی۔ قوم نے اس دعوت کو بڑی حقارت سے ٹھکرا دیا اور حضرت

صالحؑ سے عذاب لانے کا مطالبہ کیا۔
اس بد بخت قوم کے ۹ سردار تھے۔ اُ
نہوں نے طے کیا کہ ہم رات میں
حضرت صالحؑ کے گھر پر حملہ کر کے
انہیں اور ان کے تمام اہل خانہ کو
ہلاک کر دیں گے اور بعد میں اس
جرم کا اعتراف کرنے سے انکار کر
دیں گے۔ اللہ نے ان کے ناپاک منصوبہ
کو ناکام بنایا اور ایک زلزلہ کے
ذریعے پوری قوم کو تہس نہس کر

دیا۔ اس رکوع میں یہ بھی بیان
ہوا کہ ہم جنس پرستی کا جرم
تاریخ انسانی میں سب سے پہلے
قوم لوطؑ نے کیا۔ حضرت لوطؑ نے جب
انہیں اس جرم سے باز آنے کی
تلقین کی تو انہوں نے حضرت لوطؑ
اور ان کے اہل خانہ کو بستی سے
نکال باہر کرنے کی دھمکی دی۔
اللہ نے حضرت لوطؑ اور اُن کے اہل
خانہ کو بستی سے بحفاظت نکالا

اور پھر بستی کو الٹ دیا۔ اس کے
بعد اس بستی پر کنکریوں کی
بارش برسائی۔ پوری قوم تباہ
ہوئی اور ان کے ساتھ حضرت لوطؑ
کی بیوی بھی عذاب کا شکار
ہوئی کیونکہ اس کی ہمدردیاں
اس فاسق قوم کے ساتھ تھیں۔

رکوع ۵۔ آیات ۵۹ تا ۶۶

کوئی ہے جو ایسا کر سکے؟

سورۂ نمل کے پانچویں رکوع میں
اللہ نے للکارنے کے انداز میں
مشرکین سے دریافت فرمایا کہ بلند
وبالا آسمان اور وسیع و عریض
زمین کس نے تخلیق کی ہے؟ بارش
کون برساتا ہے اور اس کے ذریعہ
حسین باغات کون اگاتا ہے؟ زمین
کو جائے سکون و راحت کس نے بنایا

ہے؟ زمین میں نہریں کس نے بہا
دی ہیں؟ بوجھل پہاڑوں کے ذریعہ
زمین کو توازن کس نے بخشا ہے؟
میٹھے اور نمکین پانی کی آمیزش
روکنے کا انتظام کس نے کیا ہے؟
کون ہے جو دکھ درد کے ماروں کی
فریادیں سنتا اور ان کی مشکلات
آسان کرتا ہے؟ سمندر اور خشکی
میں سفر کے دوران صحیح سمت
کی طرف جانے کی قدرتی علامات

یعنی پہاڑ، ندی، نالے، جنگلات، ستارے کس نے پیدا کیے ہیں؟ بارش کی آمد سے قبل ٹھنڈی ہواؤں کی صورت میں بشارت کون بھیجتا ہے؟ کائنات کی ہر شے کو کس نے بنایا ہے اور جو دوبارہ بھی ان کی تخلیق پر قدرت رکھتا ہے؟ آسمان و زمین سے رزق کس نے پیدا کیا ہے؟ کیا اللہ کے سوا کوئی اور معبود ہیں جو مذکورہ بالا کارنامے

انجام دے سکیں؟ نہیں! یہ کاری
گری صرف اور صرف اللہ کی ہے۔
افسوس ہے شرک کرنے والوں پر!

پارہ ۲۰

بیسویں پارے میں سورۃ نمل کے آخری ۳ رکوع، ۹ رکوعوں پر مشتمل مکمل سورۃ قصص اور سورۃ عنکبوت کے ابتدائی ۴ رکوع شامل ہیں۔

رکوع ۶ ـ آیات ۶۷ تا ۸۲

اللہ کے کلام کی بے مثال عظمت

چھٹے رکوع میں کفار کا سوال بیان
کیا گیا کہ قیامت اگر واقعی آنے
والی ہے تو کب آئے گی؟ جواب دیا
گیا کہ قیامت بہت جلدواقع ہونے
والی ہے۔ البتہ غورتو کرو کہ
ماضی میں قیامت کا انکار کرنے
والوں کا کیا انجام ہوا؟ اللہ تو

لوگوں پر بہت رحم کرنے والا ہے
لیکن لوگوں کی اکثریت ناشکری
کرتی ہے۔ مومنوں کے لیے دنیا و
آخرت میں رحمت اور ہدایت کے
حصول کا ذریعہ قرآن ہے۔ اس کتاب
نے ان معاملات کی حقیقت واضح
کر دی ہے جن میں بنی اسرائیل نے
اختلاف کیا تھا۔ یہ کتاب آگاہ کر
رہی ہے کہ قرب قیامت ایک جانور
ظاہر ہو گا جو انسانوں کی طرح

گفتگو کرتے ہوئے نبی اکرم ﷺ کے بتائے ہوئے حقائق کی تصدیق کرے گا۔ اس کی گفتگو ان لوگوں پر حجت ہو گی جو آپ ﷺ کی تعلیمات کا انکار کرتے ہیں۔

رکوع ۷۔ آیات ۸۳ تا ۹۳

جیسا عمل ویسا انجام

ساتویں رکوع میں آگاہ کیا گیا کہ
روز قیامت اللہ دین کی تعلیمات
جھٹلانے والوں سے دریافت فرمائے
گا کہ تم نے کیوں میری واضح آیات
کو جھٹلایا؟ وہ ندامت کے مارے
جواب نہ دے سکیں گے اور پھر
جہنم میں پھینک دیے جائیں گے۔ روز
قیامت صور میں پھونک ماری جائے
گی اور تمام مخلوقات پر لرزہ
طاری ہو جائے گا۔ وہ سب اللہ کی

بارگاہ میں عاجزی کے ساتھ حاضر
ہوں گی۔ جو انسان نیکی لے کر آیا،
اسے ایک نیکی کا کئی گنا اجر ملے
گا۔ اس کے برعکس جو بد نصیب
برائیاں لے کر آیا اسے اوندھے منہ
جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ نبی
اکرمﷺ ہر آن اللہ کی بندگی کر
رہے ہیں اور لوگوں کو قرآن کا
پیغام تسلسل کے ساتھ پہنچا رہے
ہیں۔ جو قرآن کی دعوت قبول کرے

گا اسے اچھا بدلہ مل کر رہے گا۔ جو
یہ دعوت قبول نہ کرے گا برے انجام
سے دوچار ہو گا۔ اللہ عنقریب اپنی
ایسی نشانیاں دکھائے گا کہ لوگ
جان لیں گے کہ قرآن مجید اللہ کا
کلام برحق ہے۔

۲۸۔ سورۃ القصص

حضرت موسیٰؑ کی ایمان افروز
داستان

رکوع ۱۔ آیات ۱ تا ۱۳

اللہ نے دشمن کو محافظ بنا
دیا

پہلے رکوع میں اللہ کی ایک زبردست تدبیر کا ذکر ہے۔ فرعون انتہائی ظالم تھا جس نے حضرت موسیٰ کی قوم کو غلام بنا رکھا تھا۔ وہ ان کی افرادی قوت کو کمزور کرنے کے لیے ان کے نومولود بچوں کو ذبح کر دیتا تھا۔ اللہ نے فیصلہ فرمایا کہ فرعون کو اپنی عظیم قدرت کا ایک مظہر دکھا دے۔ جب حضرت موسیٰ کی ولادت

ہوئی تو اللہ نے الہام کے ذریعہ ان
کی والدہ کو رہنمائی دی کہ
حضرت موسیٰؑ کو لکڑی کے ایک
تابوت میں لٹا کر دریا کے حوالے کر
دیں۔ تابوت دریا میں بہتا ہوا
فرعون کے باغ میں پہنچ گیا۔
فرعون، حضرت موسیٰؑ کو قتل کرنا
چاہتا تھا لیکن اس کی بیوی
حضرت آسیہ سلامٌ علیھا نے کہا
کہ اسے قتل مت کرو، کتنا پیارا

بچہ ہے، ہم اسے بیٹا بنا لیتے ہیں۔
حضرت موسیٰ کی ہمشیرہ ذرا
فاصلہ پر تابوت کے ساتھ ساتھ
چلتے چلتے فرعون کے باغ میں پہنچ
گئیں۔ پھر جب حضرت موسیٰ نے
کسی بھی خاتون کا دودھ قبول
نہ کیا تو ان کی ہمشیرہ نے
پیشکش کی کہ وہ ایک ایسی
خاتون کو لا سکتی ہیں جو حضرت
موسیٰ کو دودھ بھی پلائیں گی

اور پوری ذمہ داری سے ان کی دیکھ بھال بھی کریں گی۔ یوں اللہ نے فرعون کے محل میں حضرت موسیٰ کی پرورش ان کی والدہ کی نگرانی میں کرانے کی تدبیر فرما دی۔ بلا شبہ اللہ بہترین تدبیر فرمانے والا ہے۔

رکوع ۲۔ آیات ۱۴ تا ۲۱

حضرت موسیٰ مدین میں

دوسرے رکوع میں بیان ہے کہ جب
حضرت موسیٰ بلوغت کی عمر کو
پہنچے تو اللہ نے انہیں علم و
حکمت کی دولت عطا فرمائی۔ علم
و حکمت کی یہ عطا، نبوت کی
تمہید ہے۔ وہ ایک روز شہر میں
صبح کے وقت داخل ہوئے۔ کیا
دیکھتے ہیں کہ فرعون کی قوم

کا ایک آدمی یعنی قبطی ایک
اسرائیلی پر تشدد کر رہا ہے۔
اسرائیلی نے آپؑ کو مدد کے لیے
پکارا۔ آپؑ نے قبطی کو ظلم کی
سزا دینے کے لیے گھونسا رسید کیا۔
گھونسے کی ضرب ایسی کاری
ثابت ہوئی کہ قبطی گرا اور
مرگیا۔ حضرت موسیٰؑ کو اس پر
ندامت ہوئی۔ اُنہوں نے اللّٰہ سے
معافی کی التجا کی اور اللّٰہ نے

انہیں خواب یا الہام کے ذریعہ بخشش کی بشارت دی۔ فرعون تک اس قتل خطا کی اطلاع پہنچ گئی۔ اس نے حضرت موسیٰ سے انتقام لینے کا فیصلہ کیا۔ آپؑ نے اللّٰہ سے عافیت کی دعا کی۔ اللّٰہ نے آپؑ کو مدین کے علاقے میں پہنچا دیا۔

رکوع ۳۔ آیات ۲۲ تا ۲۸

ایک عاجزانہ دعا اور اس کی قبولیت

تیسرے رکوع میں ذکر ہے کہ جب حضرت موسیٰؑ مدین پہنچے تو دیکھا کہ پانی کے ایک گھاٹ پر چروا ہے اپنی بکریوں کو پانی پلا رہے تھے۔ البتہ دو لڑکیاں ایک طرف

کھڑی تھیں۔ آپؑ کے دریافت کرنے پر
لڑکیوں نے بتایا کہ ہمارے والد
ضعیف ہیں۔ گھر پر اور کوئی مرد
نہیں لہٰذا بکریوں کو چرانے اور
پانی پلانے کی ذمّہ داری ہمیں ادا
کرنی پڑتی ہے۔ آپؑ نے چرواہوں کو
ہٹا کر پہلے ان لڑکیوں کی بکریوں
کو پانی پلایا۔ پھر ایک درخت کے
سایہ میں آ کر اللّٰہ سے پردیس کی
بے کسی میں مدد کی یوں التجا

کی رَبِّ اِنِّیْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ۔ اے میرے رب! تو جو خیر میری جھولی میں ڈال دے میں اسی کا محتاج ہوں۔ اللہ نے حضرت موسیٰ کی دعا قبول فرمائی۔ جن لڑکیوں کے ساتھ انہوں نے حسن سلوک کیا تھا ان میں سے ایک لڑکی حضرت موسیٰ کے پاس بالفاظ قرآنی تَمْشِیْ عَلَی اسْتِحْیَآءٍ ’’نہایت شرم و حیا سے چلتی ہوئی آئی‘‘۔ گویا

قرآن کریم خواتین کی شرم و حیا
کی صفت کو خوب نمایاں کر کے
بیان کر رہا ہے۔ اس لڑکی نے کہا
کہ ہمارے والد شیخ مدین آپؑ کو
بلا رہے ہیں۔ آپؑ نے اپنی پوری
داستان شیخ مدین کو سنائی۔
شیخ مدین نے آپؑ کو اطمینان دلایا
کہ آپؑ یہاں پر محفوظ ہیں۔ پھر
پیشکش کی کہ اگر آپؑ آٹھ یا
دس سال تک ان کی بکریوں کی

دیکھ بھال پر راضی ہوں تو وہ آپؑ کو نہ صرف رہائش دیں گے بلکہ ایک بچی کا نکاح بھی آپؑ سے کر دیں گے۔ حضرت موسیٰؑ نے یہ پیشکش قبول فرما لی۔

رکوع ۴۔ آیات ۲۹ تا ۴۲

حضرت موسیٰؑ پر ظہور نبوت

چوتھے رکوع میں ذکر ہے کہ حضرت موسیٰ، شیخ مدین کے ساتھ خدمات کی طے شدہ مدت پوری کرنے کے بعد اپنے اہل خانہ کے ساتھ مصر روانہ ہوئے۔ دوران سفر اللّٰہ نے انہیں نبوت سے سرفراز فرمایا اور دو معجزات عطا فرمائے۔ ان کا عصا زمین پر ڈالتے ہی ایک سانپ کی صورت اختیار کر لیتا۔ اسی طرح ان کا ہاتھ گریبان میں ڈال کر نکالنے

کی صورت میں چمکتا ہوا برآمد ہوتا۔ اب انہیں حکم دیا گیا کہ وہ ان معجزات کے ساتھ آل فرعون کی طرف جائیں، انہیں توحید پر ایمان لانے کی دعوت دیں۔ حضرت موسیٰؑ نے اللہ سے بڑے بھائی حضرت ہارونؑ کو بھی رسالت کے منصب پر فائز کرنے کی درخواست کی۔ اللہ نے اس درخواست کو شرف قبولیت عطا فرمایا۔ جب حضرت موسیٰؑ نے آل

فرعون کو حق کی دعوت دی اور معجزات دکھائے تو انہوں نے حق کو جھٹلایا اور معجزات کو جادو قرار دیا۔ اللہ نے آل فرعون کو حق دشمنی کی سزا دی اور سمندر میں غرق کر دیا۔ رہتی دنیا تک لعن طعن ان کے مقدر میں کر دی۔ پھر آخرت میں بھی وہ بری طرح ذلیل کیے جائیں گے۔

رکوع ۵۔ آیات ۴۳ تا ۵۰

گزشتہ واقعات کا بیان۔
رسالت محمدیﷺ کا ثبوت

پانچویں رکوع میں یہ حقیقت بیان
ہوئی کہ گزشتہ واقعات کا بیان
اس بات کی دلیل ہے کہ نبی
اکرمﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں۔
آپﷺ مصر، مدین یا کوہ طور کے

پاس موجود نہ تھے کہ وہاں
ظہور پذیر ہونے والے واقعات کی
تفصیل بتائیں۔ اللہ نے آپﷺ کو
وحی کے ذریعہ ماضی کے واقعات
بتائے تاکہ آپﷺ لوگوں کو تاریخ کے
اصل حقائق سے آگاہ کر دیں اور
انہیں عقائد و اعمال کی اصلاح
کی طرف متوجہ کریں۔ آپﷺ کے
آنے سے پہلے اگر مشرکین مکہ پر
کوئی عذاب آ جاتا تو وہ کہتے کہ

اے اللہ! تو نے ہماری طرف رسول
کیوں نہیں بھیجا؟ اگر تو رسول
بھیج دیتا تو ہم بھی ایمان لے آتے
اور یوں برباد نہ ہوتے۔ اب جب کہ
رسولﷺ آ چکے ہیں تو وہ کہتے
ہیں کہ ان کو تورات کی طرح کی
لکھی ہوئی کتاب کیوں نہیں
ملی؟ حالانکہ اس سے پہلے یہ
لوگ تورات کا بھی انکار کر چکے
ہیں۔ اے نبیﷺ اِن سے کہیے کہ تم

تورات اور قرآن کے علاوہ کوئی اور اللہ کی کتاب لے آؤ، میں اس کی پیروی کروں گا۔ لیکن اگر یہ آپ ﷺ کی بات نہ مانیں تو جان لیں کہ یہ لوگ اپنی خواہشات کی پیروی کر رہے ہیں۔ جو خواہشات کی پیروی کرتا ہے وہ ہرگز کامیاب نہیں ہوتا اور اللہ ایسے ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔

رکوع ۶۔ آیات ۵۱ تا ۶۰

ہدایت صرف اللّٰہ ہی دے سکتا ہے

چھٹے رکوع میں مشرکین مکہ کی محرومی اور اہل کتاب کے صالحین کی خوش بختی کا بیان ہے۔
مشرکین مکہ کے سامنے قرآن حکیم تسلسل کے ساتھ نازل ہوتا رہا

لیکن وہ ہدایت سے محروم رہے۔
دوسری طرف حبشہ سے آنے والے
عیسائی ایک ہی بار قرآن کریم
سن کر ایمان لے آئے۔ مکہ والوں نے
ان کی توہین کی لیکن انہوں نے
جواب میں صبر اور خوش اخلاقی
کا مظاہرہ کیا۔ ان کی برائی کا
جواب بھلائی سے دیا۔ عیسائی
کیونکہ نبی اکرمﷺ سے قبل آنے
والے تمام انبیاء پر ایمان رکھتے تھے

لہٰذا مسلمان تھے۔ اب نبی اکرمﷺ
پر ایمان لا کر گویا دوبارہ مسلمان
ہوئے اس لیے انہیں دہرے اجر کی
بشارت دی گئی۔ نبی اکرمﷺ کو
انتہائی دکھ تھا کہ حبشہ سے آ
کر لوگ ایمان لے آئے لیکن مکہ والے
اس نعمت سے محروم رہے۔ خاص
طور پر ابو طالب کے ایمان نہ لانے پر
آپﷺ کو شدید صدمہ تھا۔ اللہ نے
تسلی دی کہ آپﷺ کی ذمہ داری

حق پہچانا ہے اور یہ فریضہ آپ ﷺ
بحسن و خوبی ادا فرما رہے ہیں۔
کسی کو ہدایت دینا صرف اللہ
ہی کے اختیار میں ہے۔ مشرکین
مکہ دہائی دیتے تھے کہ اگر ہم نے
بت پرستی کی نفی کر دی تو ہم
برباد ہو جائیں گے۔ وہ سو چتے تھے
کہ خانہ کعبہ میں جو کئی
قبیلوں کے بت رکھے ہوئے ہیں، وہ
قبیلے ان بتوں کے لیے سارا سال آ کر

نذرانے پیش کرتے ہیں جو ہم وصول
کرتے ہیں۔ وہ ہمیں اپنا مذہبی
امام مان کر ہمارے تجارتی قافلوں
کی حفاظت کرتے ہیں۔ بت پرستی
کی نفی سے ہماری معیشت تباہ
ہو جائے گی۔ جواب دیا گیا کہ جمے
ہوئے کاروبار اور مضبوط معیشت
تباہی سے نہیں بچا سکتی۔ گزشتہ
قوموں کی تباہی کی داستانیں،
عبرتناک مثالیں ہیں۔ پھر دنیاکا

مال و اسباب وقتی اور گھٹیا ہے۔
آخرت کی نعمتیں دائمی اور اعلیٰ
ہیں۔ وہ لوگ واقعی احمق ہیں
جو دنیا میں اپنی معیشت کی
خوشحالی کو حق کا ساتھ دینے پر
ترجیح دیں۔

رکوع ۷ ۔ آیات ۶۱ تا ۷۵

روزِ قیامت مشرکین کی بے بسی اور ذلت

ساتویں رکوع میں آگاہ کیا گیا کہ ایسے لوگ گھاٹے کا سودا کرتے ہیں جو عارضی دنیا میں تو عیش کر لیں لیکن آخرت کی ہمیشہ ہمیش کی زندگی میں قیدی بن کر جہنم کی دہکتی ہوئی آگ کا مزہ چکھتے رہیں۔ روز قیامت اللّٰہ

مشرکین سے پوچھے گا کہ کہاں
ہیں تمہارے وہ خود ساختہ معبود
جنہیں تم بڑا با اختیار سمجھتے
تھے؟ معبودان باطل یعنی دنیا دار
مذہبی و سیاسی پیشوا کہیں گے
کہ ہم خود گمراہ تھے اور ہم نے
ان کو بھی گمراہ کیا۔ مشرکین
سے کہا جائے گا کہ پکارو اپنے
معبودوں کو۔ وہ پکاریں گے لیکن
پکار کا کوئی جواب نہ آئے گا۔ خیر

اسی میں ہے کہ ہر قسم کے شرک
سے سچی توبہ کر لی جائے۔ اللہ
ہی کو معبود مانا جائے جو کل
اختیار رکھتا ہے۔ اگر وہ بندوں پر
ہمیشہ کے لیے رات طاری کر دے تو
کوئی ہے جو دن کا اجالا لا سکے؟
اگر وہ ہمیشہ کے لیے دن طاری کر
دے تو کوئی ہے جو سکون دینے
والی رات لا سکے؟ روز قیامت ہر
امت کے رسول اللہ کی طرف سے

اس امت پر گواہ بن کر آئیں گے۔ وہ گواہی دیں گے کہ انہوں نے امت تک توحید کی دعوت پہچانے کا حق ادا کر دیا تھا۔ اب مشرکین کے پاس اپنے شرک کا کوئی جواز نہ ہو گا۔ بے بسی اور لاچارگی کے اس عالم میں کوئی خود ساختہ معبود ان کے کام نہ آئے گا۔

رکوع ۸۔ آیات ۷۶ تا ۸۲

قارون کا عبرتناک واقعہ

آٹھویں رکوع میں قارون کا
عبرتناک واقعہ بیان ہوا۔ اس کا
تعلق بنی اسرائیل سے تھا۔ اس کے
مال و دولت کے خزانے انتہائی کثیر
تھے۔ وہ دولت کے نشہ میں تکبر
کرتا تھا اور فرعون کا ایجنٹ بن کر

اپنی ہی قوم پر ظلم کرتا تھا۔

اہل خیر نے اسے نصیحت کی کہ

زمین میں ناحق تکبر نہ کرو، دولت

کے ذریعہ خیر کے کام کرو اور ظلم

و ستم کر کے زمین میں فساد نہ

مچاؤ۔ اس نے اکڑ کر کہا کہ مجھے

مال و دولت اپنے علم کی بنیاد پر

ملا ہے۔ کیا وہ جانتا نہیں تھا کہ

ماضی میں ہلاک ہونے والی کئی

قومیں دولت اور طاقت کے اعتبار

سے اس سے کہیں آگے تھیں۔ ایک روز وہ پوری شان و شوکت سے شہر میں نمودار ہوا۔ دنیا داروں نے حسرت سے کہا کہ کاش ہمیں بھی قارون جیسے خزانے عطا ہوں۔ ایسے میں علم حقیقت رکھنے والوں نے کہا کہ نہیں، اصل خزانہ آخرت کا اجر وثواب ہے جو نیکیاں کرنے والے مومنوں کو ملتا ہے۔ بالآخر قارون اپنے جملہ مال و اسباب کے

ساتھ زمین میں دھنسا دیا گیا۔
وہی لوگ جو پہلے اس کی طرح
دولت مند بننے کی تمنا کر رہے تھے،
اب اللہ کا شکر ادا کرنے لگے کہ وہ
تباہی سے بچ گئے۔ انہیں اس
حکمت کی سمجھ آ گئی تھی کہ
خیر اللہ کے دیے پر راضی رہنے ہی
میں ہے۔

رکوع ۹۔ آیات ۸۳ تا ۸۸

آخرت میں کون سرخرو ہو گا؟

آخری رکوع میں رہنمائی دی گئی ہے کہ آخرت کا اجر و ثواب ان کے لیے ہے جو نہ فرعون کی طرح زمین میں سرکشی کریں اور نہ قارون کی طرح فساد مچائیں۔ روز قیامت

جو شخص نیکی لایا اسے ایک
نیکی کا کئی گنا اجر ملے گا۔ اس
کے برعکس جو بد نصیب برائی لایا
اسے برائی کا بالکل ویسا ہی بدلہ
ملے گا۔ نبی اکرمﷺ کو بشارت دی
گئی کہ جس رب تعالیٰ نے آپﷺ پر
قرآن حکیم لوگوں تک پہچانے کی
بھاری ذمہ داری ڈالی ہے وہ
آپﷺ کو ضرور کامیابی کی اعلیٰ
منازل تک پہنچائے گا۔ اللہ نے آپﷺ

کو نبوت و رسالت اپنے خاص فضل
سے عطا فرمائی ہے۔ اس کے شکر
کا تقاضا ہے کہ آپﷺ اسی کے ہو
کر رہیں اور کافروں کے ساتھ
کوئی سمجھوتہ نہ کریں۔ صرف
اسی کی بندگی کریں۔ اس کے
سوا کوئی معبود نہیں۔ اسی کی
ذات ہمیشہ قائم و دائم رہنے
والی ہے۔ ہر فیصلہ کا اختیار اسی
کے پاس ہے اور روز قیامت خواہی

نخواہی اس کے سامنے حاضر ہونا

ہے-

۲۹۔ سورۃ العنکبوت

صبر و استقامت کی تلقین

رکوع ۱۔ آیات ۱ تا ۱۳

صرف کلمہ پڑھ لینے سے جنت نہیں ملے گی

پہلے رکوع میں خبر دار کیا گیا کہ
لوگ یہ نہ سمجھیں کہ محض
زبان سے ایمان کا اقرار انہیں جہنم
سے بچالے گا۔ اللہ آزمائش کے ذریعہ
ظاہر کر دے گا کہ کون سچا مومن
ہے اور کون جھوٹا۔ جو لوگ
آزمائشوں میں ثابت قدم رہیں گے،
اللہ ان کے گناہ معاف فرما دے گا
اور انہیں بھرپور اجر دے گا۔ والدین
کے ساتھ حسن سلوک کا حکم اللہ

ہی نے دیا ہے۔ البتہ اگر وہ شرک
کرنے پر مجبور کریں تو اب ان کی
بات نہیں مانی جائے گی۔ مشرکین
مکہ کے بڑے بوڑھے نوجوانوں کو بڑے
میٹھے انداز میں سمجھاتے تھے کہ
محمدﷺ کی بات نہ مانو، ہمارے
راستے پر چلو۔ اگر ہمارے راستے پر
چلنا گناہ ہے تو ہم روز قیامت یہ
گناہ اپنے سر لے لیں گے۔ حقیقت یہ
ہے کہ روز قیامت کوئی کسی کا

گناہ اپنے ذمہ نہ لے سکے گا۔ البتہ گمراہ کرنے والوں کو دگنی سزا ملے گی۔ اپنی گمراہی کا وبال بھی ان پر آئے گا اور دوسروں کو گمراہ کرنے کا عذاب بھی انہیں جھیلنا پڑے گا۔

رکوع ۲ـ آیات ۱۴ تا ۲۲

اُس کی بندگی کرو جو رزق دیتا ہے

دوسرے رکوع میں آگاہ کیا گیا کہ حضرت نوحؑ نے ۹۵۰ برس تک صبر و استقامت سے قوم کو دعوت حق دی۔ قوم کی اکثریت نے حق کی دعوت کو ٹھکرا دیا۔ اللہ نے ایک طوفان کے ذریعہ مخالفینِ حق کو ہلاک کر دیا۔ حضرت ابراہیمؑ نے قوم

کو دعوت دی کہ اس اللّٰہ کی
بندگی کرو جو تمہیں رزق دیتا ہے۔
تم جن کی بندگی کر رہے ہو وہ
تمہیں کچھ نہیں دے سکتے۔ تم نے
بالآخر اللّٰہ کی عدالت میں حاضر
ہونا ہے اور اپنے اعمال کا بدلہ پانا
ہے۔ جو بدنصیب اللّٰہ کے سامنے
حاضری کا انکار کر رہے ہیں، وہ
اللّٰہ کی رحمت سے مایوس ہوں گے
اور دردناک عذاب سے دوچار ہوں گے۔

رکوع ۳۔ آیات ۲۳ تا ۳۰

باطل پر اڑے رہنے کا سبب

تیسرے رکوع میں بیان کیا گیا کہ
قوم نے حضرت ابراہیمؑ کی دعوت
کو جھٹلایا اور انہیںد ہکتی
ہوئی آگ میں ڈال دیا۔ اللّٰہ نے
انہیں محفوظ رکھا۔ اُنہوں نے قوم
کو آگاہ کیا کہ تم جانتے ہو کہ

مٹی کے بنائے ہوئے بت تمہارے کچھ کام نہیں آ سکتے۔ یہ رشتہ داریوں کے بندھن اور باہمی مفادات ہیں جو تمہارے پاؤں کی بیڑیاں بن چکے ہیں اور تم باطل تصورات پر اڑے ہوئے ہو۔ روزِ قیامت تم ایک دوسرے پر لعنت کرو گے اور ایک دوسرے کو اپنی گمراہی کا ذمہ دار قرار دو گے۔ وہاں تم سب کا ٹھکانہ جہنم ہے اور کوئی تمہاری مدد کے لیے

نہ آئے گا۔ اُنہوں نے جب محسوس
کیا کہ اس قوم سے کسی بھلائی
کی توقع نہیں تو قوم کو چھوڑ
کر ہجرت فرمائی۔ ان کے ساتھ
حضرت لوطؑ بھی تھے۔ حضرت لوطؑ
ایک ایسی قوم کی طرف اصلاح
کے لیے بھیجے گئے جس نے سب سے
پہلے ہم جنس پرستی جیسے قبیح
جرم کا ارتکاب کیا تھا۔ جب حضرت
لوطؑ نے اس قوم کو اس بد فعلی

سے روکا تو وہ اکڑ کر عذاب لے آنے کا مطالبہ کرنے لگی۔

رکوع ۴۔ آیات ۳۱ تا ۴۴

شرک کی حقیقت۔ مکڑی کا جال

چوتھے رکوع میں پانچ مجرم قوموں پر اللہ کے عذاب کا ذکر ہے۔ ان میں قوم لوطؑ، اصحاب مدین، قوم عاد،

قوم ثمود اور آل فرعون شامل
ہیں۔ اس کے بعد قوموں پر آنے والے
عذابوں کی صورتیں بیان کی گئیں۔
تیز آندھی جس کے ذریعہ قوم
لوطؑ پر کنکریاں برسائی گئیں۔ زلزلہ
جس کے ذریعہ قوم ثمود اور
اصحاب مدین کو ہلاک کیا گیا۔
زمین میں دھنسا دینا جس کے
ذریعہ قارون کو برباد کیا گیا۔
طوفان یا سمندر میں غرق کر دینا

جیسا کہ قوم نوحؑ اور آل فرعون
کو تباہ کیا گیا۔ یہ تمام مجرم
قومیں شرک کے جرم میں مبتلا
تھیں لیکن ان کے خود ساختہ
معبود انہیں عذاب سے نہ بچا سکے۔
اللہ کے سوا دیگر معبودوں سے
کسی چیز کی امیدرکھنا یا ان پر
اعتماد کرنا بالکل اسی طرح ہے
جیسے کسی مکڑی کا جال بنانا۔
مکڑی کا جال جس طرح انتہائی

کمزور ہوتا ہے بالکل اسی طرح
اللہ کے سوا کسی اور پر بھروسہ
اور اعتماد بھی بے فائدہ اور نا
پائیدار ہوتا ہے۔

پارہ ۲۱

اکیسویں پارے میں سورۃ عنکبوت کے آخری ۳ رکوع، ۶ رکوعوں کے ساتھ سورۃ روم مکمل، ۴ رکوعوں کے ساتھ سورۃ لقمان مکمل، ۳ رکوعوں کے ساتھ سورۃ سجدہ مکمل اور سورۃ احزاب کے پہلے تین رکوع شامل ہیں۔

رکوع ۵۔ آیات ۴۵ تا ۵۱

اللہ کا ذکر۔ تسکین قلب اور تزکیۂ نفس کا ذریعہ

پانچویں رکوع میں شدید مخالفانہ ماحول میں کام کرنے کے لیے ہدایات دی جا رہی ہیں۔ پہلی ہدایت یہ ہے کہ اللہ کا ذکر کرتے رہو۔ اللہ کے ذکر کا حاصل تسکین قلب بھی

ہے اور تزکیۂ نفس بھی۔ اللّٰہ کے ذکر کا اعلیٰ ترین ذریعہ ہے تلاوتِ قرآن کریم اور جامع ترین صورت ہے نماز۔ نماز انسان کو بار بار عہد بندگی یاد دلا کر برائی وبے حیائی سے روک دیتی ہے۔ کسی کو دعوت دین دیتے ہوئے شائستہ اور مہذب انداز اختیار کیا جائے۔ ہٹ دھرمی کا طرز عمل اختیار کرنے والوں سے خوبصورتی کے ساتھ علیحدگی

اختیار کر لی جائے۔ دعوت کی بنیاد
مشترکہ نکات کو بنایا جائے۔ بشارت
دی گئی کہ اہل کتاب اور اہل
مکہ میں ایسے سلیم الفطرت لوگ
ہیں جو ایمان لے آئیں گے۔ البتہ
کچھ ایسے ظالم ہیں جو قرآن
حکیم جیسا معجزانہ کلام سامنے
آنے کے باوجود معجزات طلب کر رہے
ہیں۔ انہیں آگاہ کر دیا گیا کہ
معجزے تو صرف اللہ ہی دکھا

سکتا ہے۔ نبی اکرمﷺ کو اللہ نے قرآن جیسا معجزہ عطا کیا ہے جس کی مانند کلام لانا کسی کے لیے ممکن ہی نہیں۔ یہ قرآن بلا شبہ رحمت بھی ہے اور اصل حقائق کی یاد دہانی کرانے کا مؤثر ذریعہ بھی۔

رکوع ۶۔ آیات ۵۲ تا ۶۳

ہجرت کا حکم اور فضیلت

چھٹے رکوع میں اہل ایمان کو آگاہ
کیا گیا کہ اہمیت کسی خطۂ
زمین کی نہیں، اللّٰہ کی عبادت
کی ہے۔ اگر کسی علاقہ میں اللّٰہ
کی عبادت کرنا دشوار ہو جائے تو
وہاں سے ہجرت کر جاؤ۔ اگر کوئی
شخص زمین کو مقدس سمجھ کر
یا وقتی مفادات کی وجہ سے اس

سے چمٹا رہے گا تو عنقریب موت آ
کر اسے اس زمین سے جدا کر دے
گی۔ بہتر ہے کہ خود ہی ہجرت کر
لو۔ اللہ ہجرت کرنے والوں کے گناہ
بخش دے گا، انہیں دنیا میں عمدہ
ٹھکانہ اور آخرت میں جنت کے بالا
خانے عطا کرے گا۔

رکوع ۷۔ آیات ۴۴ تا ۴۹

دنیا کی زندگی محض ڈرامہ ہے

ساتویں رکوع میں آگاہ کیا گیا کہ دنیوی زندگی ایک ڈرامہ کی طرح ہے جس کا دورانیہ محدود ہوتا ہے۔ مختلف افراد اپنا اپنا کردار ادا کرتے ہیں۔ البتہ ڈرامہ ختم ہوتے ہی ہر فرد اپنی اصل اوقات پر آ جاتا ہے۔ اسی طرح دنیا میں کوئی امیر ہے

اور کوئی فقیر۔ یہ تمام حالات
عارضی ہیں۔ موت کے بعد ہر اک کو
ایک جیسے کفن اور ایک جیسی قبر
کی کوٹھڑی میں آخرت کا انتظار
کرنا ہے۔ آخرت میں بدلہ دنیا میں
اچھے یا برے کردار کے اعتبار سے ملے
گا۔ یہ بدلہ دائمی ہو گا جو ابدی
جنت یا ابدی جہنم کی صورت میں
ظاہر ہو گا۔ جو لوگ آخرت کو
مقصود بنا کر، مال و جان سے اللّٰہ

کی راہ میں جہاد کرتے ہیں، اللہ

ان ہی کو اپنے راستے کی ہدایت

دیتا ہے۔ گویا ہدایت اسی کو ملے

گی جو نہ صرف قرآن مجید کی

تعلیمات کو سمجھے بلکہ ذوق و

شوق سے ان پر عمل کرے، ان کو

دوسروں تک پہنچائے اور ان کے نفاذ

کے لئے مال اور جان سے جہاد کرے۔

اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا

فرمائے۔ آمین!

۳۰۔ سورۃ الروم

اللہ کی نعمتوں اور قدرتوں کا
بیان

رکوع ۱۔ آیات ۱ تا ۱۰

مسلمانوں کے لئے خوشخبری

پہلے رکوع میں بیان کیا گیا کہ سرزمین فلسطین میں آتش پرست ایرانیوں نے اہل کتاب رومیوں کو شکست سے دوچار کر دیا ہے۔ آتش پرست مشرکوں کی کامیابی پر مشرکین مکہ خوش اور مسلمان غمگین ہیں۔ مسلمانوں کو بشارت دی گئی کہ چند ہی سالوں میں رومیوں کو فتح حاصل ہو گی۔ یہ فتح ایک ایسے روز حاصل ہو گی

جس روز مسلمان بھی اللہ کی
مدد کے سہارے ایک کامیابی پر
خوشیاں منا رہے ہوں گے۔ یہ
خوشخبری عین بدر کے دن پوری
ہوئی اور قرآن کے کلام اللہ ہونے
کا ثبوت ظاہر ہو گیا۔ جس قرآن نے
اس فتح کی خبر دی، وہی بتا رہا
ہے کہ آخرت بھی آئے گی۔ افسوس
کہ انسانوں کی اکثریت دنیا کی
زندگی کے بھی صرف ظاہر سے

واقف ہے اور آخرت سے تو بالکل
ہی غافل ہے۔ اگر لوگ غور کریں تو
ان کے وجود میں ضمیر آخرت کے آنے
پر دلیل ہے۔ وہ ہر نیکی پر تسکین
اور ہر برائی پر خلش پیدا کر کے
ثابت کرتا ہے کہ نیکی کا اچھا
بدلہ اور بدی کا برا بدلہ مل کر رہے
گا۔

رکوع ۲۔ آیات ۱۱ تا ۱۹

روز قیامت کیا ہو گا؟

دوسرے رکوع میں بتایا گیا کہ روز قیامت تمام انسان اپنے اپنے اعمال کے اعتبار سے دو گروہوں میں تقسیم ہو جائیں گے۔ نیک انسانوں کا مقام جنت ہو گا جہاں ان کی بھر پور مہمان نوازی ہو گی۔

مجرم لوگ عذاب میں گرفتار، شدید مایوسی سے دوچار ہوں گے۔ کوئی من گھڑت معبود ان کی سفارش نہیں کرے گا بلکہ وہ خود بھی اپنے خود ساختہ معبودوں سے اعلان بیزاری کریں گے۔ مسلمانوں کو تلقین کی گئی کہ وہ صبح و شام اور دن رات اس اللہ کی تسبیح و حمد کریں جو مردہ کو زندہ کرتا ہے اور زندہ کو موت دیتا

ہے۔ اس کا مردہ زمین کو زندہ کرنا ظاہر کرتا ہے کہ وہ انسانوں کو بھی مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرنے پر قادر ہے۔

رکوع ۳۔ آیات ۲۰ تا ۲۷

اللہ کی بے مثال قدرتیں اور رحمتیں

تیسرے رکوع میں اللّٰہ کی کئی قدرتوں اور رحمتوں کا ذکر ہے۔ اللّٰہ نے مٹی سے کروڑوں انسان تخلیق کیے جو پوری زمین پر پھیلے ہوئے ہیں۔ بیوی کو شوہر کے لیے تسکین بخش نعمت بنایا۔ آسمانوں اور زمین کی تخلیق اللّٰہ کی عظیم قدرت کا عظیم شاہکار ہے۔ بیشمار انسانی بولیاں قدرت خداوندی کا حیران کن مظہر ہیں۔ مختلف

رنگوں میں مخلوقات کی تخلیق
اللہ کی حسین کاری گری کا
نمونہ ہے۔ رات اور اس میں میٹھی
نیند اللہ کے کرم کی فرحت بخش
نشانی ہے۔ دن کا اجالا اور اس میں
مختلف سرگرمیوں کے لیے بھاگ دوڑ
اللہ کی رحمت ہی سے ممکن ہے۔
آسمانوں سے برستی ہوئی موسلا
دھار بارش اللہ کی حیات بخش
نعمت ہے۔ بارش سے مردہ زمین کا

زندہ ہونا اور طرح طرح کی نباتات
کا پیدا ہونا اللّٰہ کی قدرت کے
عظیم خزانوں کا عکس ہے۔
آسمانوں اور زمین کا ایک توازن کے
ساتھ قائم رہنا اللّٰہ کا کتنا بڑا
انعام ہے۔ اللّٰہ کے اقتدار کا یہ عالم
ہے کہ اس کے ایک حکم سے تمام
انسان قبروں سے نکل کر اس کی
بارگاہ میں جمع ہو جائیں گے۔
کائنات کی ہر شے اسی کے حکم

سے اپنا اپنا کردار ادا کر رہی ہے۔

بلا شبہ اللّٰہ کی شان سب سے

اونچی اور قائم و دائم رہنے والی

ہے۔

رکوع ۴۔ آیات ۲۸ تا ۴۰

فطرت کی پکار۔ اللّٰہ کی مکمل

اطاعت

چوتھے رکوع میں آگاہ کیا گیا کہ

انسان کی فطرت میں اللّٰہ کی

معرفت، اس سے لولگانے کی
خواہش اور صرف اسی کی اطاعت
کرنے کا جذبہ رکھ دیا گیا ہے۔
انسان کے باطن میں برائی کرنے سے
خلش پیدا ہوتی ہے اور نیکی کرنے
سے خوشی کی لہر اٹھتی ہے۔
ہمیں چاہیے کہ فطرت کی پکار کے
مطابق اللہ کی ہر نافرمانی سے
بچیں۔ کچھ باتوں میں اللہ کی
اطاعت کرنے والے اور کچھ میں

نافرمانی کرنے والے در حقیقت
مشرک ہیں۔ ان کا معبود صرف اللہ
نہیں بلکہ نفس بھی ہے۔ وہ کچھ
باتیں اللہ کی مانتے ہیں اور کچھ
اپنی خواہش نفس کی۔ وہ دین
کے کسی ایک حصہ کو اختیار کر کے
خود کو حق پر اور دوسروں کو
گمراہی پر سمجھ رہے ہیں۔ اللہ
ہمیں پورے کے پورے دین پر عمل
کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! اسی

رکوع میں مزید ارشاد ہوا کہ جو
مال تم اللّٰہ کی رضا کے لیے خرچ
کرتے ہو اس سے تمہیں اللّٰہ کی
قربت حاصل ہوتی ہے۔ جو مال تم
سود پر دیتے ہو اس سے اللّٰہ ناراض
ہوتا ہے، باہم نفرتیں پیدا ہوتی
ہیں اور معاشرہ بے برکتی کا شکار
ہو جاتا ہے۔ تم کیوں اللّٰہ کو ناراض
کرتے ہو حالانکہ اس نے تمہیں پیدا
کیا، رزق دیا، موت دے گا اور پھر

دوبارہ زندہ کرے گا۔ کیا کوئی اور معبود ایسا کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں! تو پھر کوئی جواز ہے اللہ کے ساتھ کسی اور کو شریک کرنے کا؟

رکوع ۵ ۔ آیات ۴۱ تا ۵۳

قوموں پر عذاب گناہوں کی وجہ سے آتا ہے

پانچویں رکوع میں خبر دار کیا گیا
کہ لوگوں پر عذاب ان کے گناہوں
کی وجہ سے آتے ہیں۔ عذابوں کے
ذریعہ اللہ قوموں کو جھنجھوڑتا
ہے تاکہ وہ اپنی روش پر توبہ
کریں اور نیکی کی راہ اختیار کریں۔
تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ عذاب
ان قوموں پر آیا جو شرک کا جرم
کر رہی تھیں یا اللہ کے دین کے
کچھ احکام پر عمل کرتی تھیں اور

کچھ احکام کو پاؤں تلے روندتی
تھیں۔ عذاب سے بچنے کے لیے ہمیں
اپنا رخ خالص دین کی طرف کرنا
چاہیے یعنی زندگی کے ہر گوشے
میں اللہ کی اطاعت کرنی چاہیے۔
دنیا کے عذاب اور آخرت کی رسوائی
سے بچنے کا یہی طریقہ ہے۔

رکوع ۴۔ آیات ۵۴ تا ۴۰

اللہ کی قدرت اور بندے کی بے بسی

چھٹے رکوع میں انسان کو یاد دلایا گیا کہ اللہ نے اسے لاچار اور کمزور پیدا کیا۔ پھر رفتہ رفتہ اسے قوت اور توانائی دی۔ پھر وہ دوبارہ اسے لاغر اور لاچار کر دیتا ہے۔ بلا شبہ انسان پورے کا پورا اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔ روز قیامت مجرم بڑی

حسرت سے کہیں گے کہ ہم دنیا
میں صرف ایک گھڑی کا وقت گزار
کر آئے ہیں لیکن وہ حسرت اس روز
ان کے کام نہ آئے گی۔ اللہ نے قرآن
کریم میں لوگوں کی ہدایت کے لیے
ہر مثال بیان کر دی ہے لیکن اکثر
لوگ پھر بھی حق کو جھٹلا رہے
ہیں۔ نبی اکرمﷺ کو خوش خبری
دی گئی کہ عنقریب اللہ کا وعدہ
پورا ہو گا اور حق کو غلبہ حاصل

ہو گا۔ آپﷺ استقامت کے ساتھ
حق پر ڈٹے رہیں اور ثابت کر دیں
کہ کوئی دھمکی، کوئی تشدد،
کوئی لالچ اور مصالحت کی کوئی
پیشکش آپﷺ کو سیدھی راہ سے
نہیں ہٹا سکتی۔

٣١۔ سورۃ لقمان

علم و حکمت کا خزانہ

رکوع ١۔ آیات ١ تا ١١

مفاد پرست عناصر کی سازش

پہلے رکوع میں بیان کیا گیا کہ قرآن کریم ان بندوں کے حق میں ہدایت و رحمت ہے جو نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور آخرت میں جوابدہی کا پورا یقین رکھتے ہیں۔ بلا شبہ ایسے ہی لوگ روز قیامت سرخرو ہونے والے ہیں۔ لوگوں میں سے ایسے مجرم بھی ہیں جو کھیل، تماشے اور غافل کرنے والی دیگر سرگرمیوں کے

ذریعہ دوسروں کو قرآن سے دور
کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جب
بھی انہیں قرآن کے ذریعہ نصیحت
کی جاتی ہے تو بڑے تکبر اور
حقارت سے نصیحت کو ٹھکرا دیتے
ہیں۔ ہر دور میں لوٹ کھسوٹ
کرنے والے مفاد پرست عناصر اصل
مسائل سے عوام کی توجہ ہٹانے
کے لیے انہیں کھیلوں، ڈراموں اور
طرح طرح کے میلوں میں مشغول

کر دیتے ہیں۔ اس طرح وہ لوٹ کھسوٹ کے خلاف عوام کو اٹھ کھڑے ہونے سے روکنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایسے ظالموں کے لیے آخرت میں ذلت آمیز عذاب ہے۔

رکوع ۲۔ آیات ۱۲ تا ۱۹

حضرت لقمان کی حکیمانہ نصیحتیں

دوسرے رکوع میں حضرت لقمان
کی حکیمانہ نصیحتیں بیان ہوئیں۔
حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو تلقین
کی کہ اللہ کے ساتھ کسی کو
شریک نہ کرنا۔ بلا شبہ ایسا کرنا
بہت بڑی نا انصافی ہے۔ اس کے بعد
اللہ نے وصیت کی کہ والدین اور
بالخصوص ماں کے ساتھ حسن
سلوک کرو۔ اگر والدین شرک پر
مجبور کریں تو ان کی بات نہ مانو

لیکن ان کی خدمت کرتے رہو۔
حضرت لقمان نے مزید فرمایا کہ اے
میرے بیٹے! یاد رکھو کہ اعمال
محفوظ کیے جا رہے ہیں اور ان کا
نتیجہ ظاہر ہو کر رہے گا۔ نماز
قائم کرو، نیکی کا حکم دو، برائی
سے روکو اور مخالفت پر صبر کرو۔
لوگوں کو حقیر نہ سمجھو، زمین
پر اکڑ کر نہ چلو، ہر معاملہ میں
میانہ روی اختیار کرو اور بلند آواز

سے لوگوں پر غالب آنے کی کوشش
نہ کرو۔

رکوع ۳۔ آیات ۲۰ تا ۳۰

اللہ کی بلند شان

تیسرے رکوع میں آگاہ کیا گیا کہ
اللہ نے بندوں پر ظاہری و باطنی
عنایات کی انتہا کر دی ہے لیکن
کچھ احسان فراموش اللہ کے

احکامات پر آباء و اجداد کے عقائد
اور رسومات کو ترجیح دیتے ہیں۔
اگر وہ باز نہ آئے تو سخت عذاب
میں مبتلا کر دیئے جائیں گے۔ جو
نیک بندے اپنا سر تسلیم اللہ کے
احکام کے سامنے خم کر چکے ہیں،
وہ عنقریب لازوال نعمتوں سے
فیض یاب ہوں گے۔ اللہ کی بلند
شان کا تو یہ عالم ہے کہ اگر زمین
کے تمام درخت قلم بنا دئیے جائیں

اور زمین پر موجود سمندروں جیسے
سات سمندر سیاہی بنا دیئے جائیں
تو یہ قلم گھس جائیں گے اور
سیاہی ختم ہو جائے گی لیکن
اللہ کے کلمات کا بیان مکمل نہ ہو
گا۔ تمام انسانوں کو دوبارہ زندہ
کرنا اللہ کے لیے ایسا ہی ہے جیسے
کسی ایک انسان کو زندہ کرنا۔

رکوع ۴۔ آیات ۳۱ تا ۳۴

ڈرو یوم حساب سے!

چوتھے رکوع میں حکم دیا گیا کہ
ڈرو اس دن سے جب باپ بیٹے کے اور
بیٹا باپ کے کام نہ آ سکے گا۔ اللّٰہ
کا یہ وعدہ سچا ہے۔ کہیں تمہیں
دنیا کی زندگی غافل نہ کر دے۔
اس کی رعنائیوں میں نہ کھو

جانا۔ کہیں شیطان تمہیں اللّٰہ کے
بارے میں دھوکہ میں نہ ڈال دے
کہ وہ غفورو رحیم ہے اور تم اس
کی رحمت کے سہارے گناہ پہ گناہ
کیے جاؤ۔ بلا شبہ اللّٰہ کی رحمت
بڑی وسیع ہے مگر اس کی پکڑ
بھی بہت سخت ہے۔ مزید بیان ہوا
کہ پانچ باتوں کا علم صرف اللّٰہ
ہی کو ہے۔ قیامت کب واقع ہو
گی؟ بارش کب، کہاں اور کتنی

نازل ہو گی؟ ماں کے رحم میں کیا
ہے یعنی لڑکا یا لڑکی، نیک یا بد،
ذہین یا کند ذہن وغیرہ۔ کوئی
انسان آنے والے روز کیا عمل کرے گا؟
کسی انسان کی موت کس جگہ
واقع ہو گی؟ اللہ ہی سب کچھ
جاننے والا اور باخبر ہے۔

۳۲۔ سورۃ السجدہ

مومنانہ اور مجرمانہ کرداروں کی
وضاحت

رکوع ۱۔ آیات ۱ تا ۱۱

اللہ، قرآن اور انسان کی
عظمت

پہلے رکوع میں اعلان کیا گیا کہ قرآن بلا شبہ اللہ کا کلام ہے۔ اس کا مقصد نزول انسانوں کی ہدایت ہے۔ اللہ نے کائنات چھ مراحل میں بنائی اور اس کائنات کا نظام چلا بھی وہی رہا ہے۔ انسانوں کے لیے اللہ کے سوا کوئی مددگار اور مشکل کشا نہیں۔ اللہ نے ہر شے کو بہت عمدہ بنایا اور انسانوں کو تو خاص طور پر بہترین ساخت میں

پیدا کیا۔ اس کی تخلیق کی ابتداء
گارے سے کی اور پھر نطفہ سے
اس کی نسل کو جاری رکھا۔ اس
کے خاکی وجود میں اپنی روح ڈال
کر اسے عظمتوں سے سرفراز کر دیا۔
جو لوگ دوبارہ زندہ ہونے کے بارے
میں شک میں ہیں، در اصل وہ اللہ
کے سامنے حاضر ہو کر اپنے سیاہ
اعمال کا حساب دینا نہیں چاہتے۔

انہیں سیاہ اعمال کی سزا مل کر رہے گی۔

رکوع ۲۔ آیات ۱۲ تا ۲۲

مومن اور فاسق برابر نہیں ہو سکتے

دوسرے رکوع میں بیان کیا گیا کہ روز قیامت مجرم اللہ کے سامنے گھٹنوں کے بل گرے ہوئے فریاد

کریں گے کہ ہمیں دوبارہ دنیا میں
بھیج کر اصلاح کا موقع دیا جائے۔
ان کی یہ التجا رد کر دی جائے گی۔
نیک بندوں کا معاملہ اس کے
برعکس ہو گا۔ وہ بندے جو اللہ کے
احکام عمل کی نیت سے سنتے ہیں،
اللہ کا ذکر کرتے رہتے ہیں، تکبر
نہیں کرتے، راتوں کو بارگاہ الٰہی
میں سجدہ ریز ہوتے ہیں، خوف اور
امید کے ساتھ گڑ گڑاتے ہوئے

دعائیں کرتے ہیں اور اللہ کی راہ میں مال خرچ کرتے رہتے ہیں۔ اللہ جنت میں انہیں ایسی نعمتیں عطا فرمائے گا جن کا دنیا میں تصور کرنا ممکن ہی نہیں۔ اللہ کی نگاہ میں فاسق اور مومن ہرگز برابر نہیں۔ اللہ فاسقوں پر بڑے عذاب سے پہلے چھوٹے چھوٹے عذاب بھیجتا ہے تاکہ وہ لرز جائیں اور توبہ کر کے اپنی اصلاح کر لیں۔

ایسے لوگ واقعی ظالم ہیں جو
قرآن کی یاد دہانیوں سے کوئی
سبق نہ لیں۔ اللہ ان مجرموں سے
انتقام لے گا۔

رکوع ۳۔ آیات ۲۳ تا ۳۰

امامت کا اعزاز کسے حاصل
ہوتا ہے؟

تیسرے رکوع میں بیان کیا گیا کہ
اللّٰہ نے حضرت موسیٰؑ کو بنی
اسرائیل کی ہدایت کے لیے کتاب
عطا فرمائی۔ ان میں سے کچھ
سعادت مندوں کو امامت کے منصب
پر فائز کیا۔ انہیں یہ سعادت اس
لیے ملی کہ انہوں نے صبر عن الدنیا
کیا۔ وہ بڑے باصلاحیت تھے اور خوب
دنیا کما سکتے تھے لیکن انہوں نے
اپنے اوقات کو اللّٰہ کی کتاب کے

سیکھنے اور سکھانے کے لیے وقف
کر دیا۔ انہیں یقین تھا کہ خدمت
کتاب سے ملنے والا اجر، دنیوی مال
و اسباب سے کہیں بہتر ہے۔ اللّٰہ
ہمیں بھی قرآن کی خدمت کے لیے
قبول فرمائے۔ آمین!

۳۳۔ سورۃ الاحزاب

اہم معاشرتی احکام

رکوع ۱۔ آیات ۱ تا ۸

دو سخت احکام شریعت

سورۂ احزاب میں ایسے سخت احکام
دیے گئے جن کے حوالے سے کفار و

منافقین کی طرف سے شدید
مخالفت کا اندیشہ تھا۔ پہلے رکوع
میں نبی اکرمﷺ کو جلالی اسلوب
میں تلقین کی گئی کہ آپﷺ
احکام شریعت پر ڈٹے رہیں اور کفار
و منافقین کے دباؤ کو قبول نہ
کریں۔ پہلاسخت حکم یہ تھا کہ
ظہار کی کوئی حیثیت نہیں۔ ظہار
سے مراد یہ ہے کہ ایک شخص
قسم کھائے کہ میری بیوی مجھ

پر ماں کی طرح حرام ہے۔ فرمایا یہ
جھوٹ ہے، ایک انسان کی ماں
صرف وہی ہے جس نے اسے جنم دیا
ہے۔ دوسرا سخت حکم یہ تھا کہ
منہ بولے بیٹے کی کوئی حیثیت
نہیں۔ ہر فرد کو اس کے اصل والد
کی طرف منسوب کرو۔ والد کا علم
نہ ہو تو وہ دینی اعتبار سے
تمہارا بھائی ہے۔ مزید فرمایا کہ
نبی اکرمﷺ مومنوں کے لئے ان کی

جانوں سے بھی بڑھ کر ہیں اور ازواج مطہراتؓ مومنوں کے لیے ماں ہونے کا تقدس رکھتی ہیں۔

رکوع ۲۔ آیات ۹ تا ۲۰

غزوۂ احزاب میں منافقوں کا طرز عمل

دوسرے رکوع سے غزوۂ احزاب کا تذکرہ شروع ہوا۔ غزوۂ احزاب کے دوران دس ہزار کفار نے آ کر مدینہ کی چھوٹی سی بستی کو گھیر لیا تھا۔ محسوس ایسے ہوتا تھا کہ اب بستی والوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔ اس صورت حال میں اہل مدینہ پر شدید خوف طاری ہو گیا۔ اس موقع پر منافقانہ طرز عمل بھی کھل کر سامنے آ گیا۔

منافقین نے کہا کہ ہم سے اللہ اور
اس کے رسولﷺ نے جھوٹا وعدہ
کیا تھا۔ ہمیں روم، ایران اور یمن
پر فتح کے خواب دکھائے گئے تھے
جبکہ آج ہم رفع حاجت کے لیے گھر
سے باہر نہیں جا سکتے۔ ان باتوں کا
مقصد مسلمانوں کو مایوس کرنا
اور ان کے حوصلے پست کرنا تھا۔
اُنہوں نے نہ صرف خودبزدلی
دکھائی بلکہ دوسروں کو بھی

محاذ جنگ پر جانے سے روکا۔ کیا
گھروں میں رہ کر موت سے
محفوظ ہو گئے؟ اللہ ہمیں
منافقانہ طرز عمل سے محفوظ
فرمائے۔ آمین!

رکوع ۳ ۔ آیات ۲۱ تا ۲۷

غزوۂ احزاب کے موقع پر مومنوں کا طرز عمل

تیسرے رکوع میں رہنمائی دی
گئی کہ رسول اللہﷺ کی ذات
بابرکت مومنوں کے لیے بہترین
نمونہ ہے۔ ایسے مؤمن جو اللہ کی
رضا اور آخرت کی فلاح چاہتے ہیں۔
آپ واحد رسولﷺ ہیں جو انفرادی
و اجتماعی دونوں اعتبارات سے
کامل نمونہ ہیں۔ انفرادی اعتبار
سے معاشرہ کے ہر کردار کے لیے اور
اجتماعی اعتبار سے تاریخ انسانی کا

عظیم ترین اور ہمہ گیر انقلاب برپا
کرنے والے کے طور پر۔ ایسا انقلاب
جس کے لیے جد و جہد میں معجزات
کا عمل دخل نہ ہونے کے برابر ہے
تاکہ بعد میں بھی لوگ آپﷺ کے
اسوہ کی پیروی کر سکیں۔ غزوۂ
احزاب میں جب مومنوں نے کفار کے
لشکر دیکھے تو پکار اٹھے کہ
انہیں آزمائشوں کا وعدہ ہم سے
اللہ اور اس کے رسولﷺ نے کیا

تھا۔ اُنہوں نے بڑی دلیری سے کفار
کو خندق عبور کرنے سے روکے رکھا۔
اس دوران چند صحابہؓ نے جام
شہادت بھی نوش کیا اور باقی
بھی یہ سعادت حاصل کرنے کیلئے
بے چین تھے۔ اللہ انہیں اس
سرفروشی کا بھرپور بدلہ عطا
فرمائے گا۔ کفار کے لشکروں کو ذلت
آمیز شکست ہوئی۔ وہ مایوسی و
حسرت کے ساتھ لوٹ گئے۔ یہود کے

قبیلہ بنو قریظہ نے میثاق مدینہ کو توڑ کر کفار کے لشکروں سے گٹھ جوڑ کرنے کی کوشش کی تھی۔ وہ بھی بدترین ذلت سے دوچار ہوئے۔ کچھ قیدی بنے، کچھ قتل ہوئے اور ان کی تمام املاک غنیمت کے طور پر مسلمانوں کو مل گئیں۔

رکوع ۴۔ آیات ۲۸ تا ۳۴

نبی اکرمﷺ کی دنیا سے بیزاری

چوتھے رکوع میں ازواج مطہراتؓ سے خطاب اور ان کے توسط سے امت کی تمام خواتین کے لیے اہم ہدایات ہیں۔ غزوۂ بنو قریظہ کے نتیجہ میں مسلمانوں کو بہت بڑی

مقدار میں مال و دولت ملا اور
مدینہ کے ہر گھر میں خوشحالی آ
گئی۔ البتہ نبی اکرمﷺ کے گھر
میں اب بھی وہی فقر کا عالم
تھا۔ ابھی چونکہ حجاب کا حکم
نہیں آیا تھا لہٰذا منافقین آپﷺ
کے گھر پر آتے اور ازواج مطہراتؓ کے
سامنے ہمدرد بن کر فقر کی صورت
حال پر افسوس کرتے۔ انہیں ترغیب
دیتے کہ وہ نبیﷺ سے دنیوی

سہولیات فراہم کرنے کا مطالبہ
کریں۔ جب ازواجؓ نے ایسا مطالبہ کیا
تو آپﷺ کو اس پر شدید دکھ
ہوا۔ آپﷺ نے ایک ماہ تک ان سے
علیحدگی اختیار کئے رکھی۔ ایک
ماہ بعد ان کے سامنے دو صورتیں
رکھیں۔ ایک یہ کہ انہیں مال و
متاع دے کر رخصت کر دیا جائے کیوں
کہ نبیﷺ کو ان دنیوی سہولیات
سے کوئی رغبت نہیں۔ دوسرے یہ

کہ اگر وہ اللہ، رسولﷺ اور آخرت
کی طلب گار ہیں تو پھر نبیﷺ
کے ساتھ فقر کی اسی زندگی پر
راضی رہیں۔ تمام ازواجؓ نے دوسری
صورت کو بخوشی قبول فرما لیا۔
ازواجؓ کو باور کرایا گیا کہ ان پر
اللہ کا خصوصی فضل ہے۔ اللہ نے
انہیں اپنے حبیبﷺ کی زوجیت میں
آنے اور ان کی صحبت سے براہ راست
فیض حاصل کرنے کا شرف بخشا ہے۔

اگر ازواجؓ نے اپنے اس خصوصی
مقام کا پاس نہ کیا تو ان کی
کوتاہی پر اللہ کی طرف سے پکڑ
دوچند ہو گی۔ اسی طرح اگر
انہوں نے اپنے خصوصی اعزاز کے
شایان شان طرز عمل اختیار کیا تو
ان کو اجر بھی دوگنا دیا جائے گا۔
پھر ازواجؓ کے توسط سے تمام
مومن خواتین کو ہدایات دی گئیں
کہ اگر نامحرم سے گفتگو کی

ضرورت پڑ جائے تو لہجہ میں نرمی سے اجتناب کیا جائے۔ پورے وقار کے ساتھ گھر میں رہا جائے۔ باہر نکلنے کی صورت میں پردے کا پورا اہتمام کیا جائے اور دور جاہلیت کی طرح زیب و زینت کی نمائش نہ کی جائے۔ باقاعدگی سے نماز قائم کی جائے اور زکوٰۃ ادا کی جائے۔ زندگی کے ہر معاملے میں اللہ اور رسولﷺ کی اطاعت کی جائے۔

قرآن و حدیث کی تعلیمات کو یاد
رکھنے کا اہتمام کیا جائے۔

پارہ ۲۲

بائیسویں پارے میں سورۃ احزاب کے آخری ۴ رکوع، ۴ رکوعوں کے ساتھ سورۃ سبا مکمل، ۵ رکوعوں کے ساتھ سورۃ فاطر مکمل اور سورۃ یاسین کا پہلا رکوع شامل ہیں۔

رکوع ۵ ۔ آیات ۳۵ تا ۴۰

منہ بولے بیٹے کی بیوی، بہو نہیں ہے

پانچویں رکوع میں مومن مردوں اور خواتین کے مطلوبہ اوصاف بیان کیے گئے ہیں۔ مزید ارشاد ہوا کہ کسی مومن مرد اور خاتون کے لئے ممکن نہیں کہ اللہ اور اس کے رسولﷺ کا حکم آ جائے اور وہ اس پر عمل نہ کریں۔ اس کے بعد دور جاہلیت

کی ایک غلط روایت کی اصلاح کی گئی۔ دور جاہلیت میں منہ بولے بیٹے کو حقیقی بیٹا اور اس کی بیوی کو حقیقی بہو سمجھا جاتا تھا۔ اللہ اس روایت کو توڑنا چاہتا تھا۔ نبی اکرمﷺ نے حضرت زید بن حارثہؓ کو منہ بولا بیٹا بنایا ہوا تھا۔ جب سورۃ احزاب کی آیت ۴ میں اس کی ممانعت آئی تو آپﷺ نے ان سے یہ رشتہ ختم کیا۔

پھر ان کی طلاق یافتہ زوجہ
حضرت زینبؓ بنت جحش سے نکاح کر
کے جاہلیت کی روایت پر ضرب کاری
لگا دی۔ آپﷺ آخری نبی ہیں۔
آپﷺ کے بعد کوئی اور نبی آنے
والا نہیں، جو آ کر اس روایت کو
ختم کرتا۔ بلا شبہ لوگوں کی طرف
سے شدید مخالفت کا اندیشہ تھا۔
لیکن اللہ نے نبیﷺ کو متوجہ کیا
کہ اللہ کے رسولﷺ صرف اللہ سے

ڈرتے ہیں۔ وہ لوگوں کے ڈر کی وجہ سے کسی جائز کام کو ترک نہیں کرتے۔

رکوع ۴۔ آیات ۴۱ تا ۵۲

اللہ کا خوب ذکر کرو

چھٹے رکوع میں اہل ایمان کو تلقین کی گئی کہ وہ اللہ کا کثرت سے ذکر کریں اور صبح و شام

اس کی تسبیح میں مشغول رہیں۔
اللّٰہ ہر وقت ان پر رحمتوں کا نزول
فرماتا رہتا ہے اور اس کے فرشتے
بھی مومنوں کے حق میں دعائے
رحمت کرتے رہتے ہیں۔ پھر نبی
اکرمﷺ کی شان بیان کی گئی
کہ آپﷺ حق کی گواہی دینے
والے، مومنوں کو بشارتیں دینے والے،
نافرمانوں کو خبردار کرنے والے، اللّٰہ
کی طرف بلانے والے اور ہدایت کا

روشن چراغ ہیں۔ آپﷺ کو حکم دیا گیا کہ مومنوں کو اللہ کی طرف سے بہت بڑے انعام کی خوش خبری سنادیں۔ اس کے برعکس کافروں اور منافقوں کے دباؤ کو قبول نہ کریں اور نہ ہی ان کی گستاخیوں اور شرارتوں سے رنجیدہ ہوں۔ اللہ پر بھروسہ کر کے حق کے مشن کو استقامت کے ساتھ جاری و ساری رکھیں۔

رکوع ۷۔ آیات ۵۳ تا ۵۸

پردہ کا حکم

ساتویں رکوع میں مسلمانوں کو
حکم دیا گیا کہ نبی اکرمﷺ کے
گھر میں بلا اجازت داخل نہ ہوں۔
اگر بلایا جائے تو زیادہ دیر نہ
بیٹھیں۔ ازواج مطہراتؓ سے کوئی
شے مانگنی ہو تو پردہ کی اوٹ

سے مانگیں۔ وضاحت کر دی گئی
کہ پردہ کا یہ حکم صرف نامحرم
مردوں سے ہے۔ مزید فرمایا کہ
ازواج مطہراتؓ امت کے لیے ماں کا
درجہ رکھتی ہیں لہٰذا آپﷺ کے
وصال کے بعد ان سے کسی اور مرد
کا نکاح ممنوع ہے۔ اعلان کیا گیا
کہ اللہ ہر وقت اپنے حبیبﷺ پر
رحمتوں کا نزول فرماتا رہتا ہے۔
تمام فرشتے بھی آپﷺ کے حق

میں دعائے رحمت کرتے رہتے ہیں۔
مومنوں کو حکم دیا گیا کہ وہ
بھی نبی مکرمﷺ کے لیے درود پاک
کا نذرانہ پیش کرتے رہیں۔ جو بد
بخت اللہ کے رسولﷺ کی شان
میں گستاخی کا جرم کرتے ہیں وہ
در اصل اللہ کی شان میں
گستاخی کرتے ہیں۔ ایسے گستاخوں
پر دنیا و آخرت میں اللہ کی لعنت
ہے۔ اسی طرح جو لوگ سچے اہل

ایمان کو دکھ دیتے ہیں وہ بھی
بہت بڑے جرم کا ارتکاب کرتے ہیں۔

رکوع ۸۔ آیات ۵۹ تا ۴۸

چہرے کے پردہ کا حکم

آٹھویں رکوع میں ازواج مطہراتؓ،
نبی اکرمﷺ کی صاحبزادیوں اور
تمام مسلمان خواتین کو حکم دیا
گیا کہ وہ اپنی چادر کا ایک حصہ

چہرہ پر لٹکا کر اسے چھپا لیا کریں۔
اسی رکوع میں اعلان کیا گیا کہ
گستاخان رسول اسی قابل ہیں
کہ ان پر لعنت ملامت کی جائے اور
انہیں قتل کر کے ان کی لاشوں کے
ٹکڑے کر دیے جائیں۔ روز قیامت جب
مجرموں کے چہروں کو جہنم کی
آگ میں الٹا پلٹا جائے گا تو حسرت
سے فریاد کریں گے کہ اے کاش! ہم
نے اللہ اور اس کے رسولﷺ کی

پیروی کی ہوتی۔ ہم نے دنیا دار بزرگوں اور قائدین کی پیروی کی جنہوں نے ہمیں گمراہ کیے رکھا۔ اے اللہ! ان گمراہ کرنے والوں پر خوب لعنت فرما اور انہیں بڑھتے چڑھتے عذاب سے دوچار فرما۔

رکوع ۹۔ آیات ۴۹ تا ۷۳

اللہ کے رسولﷺ کو مت ستاؤ

نویں رکوع میں مومنوں کو نصیحت کی گئی کہ وہ اللہ کی نافرمانی سے بچیں۔ خاص طور پر زبان کی حفاظت کریں۔ زبان کی حفاظت ان کے اعمال کو سنوارتی ہے اور گناہوں کی بخشش کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ مزید فرمایا کہ اللہ نے

ایک امانت کا بوجھ آسمانوں، زمین
اور پہاڑوں پر ڈالا تو وہ سب اس
امانت کے بوجھ سے خوف زدہ ہو
گئے اور یہ بوجھ اٹھانے سے انکار
کرنے لگے۔ البتہ انسان نے اس بوجھ
کو اٹھا لیا۔ وہ بڑا ہی نا انصاف
اور نادان تھا۔ یہ امانت کیا ہے؟
غور کیا جائے کہ وہ کیا شے ہے جو
انسان میں ہے اور باقی مخلوقات
میں نہیں۔ یہ شے ہے اللّٰہ کی روح

جو انسان میں پھونکی گئی۔ اس روح کے بغیر انسان نرا حیوان اور واقعی نا انصاف و نادان ہے۔ وحی کا نزول یہ روح ہی برداشت کر سکتی تھی۔ وحی آنے کے بعد انسان تین گروہوں میں تقسیم ہو گئے۔ وحی کی تعلیمات پر ایمان لانے والے جنہیں اللہ بھر پور اجر عطا فرمائے گا۔ وحی کی تعلیمات کا کھلم کھلا انکار کرنے

والے کافر اور مشرک جنہیں اللہ عذاب دے گا۔ ایمان اور کفر کے درمیان کی روش اختیار کرنے والے یعنی منافق جو جہنم کے سب سے نچلے درجہ میں شدید ترین عذاب میں مبتلا ہوں گے۔

۳۴۔ سورۃ السبا

مؤثر تذکیری بیان

رکوع ۱۔ آیات ۱ تا ۹

ظہورِ قیامت۔ قدرت باری تعالیٰ کا مظہر

پہلے رکوع میں عظمت باری تعالیٰ
کے بیان کے بعد بڑے تاکیدی اسلوب
میں آگاہ کیا گیا کہ قیامت برپا
ہو کر رہے گی۔ اس روز نیک بندوں
کو بخشش اور عزت والے رزق سے
نوازا جائے گا۔ جو لوگ اللہ کے احکام
پر عمل میں رکاوٹیں کھڑی کرتے
ہیں انہیں بدترین عذاب دیا جائے
گا۔ اللہ چاہے تو فوری طور پر
انہیں زمین میں دھنسا دے یا

آسمان کو ٹکڑے کر کے ان پر گرا دے۔
اللہ کی رحمت ہے کہ وہ انسانوں
کو اصلاح کے لیے مہلت دیتا ہے۔

رکوع ۲۔ آیات ۱۰ تا ۲۱

ناشکری کا انجام

دوسرے رکوع میں حضرت داؤدؑ اور
حضرت سلیمانؑ پر اللہ کے انعامات
کا تذکرہ ہے۔ اس کے بعد قوم سبا

پر اللہ کے احسانات اور اس کی ناشکری کی داستان ہے۔ اللہ نے اس قوم کو وسیع و عریض باغات کے دوسلسلے عطا کیے تھے۔ ان باغات میں کثرت سے پھل آتے تھے۔ اُنہوں نے ناشکری کی اور اللہ نے ایک سیلاب کے ذریعہ ان کے باغات اجاڑ دیے۔ تجارتی اعتبار سے وہ یمن سے لے کر فلسطین تک سفر کرتے تھے۔ طویل تجارتی شاہراہ پر

تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر ایسی
بستیاں تھیں جہاں سے وہ
ضروریات زندگی حاصل کر لیتے اور
آرام بھی کر لیتے۔ اُنہوں نے ناشکری
کرتے ہوئے خواہش کی کہ ان کے
سفر کی منزلیں طویل ہو جائیں
تاکہ سفر میں کچھ خطرات (
Adventures) کا سامناہو۔ خطرات کا
سامنا کر کے جب وہ منزل پر
پہنچیں گے تو خوب لطف آئے گا۔

اللہ نے انہیں ایسی سزا دی کہ تجارتی راستوں پر دوسری قوموں کی اجارہ داری قائم ہو گئی۔ قوم سبا کو اپنے علاقے چھوڑ کر منتشر ہونا پڑا۔ اب تاریخ میں ان کا ذکر محض افسانوں کی صورت میں باقی رہ گیا ہے۔ اللہ ہمیں ناشکری کی روش سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

رکوع ۳۔ آیات ۲۲ تا ۳۰

نبی اکرم ﷺ رسول کامل ہیں

تیسرے رکوع میں بیان کیا گیا کہ مشرکین مکہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں قرار دے کر ان سے دعائیں کرتے ہیں۔ واضح کیا گیا کہ فرشتے اللہ کی عاجز مخلوق ہیں۔ ان کا

آسمانوں اور زمین کی تخلیق اور کائنات کا نظام چلانے میں کوئی اختیار نہیں۔ اللہ کی اجازت کے بغیر ان میں سے کسی کی شفاعت فائدہ مند نہ ہو گی۔ مزید ارشاد ہوا کہ نبی اکرمﷺ تمام انسانوں کی طرف رسول ہیں۔ آپﷺ کی رسالت پورے کرۂ ارضی کے لیے ہے اور قیامت تک جاری و ساری رہے

گی۔ اسی لیے آپ ﷺ رسول کامل ہیں۔

رکوع ۴۔ آیات ۳۱ تا ۳۴

دنیا دار قائدین کی پیروی کا انجام

چوتھے رکوع میں قیامت کا ایک منظر دکھایا گیا۔ روز قیامت دنیا دار مذہبی و سیاسی قائدین کے

پیروکار ان سے کہیں گے کہ اگر تم نہ ہوتے تو ہم سیدھی راہ پر ہوتے۔ گمراہ کرنے والے قائدین کہیں گے کہ ہمیں تم پر کوئی اختیار حاصل نہ تھا۔ تم خود جرائم کی لذت کے مزے جاری رکھنا چاہتے تھے اور اس کے لیے جواز کی تلاش میں تھے۔ پیروکار کہیں گے کہ ہرگز نہیں بلکہ تم نئے نئے دلائل اور جواز پیش کر کے گمراہ کن نظریات اور

مشرکانہ عقائد کو ہمارے ذہنوں میں پکا کر رہے تھے۔ اب وہ اپنے کیے پر پشیمان ہوں گے لیکن قیامت کے روز یہ ندامت فائدہ مند نہ ہو گی۔ گمراہ کرنے والے قائدین اور ان کے پیروکار جہنم کی آگ میں جلتے رہیں گے۔ اللہ ہمیں نیک لوگوں کی پیروی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

رکوع ۵۔ آیات ۳۷ تا ۴۵

اللّٰه کی قربت مال و اولاد سے نہیں، نیکیوں سے ملتی ہے

پانچویں رکوع میں آگاہ کیا گیا کہ اللّٰه کی قربت مال واولاد سے نہیں، نیکیوں سے ملتی ہے۔ دولت کی فراوانی اور کثرت اولاد کو

اللہ کے راضی ہونے کی علامت مت
سمجھو۔ یہ اللہ کی طرف سے
آزمائش ہے۔ جو لوگ احکاماتِ الٰہی
کی تبلیغ اور نفاذ میں رکاوٹ ڈالتے
ہیں وہ برباد ہوں گے۔ جو لوگ مال
کو بھلائی کے فروغ کے لیے لگاتے
ہیں عنقریب اس کا کئی گنا اجر
پائیں گے۔ روزِ قیامت اللہ فرشتوں
سے پوچھے گا کہ کیا مشرکین
تمہیں خدا کی بیٹیاں قرار دے کر

تمہاری عبادت کرتے تھے۔ فرشتے کہیں گے کہ نہیں بلکہ وہ شیطانوں کی عبادت یعنی اطاعت کرتے تھے۔ شیطانوں نے مشرکین کو مشرکانہ تصورات سکھائے اور انہوں نے یہ تصورات قبول کر کے شرک جیسے سنگین جرم کا ارتکاب کیا۔ ماضی میں یہ جرم کرنے والے انتہائی طاقتور تھے لیکن اللہ کی پکڑ نے آخر کار انہیں تباہ کر دیا۔

مکہ والوں کی طاقت تو سابقہ
مجرموں کی طاقت کا عشر عشیر
بھی نہیں۔

رکوع ۴۔ آیات ۴۴ تا ۵۴

سمجھانے کا دلسوز اسلوب

چھٹے رکوع میں مشرکین مکہ کو
بڑی دل سوزی کے ساتھ دعوت دی
گئی کہ وہ غور کریں کہ نبی

اکرمﷺ ہرگز مجنون نہیں ہیں۔ وہ
تو تمہیں درد ناک عذاب سے بچانا
چاہتے ہیں۔ ان کی دعوت بے غرض
ہے۔ وہ تو اظہار عاجزی کر رہے ہیں
کہ اگر میں بالفرض سیدھی راہ پر
نہیں تو اس میں میرے نفس کا
قصور ہے۔ اس کے برعکس اگر میں
ہدایت پر ہوں تو یہ اللہ کی عطا
کردہ وحی کا فیض ہے۔ ڈرو اس
وقت سے جب کوئی آفت اچانک

تمہیں آ گھیرے گی۔ اس وقت تم
لرزتے ہوئے کہو گے کہ ہم نے حق
قبول کر لیا۔ لیکن اس وقت حق
کی قبولیت اور اس کا ساتھ دینے
کا وقت گزر چکا ہو گا۔ پھر تمہارا
حشر وہی ہو گا جو ان مجرموں
کا ہوا جو ماضی میں گزرے ہیں۔

۳۵۔ سورۃ الفاطر

عظمت باری تعالیٰ کا بیان

رکوع ۱۔ آیات ۱ تا ۷

اللہ کی قدرت کے مظاہر

پہلے رکوع میں میں اللہ کی قدرت
بیان کی گئی کہ اگر وہ اپنی

رحمت کا فیض جاری فرما دے تو
اسے کوئی روک نہیں سکتا اور اگر
اپنی رحمت کا دروازہ بند کر دے تو
اسے کوئی کھول نہیں سکتا۔
وہی ہر شے کا خالق اور رازق ہے۔
روز قیامت وہی تمام معاملات کا
فیصلہ فرمائے گا۔ لوگو! دنیا کی
رعنائیوں میں کھو کر آخرت کو
بھول نہ جانا۔ ایسا نہ ہو کہ
شیطان اللہ کی رحمت کا احساس

دلا کر تمہیں گناہوں پر جری کر
دے۔ بلا شبہ اللہ غفور و رحیم ہے
لیکن وہ نافرمانیوں پر سزا دینے
والا بھی ہے۔

رکوع ۲۔ آیات ۸ تا ۱۴

عزت قرآن کے ذریعہ ملے گی

دوسرے رکوع میں آگاہ کیا گیا کہ
عزت کل کی کل اللہ کے ہاتھ میں

ہے۔ جو عزت حاصل کرنا چاہے اسے
چاہیے کہ اللہ کا عطا کردہ پاکیزہ
نظریہ قبول کرے اور اس نظریہ
کی سر بلندی کے لیے بھرپور جد و
جہد کرے۔ اللہ کا عطا کردہ پاکیزہ
نظریہ قرآن حکیم ہے۔ اگر قرآن
حکیم کو سمجھا جائے، اس پر عمل
کیا جائے، اس کی دعوت کو پھیلایا
جائے اور اس کی تعلیمات کے نفاذ
کے لیے تن من دھن لگا یا جائے تو

اللہ ایسا کرنے والے سعادت مندوں
کو ضرور سرخرو فرمائے گا۔ اس کے
برعکس جو لوگ اللہ کی کتاب کی
ناقدری کرتے ہیں اور اس کی
تعلیمات کو جاری و ساری ہونے سے
روکتے ہیں وہ ذلیل اور رسوا ہو کر
رہیں گے۔ اللہ ہی کل اختیار رکھتا
ہے۔ اللہ کے سوا جن معبودوں کو
پکارا جا رہا ہے وہ تو ایک کھجور

کی گٹھلی سے لپٹی ہوئی
جھلی کا اختیار بھی نہیں رکھتے۔

رکوع ۳۔ آیات ۱۵ تا ۲۴

اللہ غنی اور ہم فقیر ہیں

تیسرے رکوع میں بندوں کو ان کی
اوقات بتائی گئی ہے۔ تمام انسان
اللہ کے در کے فقیر ہیں جبکہ اللہ
تمام مخلوقات سے غنی ہے۔ وہ جب

چاہے کسی قوم کو ہلاک کر دے
اور اس کی جگہ کسی اور کو دنیا
کی نعمتوں کا امین بنا دے۔ روز
قیامت ہر انسان اللّٰہ کی بارگاہ
میں حاضر ہو گا اور اپنے عمل کا
بدلہ پائے گا۔ کوئی کسی کے
گناہوں کا بوجھ نہ اٹھا سکے گا۔
ان حقائق سے سبق وہ حاصل کرے
گا جس کا ضمیر زندہ ہو۔ جو اللّٰہ
سے ڈرنے والا، نماز قائم کرنے والا

اور اپنے کردار کی اصلاح کرنے والا
ہو۔

رکوع ۴۔ آیات ۲۷ تا ۳۷

اللہ کی قدرت کا حسین کرشمہ۔ کائنات کی رنگا رنگی

چوتھے رکوع میں بیان کیا گیا کہ
اللہ نے میوے، پھل، پہاڑ، انسان اور

دیگر جاندارطرح طرح کے رنگوں میں
پیدا فرما کر کائنات کو کیا خوب
رونق بخشی ہے۔ علم حقیقت رکھنے
والے تو اللہ کی قدرتوں کے
احساس سے لرزتے رہتے ہیں۔ پھر
پیروی کی نیت سے تلاوت قرآن
کرنے والے، نماز کے ذریعہ اللہ سے لو
لگانے والے اور ظاہر و پوشیدہ اللہ
کی راہ میں خرچ کرنے والے، ایسی
تجارت کر رہے ہیں جس میں نقصان

ہے ہی نہیں۔ قرآن پر ایمان لانے
کی توفیق کسی کسی کو دی
گئی ہے۔ ان میں سے کچھ غافل
ہیں، کچھ کا معاملہ بین بین ہے
اور کچھ نیکیوں میں سبقت کر رہے
ہیں۔ بلا شبہ یہ طرز عمل اللہ کا
بہت بڑا فضل ہے۔ اللہ انہیں جنت
کے حسین باغات عطا فرمائے گا۔ جو
بدنصیب قرآن کی ناقدری کر رہے
ہیں، ان کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ وہ

اللہ سے فریاد کریں گے کہ ہمیں
دنیا میں دوبارہ بھیج دے تاکہ
اپنی بے عملیوں کی تلافی کر
سکیں۔ جواب دیا جائے گا کہ تمہیں
دنیا میں اتنی عمر دی گئی تھی
کہ تم اپنی اصلاح کر سکتے تھے۔
اب اپنے کیے کا مزہ چکھتے رہو۔

رکوع ۵۔ آیات ۳۸ تا ۴۵

گھاٹے کا سودا مت کرو

پانچویں رکوع میں واضح کیا گیا
کہ اللہ کائنات کے ہر راز سے واقف
ہے۔ وہ جانتا ہے کہ انسانوں کے
سینوں میں کیا راز پوشیدہ ہیں؟
اسی نے کائنات میں انسانوں کو
عارضی اختیار دیا ہے۔ ایسے لوگ
بدبخت ہیں جو اس اختیار کا غلط
استعمال کرتے ہیں۔ اس طرز عمل

سے وہ اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے
بلکہ اپنے لیے ہی گھاٹے کا سودا
کر رہے ہیں۔ ان سے پہلے کئی
طاقتور قومیں آئیں، کیا انہوں نے
اللہ کو عاجز کیا؟ جب وہ حد سے
بڑھنے لگیں تو اللہ نے ان کو ملیا
میٹ کر دیا۔

۳۶۔ سورۃ یٰسٓ

قرآن حکیم کا دل

رکوع ۱۔ آیات ۱ تا ۱۲

حکمت بھرا قرآن آپ ﷺ کی رسالت پر گواہ ہے

پہلے رکوع میں اعلان کیا گیا کہ
حکمت بھرا قرآن پیش کرنا نبی
اکرمﷺ کی رسالت کا واضح ثبوت
ہے۔ اللہ نے آپﷺ کو ایک غافل قوم
کی طرف خبردار کرنے کے لیے بھیجا
ہے۔ البتہ ان میں سے اکثر ایمان
نہیں لائیں گے۔ وہ تکبر کی آخری
حد تک پہنچ گئے ہیں۔ ان کے سامنے
موجود وقتی مفادات اور ان کے
پیچھے آباء پرستی کے تصورات وہ

رکاوٹیں ہیں جو انہیں حق قبول کرنے سے محروم کر رہی ہیں۔ ہدایت وہی حاصل کرے گا جو پیروی کی نیت سے حق کو سنے۔ ایسے لوگوں کے دل اللہ کے خوف سے لرزتے ہیں۔ ان کے لیے بخشش ہے اور عزت والا اجر بھی۔

رکوع ۲۔ آیات ۱۳ تا ۳۲

ماضی کی سبق آموز داستان

سورۂ یٰس کے دوسرے رکوع میں
ایک سبق آموز داستان کا بیان ہے۔
اللّٰہ نے ایک بستی میں تین رسولؑ
بھیجے۔ قوموں نے رسولوںؑ کی
رسالت کا یہ کہہ کر انکار کر دیا
کہ تم ہماری طرح کے انسان ہو
اور کوئی انسان اللّٰہ کا رسول

نہیں ہو سکتا۔ رسولوںؑ نے انہیں
یقین دلایا کہ ہم اللہ کے رسول
ہیں۔ البتہ ہماری ذمہ داری حق
پہچانا ہے منوانا نہیں۔ قوموں نے
گستاخی کی کہ تمہاری آمد کے
بعد ہم پر مصائب آ رہے ہیں۔ اگر
تم تبلیغ سے باز نہ آئے تو ہم
تمہیں سنگسار کر دیں گے۔ ایسے
میں جب کہ بستی والے رسولوں کے
خلاف مجرمانہ اقدام کرنے والے تھے،

بستی والوں میں سے ایک مرد
مومن نے ان سے کہا کہ رسولوں
کی یہ بات حق ہے کہ صرف اللّٰہ
کی بندگی کی جائے جس نے ہمیں
پیدا کیا اور جو ہر مشکل کو آسان
کر سکتا ہے۔ رسول ایسے پاکباز
بندے ہیں جن کے قول و فعل میں
کوئی تضاد نہیں۔ وہ تم سے کوئی
نذرانہ نہیں مانگ رہے۔ حق پرستی
کا تقاضا ہے کہ ان کی دعوت

قبول کی جائے۔ تم سب سن لو میں
اللہ پر اس کی توحید کے ساتھ
ایمان لاتا ہوں۔ بستی والوں نے
اس مرد مومن کو شہید کر دیا۔
شہداء شہادت کے فوراً بعد جنت
میں داخل کر دیے جاتے ہیں۔ اللہ نے
اس مرد مومن کو بھی جنت میں
داخل فرما دیا۔ اس نے کہا کہ کاش
میری قوم جان لیتی کہ اللہ نے
مجھ پر کیسا کرم کیا۔ میرے تمام

گناہ معاف کر دیے اور مجھے عزت
والا مقام عطا فرمایا۔ اللہ ہمیں
بھی شہادت کی موت نصیب
فرمائے۔ آمین! بستی والوں کو ان
کے جرائم کی سزا دی گئی۔ ایک
زوردار دھماکے سے پوری بستی ملیا
میٹ کر دی گئی۔ وہی لوگ جو
کچھ دیر پہلے مخالفت میں
بھڑکتی ہوئی آگ کی طرح جوش
و خروش دکھا رہے تھے، اب جلی

ہوئی راکھ کی طرح بجھ کر
خاموش ہو گئے۔

پارہ ۲۳

تئیسویں پارے میں سورة یٰس کے آخری ۴ رکوع، ۵ رکوعوں پر مشتمل مکمل سورة صافات، ۵ رکوعوں پر مشتمل مکمل سورة ص اور سورة زمر کے ابتدائی ۳ رکوع شامل ہیں۔

رکوع ۳۔ آیات ۳۳ تا ۵۰

اللہ کی قدرتیں اور احسانات

تیسرے رکوع میں اللہ کی کئی قدرتوں کا بیان ہے۔ مردہ زمین جسے اللہ بارش برسا کر جب زندہ کرتا ہے تو پھر اسی زمین سے اناج اور پھلوں کے خزانے برآمد ہوتے ہیں اور پانی کے چشمے ابلتے ہیں۔ اللہ نے ہر شے کا جوڑا بنایا ہے۔ رات و دن اور سورج و چاند باہم جوڑے کی

نسبت رکھتے ہیں۔ سورج دن میں
اپنی رعنائیاں دکھاتا ہے اور چاند
رات کو رونق بخشتا ہے۔ ان کی
حرکات اپنے طے شدہ مدار میں ایک
باقاعدہ نظم اور معین رفتار کے
ساتھ ہیں۔ اللہ نے سواریوں کو
بھی جوڑوں کی صورت میں بنایا
ہے۔ کشتیاں اور جہاز پانی میں اور
باربر داری کے جانور خشکی پر رواں
دواں ہیں۔ ان سواریوں میں

محفوظ سفر اللہ ہی کی رحمت
سے ممکن ہے۔ اکثر انسان اللہ کی
نعمتوں کی ناشکری کرتے ہیں۔ جب
انہیں ضرورت مندوں کی مدد کے
لیے دعوت دی جاتی ہے تو پلٹ کر
کہتے ہیں کہ کیا ہم ان کی مدد
کریں جن کو اللہ نے محروم کر رکھا
ہے؟ جب انہیں آخرت کی جوابدہی
سے خبردار کیا جاتا ہے تو طنزیہ
انداز سے سوال کرتے ہیں کہ بتاؤ

آخرت کا وعدہ کس وقت ظاہر ہو گا؟ در اصل ایسے لوگ اس شدید پکڑ کے انتظار میں ہیں جو انہیں اچانک آ دبوچے گی۔ پھر وہ نہ کوئی وصیت کر سکیں گے اور نہ ہی اپنوں کی طرف لوٹ کر مدد حاصل کر سکیں گے۔

رکوع ۴۔ آیات ۵۱ تا ۴۷

روزِ قیامت کیا ہو گا؟

چوتھے رکوع میں قیامت کا منظر
بیان کیا گیا۔ روز قیامت جب صور
میں پھونک ماری جائے گی تو تمام
مردے زندہ ہو کر میدان حشر کی
طرف دوڑنے لگیں گے۔ مجرم سوال
کریں گے کہ ہمیں کس نے قبروں
سے نکال باہر کیا ہے؟ جواب دیا
جائے گا کہ یہ وہ قیامت ہے جس

سے رسولوں نے خبردار کیا تھا۔ پھر
ہر انسان کو اس کے اعمال کے
مطابق بدلہ دیا جائے گا۔ نیک لوگ
جنت میں اپنی دلچسپیوں میں
مگن ہوں گے۔ وہ جو بھی طلب
کریں گے عطا کیا جائے گا۔ سب سے
بڑی نعمت سَلَامٌ قَوْلًا مِّن رَبٍّ رَّحِيْمٍ
کی صورت میں اللّٰہ رحیم و کریم
کی طرف سے سلامتی کا تحفہ
ہو گا۔ اس روز مجرمین کو شرم

دلائی جائے گی کہ تمہیں شیطان
کی عبادت یعنی اطاعت کرنے سے
منع کیا گیا تھا لیکن تمہاری
اکثریت نے اس ملعون کی عبادت
کی۔ تمہیں حکم دیا گیا تھا کہ
صرف اللہ کی عبادت کرو اور یہی
سیدھا راستہ ہے لیکن تم شیطان
کے راستے پر چلتے رہے۔ اس روز
مجرموں کو بولنے کی صلا حیت سے
محروم کر دیا جائے گا۔ ان کے ہاتھ

اور پاؤں گواہی دیں گے کہ انہوں
نے کیا کیا جرائم کیے ہیں۔ پھر
انہیں جہنم میں پھینک دیا جائے
گا۔ یہ اللہ کا احسان ہے کہ وہ
دنیا میں گناہ گاروں کے جرائم کی
پردہ پوشی فرماتا ہے۔ یہ بھی
ممکن تھا کہ اللہ نافرمانوں کو
دنیا میں ہی اندھا کر دیتا یا اُن
کی صورتیں بگاڑ دیتا اور وہ کسی
کو شکل دکھانے کے قابل نہ رہتے۔

اللہ فوری سزا دینے کے بجائے مہلت دیتا ہے تاکہ مجرم توبہ کر کے سیدھی راہ پر آ جائیں۔

رکوع ۵۔ آیات ۴۸ تا ۸۳

کیا اللہ بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ کر سکتا ہے؟

آخری رکوع میں اللہ کی عظیم قدرتوں اور قرآن حکیم کی عظمت

کا بیان ہے۔ قرآن شاعری نہیں بلکہ
کائنات کے اصل حقائق کی یاد
دہانی ہے۔ جس شخص کی روح
بیدار اور ضمیر زندہ ہے وہ اس
قرآن سے سیدھی راہ کی ہدایت
پا لیتا ہے۔ انسانوں کے لیے اللہ کی
ایک بہت بڑی نعمت چوپایوں کی
صورت میں ہے۔ انسان انہیں سواری
اور باربر داری کے لیے استعمال کرتا
ہے۔ ان سے گوشت، دودھ اور دیگر

کئی فوائد حاصل کرتا ہے۔ چوپائے
اللہ نے پیدا کیے ہیں لیکن انسان
ان کے مالک بنے پھرتے ہیں۔ اِن
انسانوں میں سے وہ بھی ہیں جو
سوال کرتے ہیں کہ کیا اللہ
بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ کر سکتا
ہے؟ جس خالق نے انہیں پہلی بار
گندے پانی کی بوند سے پیدا کیا
ہے، وہ انہیں دوبارہ پیدا کرنے پر
بھی قادر ہے۔ وسیع و عریض

کائنات کو بنانے والا خالق، انسانوں
کو دوبارہ بھی بنائے گا۔ اس کے
بنانے کا عمل تو صرف اتنا ہے کہ
وہ کہتا ہے کُنْ (ہو جا) اور وہ شے
وجود میں آ جاتی ہے۔ اللّٰہ ہمیں
اپنی قدرتوں پر ایمان لانے کی
توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

۳۷۔ سورة الصافات

ایمان کے موضوع پر عظیم سورة مبارکہ

رکوع ۱ ۔ آیات ۱ تا ۲۱

تعلیمات وحی کا حاصل۔ عقیدۂ توحید

پہلے رکوع میں آگاہ کیا گیا کہ جب
وحی کا نزول ہوتا تھا تو شیاطینِ
جن، وحی کی سن گن لینے کی
کوشش کرتے تھے۔ وحی کے محافظ
فرشتے انہیں مار بھگاتے تھے اور
پوری حفاظت سے وحی کو نبی کے
مبارک قلب پر نازل کر دیتے تھے۔
وحی کی تعلیم کا لب لباب یہ ہے
کہ معبود صرف اور صرف اللہ ہے۔
اسی نے وسیع و عریض کائنات

بنائی اور انسان کو گارے سے بنایا۔

وہی مرنے کے بعد انسانوں کو

دوبارہ زندہ کرے گا۔ ہٹ دھرم

مخالفین یہ حقیقت تسلیم کرنے کو

تیار نہ تھے۔ انہیں یہ عمل جادو

نظر آتا تھا کہ مرنے کے بعد انہیں

اور ان کے باپ دادا کو پھر سے زندہ

کر دیا جائے۔ جواب دیا گیا کہ یہ

عمل ہو کر رہے گا۔ نہ صرف تمام

انسان صور کی ایک ہی آواز پر

زندہ ہوں گے بلکہ اللہ کی بارگاہ میں عاجزی کے ساتھ سر جھکائے پیش بھی ہوں گے۔

رکوع ۲۔ آیات ۲۲ تا ۷۴

روز قیامت برا اور اچھا انجام

دوسرے رکوع میں بیان کیا گیا کہ
روز قیامت مجرموں اور ان کے دنیا
دار لیڈروں کو ایک ساتھ جمع کر
دیا جائے گا۔ اس روز ہر مجرم
دوسرے پر اپنی گمراہی کا الزام
لگا کر خود کو بے گناہ ثابت کرنے
کی کوشش کریگا۔ مجرمین اپنے

لیڈروں کو الزام دیں گے کہ تم نے ہمیں گمراہ کیا۔ لیڈر پلٹ کر کہیں گے ہمارا تم پر کوئی اختیار نہیں تھا۔ ہم نے اپنے مقاصد کے حصول کے لیے تمہیں گمراہ کن تصورات دیے اور تم نے اپنے مفادات کے لیے ہماری پیروی کی۔ اب ہمیں ہر صورت عذاب کا مزہ چکھنا ہے۔ اللہ ہمیں دنیا دار لوگوں کی پیروی کرنے سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

دوسری طرف نیک لوگ جنت کی اعلیٰ اور لازوال نعمتوں سے لطف اندوز ہوں گے۔ جنت میں ایک فرد دوسرے سے کہے گا کہ دنیا میں میرا ایک ساتھی تھا۔ وہ اس حقیقت کو جھٹلاتا تھا کہ مردہ انسانوں کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔ اس جنتی سے کہا جائے گا کہ کیا تم اس گمراہ ساتھی کا انجام دیکھنا چاہتے ہو۔ تب وہ اسے

جہنم کے عین وسط میں عذاب میں مبتلا دیکھے گا، اس سے کہے گا کہ اگر میں تمہاری بات مان لیتا تو آج تمہاری طرح برباد ہو جاتا۔ اللہ ہمیں گمراہوں کے شر سے محفوظ فرمائے۔ آمین! اس کے بعد آگاہ کیا گیا کہ مقابلہ کا اصل میدان دنیا میں ایک دوسرے سے بازی لے جانا نہیں بلکہ جنت کے حصول کی کوشش اور اس کے لیے

خواہشات نفس، مال اور جان کی قربانیاں دینا ہے۔

رکوع ۳۔ آیات ۷۵ تا ۱۱۳

انبیاء کرامؑ کی عظمت

تیسرے رکوع میں ارشاد ہوا کہ اللہ نے ظالم قوم کے خلاف حضرت نوحؑ کی فریاد سنی اور انہیں مع اہل ایمان محفوظ رکھا۔ انہیں

’’آدم ثانی‘‘ کا مقام عطا کیا
یعنی ان کے بعد تمام نسل انسانی
ان ہی کی اولاد سے وجود میں
آئی۔ حضرت ابراہیمؑ ایک ایسے بت
شکن جواں مرد تھے جنہوں نے اپنے
باطن میں خواہشات نفس کے بتوں
کو توڑا اور خارج میں پتھر کے بتوں
کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ بت پرستوں نے
انہیں دہکتی ہوئی آگ میں جلانے
کی سازش کی۔ اللہ نے آگ کو گل

و گلزار کر کے دشمنوں کی سازش
کو ناکام کر دیا۔ اس کے بعد حضرت
ابراہیمؑ نے اللّٰہ کے بھروسہ پر
ہجرت کی اور مختلف مقامات پر
جا کر توحید کی دعوت دیتے رہے۔
اسی محنت کے دوران جب بڑھاپے نے
قوتوں کو کمزور کر دیا تو اللّٰہ سے
اپنے پاکیزہ مشن کو جاری رکھنے
کے لیے صالح اولاد کی دعا کی۔ اللّٰہ
نے انہیں حضرت اسمعیلؑ جیسا

فرزند عطا فرمایا۔ جب حضرت
اسمعیلؑ اس قابل ہوئے کہ بوڑھے
باپ کے مشن میں ساتھی بن
سکیں تو اللہ نے حضرت ابراہیمؑ کو
حکم دیا کہ اپنے بیٹے کو ذبح کر دو۔
آفرین ہے حضرت ابراہیمؑ پر کہ وہ
اللہ کے حکم پر بیٹے کو ذبح کرنے کے
لیے تیار ہو گئے۔ تحسین ہے حضرت
اسمعیلؑ کے لیے کہ انہوں نے کم
سنی کے عالم میں اللہ کی راہ

میں قربان ہونے کو خوش دلی سے
قبول کر لیا۔ عین اس وقت، جب
حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسمعیلؑ کے
گلے پر چھری پھیرنے لگے، اللہ نے
حضرت اسمعیلؑ کا فدیہ، جنت سے
ایک مینڈھا بھیج کر ادا فرمایا۔
اللہ نے باپ اور بیٹے کی قربانی کی
اس مثال کو ہر سال عید الاضحی
کے موقع پر قربانی کی عبادت مقرر
کر کے یادگار بنا دیا۔ پھر حضرت

ابراہیمؑ کو ایک اور بیٹے حضرت اسحاقؑ کی ولادت کی بشارت دی گئی۔ حضرت اسحاقؑ بھی اپنے والد اور بڑے بھائی کی طرح انتہائی نیک اور پارسا تھے۔ البتہ ان کی اولاد میں نیک بھی تھے اور فاسق بھی۔

رکوع ۴۔ آیات ۱۱۴ تا ۱۳۸

انبیاء کرامؑ پر عنایات ربانی

چوتھے رکوع میں چار انبیاءؑ پر اللّٰہ
کی عنایات کا ذکر ہے۔ اللّٰہ نے
حضرت موسیٰ، حضرت ہارونؑ اور ان
کی قوم کو آل فرعون کے ظلم سے
نجات دی اور تورات جیسی عظیم
کتاب دے کر سیدھی راہ کی
ہدایت عطا فرمائی۔ حضرت الیاسؑ
کی دعوت کو جھٹلانے والی قوم

کو ہلاکت سے دوچار کیا اور تا قیام قیامت ان کا ذکر خیر لوگوں کی زبانوں پر جاری کر دیا۔ حضرت لوطؑ اور ان کے اہل ایمان گھر والوں کو محفوظ رکھا اور ان کی بیوی سمیت پوری قوم کو بدترین عذاب سے دوچار کیا۔

رکوع ۵۔ آیات ۱۳۹ تا ۱۸۲

حضرت یونسؑ کے لیے بخشش اور کرم

پانچویں رکوع میں بیان کیا گیا کہ حضرت یونسؑ اللہ کا حکم آنے سے قبل ہی قوم کو چھوڑ کر ہجرت کر گئے۔ اللہ نے انہیں امتحان سے گزارا اور وہ سمندری سفر کے دوران ایک مچھلی کا لقمہ بن گئے۔ البتہ اللہ نے انہیں مچھلی کے پیٹ

میں محفوظ رکھا۔ وہ اپنی
کوتاہی پر اللہ سے بخشش طلب
کرتے رہے۔ اللہ نے ان کی فریاد سنی
اور مچھلی کو حکم دیا کہ انہیں
خشکی پر اگل دے۔ اللہ نے ایک بیل
کے پھل کے ذریعہ ان کے زخمی
جسم کو ٹھیک کر دیا۔ ان کی قوم
گناہوں سے تائب ہو کر انہیں
ڈھونڈتی ہوئی ان تک آپہنچی
اور ان پر صدق دل سے ایمان لے

آئی۔ اللّٰہ نے اس قوم کو ایک مدت
تک اپنی نعمتوں اور برکتوں کا
انعام عطا فرمایا۔ اس رکوع میں
مشرکین مکہ کے اس باطل عقیدہ
کی نفی بھی کی گئی کہ
فرشتے اللّٰہ کی بیٹیاں ہیں۔ فرشتے
اللّٰہ کی فرمانبردار مخلوق ہیں اور
ہر وقت اس کے حکم کے منتظر
رہتے ہیں۔ اللّٰہ نے اپنے رسولوں کے
لیے طے کر دیا ہے کہ ان کی مدد

کی جائے گی۔ وہ غالب آئیں گے اور ان کی دشمن قومیں ہلاک کر دی جائیں گی۔ آخر میں اعلان کیا گیا کہ اللہ مشرکین کے گھڑے ہوئے باطل تصورات سے پاک ہے۔ کل شکر و ثناء اسی کے لیے ہے۔ سلامتی و رحمت ان کے لیے ہے جنہیں اللہ نے اپنارسول ہونے کا اعزاز عطا فرمایا۔

۳۸۔ سورۃ ص

تزکیۂ نفس کے لیے مؤثر یاد دہانی

رکوع ۱۔ آیات ۱ تا ۱۴

مشرکین مکہ کا گستاخانہ طرزعمل

پہلے رکوع میں آگاہ کیا گیا کہ
قرآن کریم ایک مؤثر یاد دہانی ہے۔
البتہ مشرکین مکہ اس سے ہدایت
حاصل نہ کر سکیں گے۔ وہ نفس
پرستی اور تکبر کی آخری انتہا پر
ہیں۔ وہ توحید کے تصور پر شکوک
و شبہات ظاہر کر رہے ہیں۔ نبی
اکرمﷺ پر جادوگر اور جھوٹا ہونے
کا بہتان لگا رہے ہیں۔ ان کی
یتیمی اور کمزور معاشی حالت کا

مذاق اڑا کر ان کی رسالت کا انکار
کر رہے ہیں۔ اِن گستاخیوں کے جواب
میں ارشاد ہوا کہ کیا کائنات میں
اختیارات مشرکین کے ہاتھ میں
ہیں کہ وہ فیصلہ کریں گے کہ
نبوت و رسالت پر کس نے فائز ہونا
ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے
اپنی گستاخیوں کا وبال نہیں
چکھا۔ اگر وہ اپنے تکبر، ضد اور
گستاخانہ طرز عمل سے باز نہ آئے

تو ان کا ویسا ہی انجام ہو گا
جیسا سابقہ سرکش قوموں کا
ہوا تھا۔

رکوع ۲۔ آیات ۱۵ تا ۲۴

اللہ کا فضل حضرت داؤدؑ پر

دوسرے رکوع میں حضرت داؤدؑ پر
اللہ کے فضل کا ذکر ہے۔ اللہ نے
انہیں مستحکم بادشاہت عطا کی،

حکمت و دانائی کی خیر کثیر سے
نوازا اور گفتگو کرنے کا عمدہ
سلیقہ سکھایا۔ وہ اللہ سے لو
لگانے کا خصوصی اہتمام فرماتے
تھے۔ اُنہوں نے اپنی سرگرمیوں کے
لیے دن مخصوص کر لیے تھے۔ ایک
روز دربار میں بیٹھ کر امور مملکت
چلاتے اور لوگوں کے درمیان تنازعات
کا فیصلہ کرتے۔ ایک روز بنی
اسرائیل کی رشد و ہدایت کے لیے

مخصوص تھا۔ ایک روز اپنے ذاتی
کام نمٹاتے اور ایک روز اللّٰہ کی
بارگاہ میں محو عبادت رہتے۔ ایک
ایسے دن جب کہ وہ محو عبادت
تھے، ان کے حجرے میں اچانک دو
گروہ دیوار پھاند کر داخل ہوئے۔
اُنہوں نے اپنا باہمی تنازع بیان کیا
اور درخواست کی کہ فوری فیصلہ
کر دیں ورنہ معاملہ خون خرابہ تک
پہنچ جائے گا۔ حضرت داؤدؑ نے فیصلہ

تو فرما دیا لیکن انہیں محسوس ہوا کہ ان سے ایک کوتاہی ہوئی ہے۔ وہ منصب خلافت پر ہیں اور انہیں ہر وقت تنازعات کا عدل کے ساتھ فیصلہ کرنے کے لیے دستیاب ہونا چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ فیصلہ میں تاخیر کسی فساد کا سبب بن جائے۔ اُنہوں نے سجدہ میں گر کر اللّٰہ سے بخشش طلب کی۔ اللّٰہ نے انہیں بخشش کی بشارت دی اور

آگاہ کیا کہ انہیں خلافت کا
منصب عطا کیا گیا ہے۔ ان کی سب
سے بڑی عبادت اور نیکی یہ ہے کہ
وہ لوگوں کے درمیان عدل کے ساتھ
فیصلہ کرتے رہیں۔

رکوع ۳۔ آیات ۲۷ تا ۴۰

نیکی کرنے والے اور برائی کرنے والے برابر نہیں

تیسرے رکوع میں ارشاد ہوا کہ
کائنات کی ہر شے کی تخلیق با
مقصد ہے اور وہ اللہ کی اطاعت
کر رہی ہے۔ انسانوں کو بھی یہی
حکم ہے کہ اللہ کی فرمانبرداری
اختیار کریں۔ فرمانبردار اور نافرمان
برابر نہیں ہو سکتے۔ فرمانبرداروں
کے لیے نعمتیں اور نافرمانوں کے لیے
شدید عذاب ہے۔ آگاہ کیا گیا کہ
قرآن حکیم اس لیے نازل کیا گیا ہے

تاکہ لوگ اس مبارک کتاب پر غور و فکر کر کے نصیحت حاصل کریں۔ اس کے بعد حضرت سلیمانؑ کے بلند مقام و مرتبہ کا ذکر کیا گیا۔ اللہ نے انہیں اپنی راہ میں جہاد کا خصوصی جذبہ عطا کر رکھا تھا۔ انہیں ہر اس شے سے محبت تھی جو اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے کام آتی تھی۔ خاص طور پر ان گھوڑوں کی گردنوں اور پنڈلیوں

پر شفقت سے ہاتھ پھیرتے تھے جو جنگوں میں استعمال ہوتے تھے۔ اللہ نے انہیں خوب نوازا اور ہوا پر اختیار دے دیا۔ جس رخ پر چاہتے اور جس رفتار سے چاہتے اسے چلنے کا حکم دیتے۔ انتہائی طاقتور جنات ان کے قابو میں تھے جن سے بڑی بڑی تعمیرات کراتے اور سمندروں سے موتی اور خزانے برآمد کراتے۔

رکوع ۴۔ آیات ۴۱ تا ۴۴

انبیاء کرامؑ کا ذکر خیر

چوتھے رکوع میں حضرت ایوبؑ کی
مدح کی گئی کہ انہیں اللّٰہ نے
شدید آزمائشوں سے گزارا اور
انہوں نے صبر و رضا کی اعلیٰ مثال
قائم کی۔ پھر حضرت ابراہیمؑ،
حضرت اسحاقؑ، حضرت یعقوبؑ،

حضرت اسماعیلؑ، حضرت یسعؑ اور
حضرت ذوالکفلؑ کا ذکر خیر ہے۔ ان
سب کا مقصد حیات اللّٰہ کی
خوشنودی اور آخرت کی فوز و
فلاح کا حصول تھا۔ اس کے بعد
متقیوں کے لیے جنت کی لا زوال
نعمتوں اور سرکشوں کے لیے جہنم
کے شدید عذاب کا بیان ہے۔ جہنم
میں گمراہ اولاد اللّٰہ سے فریاد کرے
گی کہ ہمارے ان والدین کو بڑھتا

چڑھتا عذاب دے جنہوں نے ہماری
بری تربیت کی اور ہمیں اس
بربادی تک پہنچایا۔

رکوع ۵۔ آیات ۴۵ تا ۸۸

قصۂ آدم و ابلیس کا بیان

پانچویں رکوع میں فرشتوں کے
سامنے اللہ کا یہ فرمان نقل ہوا
کہ میں ایک انسان گارے سے بنا رہا

ہوں۔ جب میں اس میں اپنی روح
ڈال دوں تو تم اس کے سامنے
سجدہ میں گر جانا۔ گویا انسان کی
عظمت کا سبب اس کا خاکی
وجود نہیں بلکہ اس میں موجود
روح ربانی ہے۔ تمام فرشتوں نے
انسان کو سجدہ کیا۔ سجدہ کا
حکم فرشتوں کے ساتھ ساتھ ایک
جن ابلیس کو بھی دیا گیا تھا۔
اس نے تکبر کی وجہ سے سجدہ

کرنے سے انکار کر دیا اور اس انکار نے اس بدنصیب کو کافر و ملعون بنا دیا۔

۳۹۔ سورۃ الزمر

اللہ ہی کی عبادت کا بیان

رکوع ۱۔ آیات ۱ تا ۹

اللہ کی بندگی کرو خالص اطاعت کے ساتھ

پہلے رکوع میں حکم دیا گیا کہ
زندگی کے جملہ معاملات میں ذوق
و شوق سے اللہ کی اطاعت کرو۔
کائنات میں ہر مخلوق اللہ کی
اطاعت کر رہی ہے۔ انسانوں کو
بھی یہی روش اختیار کرنی
چاہیے۔ انسانوں پر اللہ کی نعمتیں
بیشمار ہیں۔ اگر انسان اللہ کا
شکر کریں تو اللہ بہت خوش ہوتا
ہے۔ اس کے برعکس اگر وہ نا

شکری کریں تو اللہ کو یہ روش
پسند نہیں۔ انسان کا معاملہ
عجیب ہے۔ جب تکلیف پہنچتی ہے
تو گڑگڑا کر اللہ سے دعائیں کرتا
ہے۔ پھر جب اللہ تکلیف دور کر دیتا
ہے تو اس احسان کو کسی اور
کی طرف منسوب کرتا ہے اور اللہ
کے سوا دوسرے معبودوں کو پکارنے
لگتا ہے۔ ایسے احسان فراموشوں کا
ٹھکانہ جہنم کی آگ ہے۔ آخر میں

آگاہ کیا گیا کہ اللہ کی نظر میں علم رکھنے والے اور علم نہ رکھنے والے برابر نہیں ہیں۔ علم رکھنے والوں کا درجہ بہت بلند ہے۔

رکوع ۲۔ آیات ۱۰ تا ۲۱

اللہ ہی کی بندگی کرنے کا تاکیدی حکم

دوسرے رکوع میں نبی اکرمﷺ کو
تلقین کی گئی کہ وہ اعلان کر
دیں کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ
میں اللہ کی بندگی کروں مکمل
اطاعت کے ساتھ، اور سب سے پہلے
اللہ کے فرمانبردار ہونے کی مثال
قائم کروں۔ جو لوگ اللہ کی
بندگی کرتے ہیں اور طاغوت کے
خلاف ڈٹ جاتے ہیں، وہی اللہ کے
محبوب بندے ہیں۔ اللہ کی

نافرمانی کا راستہ نہ صرف تمہیں بلکہ تمہارے گھر والوں کو بھی جہنم میں لے جائے گا۔ گھر والوں کی دینی تربیت نہ کر کے تم انہیں سب سے بڑے خسارے سے دوچار کر دو گے۔ اِن بدنصیبوں کو اب اس جہنم میں جلنا ہو گا جہاں ان کے اوپر بھی آگ کے سائے ہوں گے اور نیچے بھی۔ یہ ہولناک جہنم ہے جس سے اللہ بندوں کو ڈرا رہا ہے۔

خدا کے لیے ڈرو اور زندگی کے جملہ معاملات میں اللہ کی اطاعت کر کے خود کو ہمیشہ ہمیش کی بربادی سے بچا لو۔

رکوع ۳۔ آیات ۲۲ تا ۳۱

نور ہدایت کیا ہے؟

تیسرے رکوع میں ارشاد ہوا کہ اللہ جس بندے کے لئے خیر کا فیصلہ

فرماتا ہے اس کا سینہ شریعت پر عمل کے لئے کھول دیتا ہے۔ بلا شبہ اللہ نے قرآن کریم کی صورت میں نہایت حسین کلام نازل فرمایا ہے جس کی تاثیر ایسی ہے کہ اس کو سن کر خوف خدا رکھنے والوں پر رقت طاری ہو جاتی ہے۔ ان کے دل اللہ کے ذکر کی طرف اور ان کے جسم اللہ کی اطاعت کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔ یہ ہے وہ نور

ہدایت جو اللہ کی طرف سے عطا
ہوتا ہے۔ اس کے برعکس جس
بدنصیب کو اللہ کے احکامات ایک
بوجھ محسوس ہوں، اس کا دل
اللہ کے ذکر سے محرومی کی وجہ
سے سیاہ اور سخت ہو چکا ہو تو
ایسے ہی لوگ کھلی گمراہی میں
ہیں۔ آخر میں عقیدۂ توحید کی
نعمت کو ایک مثال کے ذریعہ واضح
کیا گیا ہے۔ اگر ایک غلام کے باہم

لڑنے والے کئی آقا ہوں تو اس کی زندگی انتہائی مشکلات کا شکار ہو گی۔ اس کے برعکس جس غلام کا صرف ایک ہی آقا ہو گا وہ بڑے سکون میں ہو گا۔ اسی طرح صرف ایک اللہ کی بندگی انسان کو دوسروں کے خوف یا دوسروں کی چاپلوسی سے بچا کر نہ صرف سکون بلکہ با وقار زندگی عطا کرتی ہے۔

پارہ ۲۴

چوبیسویں پارے میں سورۃ زمر کے آخری ۵ رکوع، ۹ رکوعوں پر مشتمل مکمل سورۃ مومن اور سورۃ حٰم السجدہ کے ۴ میں سے ۵ رکوع شامل ہیں۔

رکوع ۴۔ آیات ۳۲ تا ۴۱

کیا اللہ، بندے کے لیے کافی نہیں؟

سورۃ الزمر کے چوتھے رکوع میں
ارشاد ہوا اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ
(کیا اللہ بندے کے لیے کافی نہیں
ہے۔ وہ اللہ جو کل اختیار رکھتا ہے،
جو چاہے سو کر سکتا ہے اور جو
چاہے سو دے سکتا ہے۔ مشرکین ان
لوگوں کو جو صرف اور صرف اللہ

ہی کو معبود مانتے ہیں، اپنے خود ساختہ معبودوں کی ناراضگی سے ڈراتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جو صرف اللہ ہی کو معبود مانتا ہے وہ کسی سے بھی نہیں ڈرتا کیونکہ وہ یقین رکھتا ہے کہ اللہ ہی ہے جس کے اختیار میں جملہ مخلوقات کا نفع و نقصان ہے۔

مولانا محمد علی جوہر (رح) نے کیا خوب کہا ہے ؎

کیا ڈر ہے جو ہو ساری خدائی
بھی مخالف

کافی ہے اگر ایک خدا میرے لیے ہے

رکوع ۵۔ آیات ۴۲ تا ۵۲

شفاعت اللہ ہی کے اختیار میں ہے

پانچویں رکوع میں مشرکین کا یہ
دعویٰ نقل ہوا کہ ان کے
خودساختہ معبود روز قیامت اللّٰہ
کے ہاں ان کے حق میں شفاعت
کریں گے۔ در حقیقت شفاعت کا
مکمل اختیار اللّٰہ کے پاس ہے۔ اس
کے سوا دیگر معبود بے اختیار ہیں۔
اللّٰہ ہی یہ فیصلہ فرمائے گا کہ
کس نیک بندے نے شفاعت کرنی ہے
اور کس کے حق میں کرنی ہے۔ جو

لوگ آخرت میں اعمال کی باز پرس سے بچنا چاہتے ہیں، وہی ہیں جو من گھڑت معبودوں کو اللہ کے ساتھ شریک کرتے ہیں اور ان کی شفاعت کے خود ساختہ تصورات رکھتے ہیں۔ یہی ہیں جو توحید خالص کی دعوت سے اختلاف کرتے ہیں اور جھوٹے معبودوں کی تعریف وتحسین سے خوش ہوتے ہیں۔ روز قیامت وہ چاہیں گے کہ

ہر ممکن شے بطور فدیہ دے کر
خود کو عذاب سے بچا لیں لیکن
ایسا ہرگز نہ ہو گا۔ ان کے تمام
جرائم سامنے آ جائیں گے۔ انہیں
ایسا برا عذاب دیا جائے گا جس کا
وہ گمان بھی نہیں کر سکتے۔

رکوع ۴۔ آیات ۵۳ تا ۴۳

گناہ گاروں کے لیے انتہائی امید افزا بشارت

چھٹے رکوع میں گناہ گاروں کے لیے انتہائی امید افزا بشارت بیان ہوئی۔ اعلان کیا گیا کہ کثرت سے گناہ کرنے والوں کو بھی اللہ کی رحمت سے کبھی مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ توبہ اگر سچی ہو تو اللہ ہر گناہ معاف فرما دے گا۔ ہے

شک اللہ ہے ہی بخشنے اور رحم
فرمانے والا۔ گناہ گاروں کو تلقین
کی گئی کہ وہ اچانک عذاب آنے
سے پہلے سچی توبہ کر لیں۔
گناہوں پر واقعی نادم ہوں۔
گناہوں کو چھوڑنے کا وعدہ کریں
اور بالفعل چھوڑ کر توبہ کی
سچائی ثابت کریں۔ اگر کسی کا
حق مارا ہے تو حق اس کو لوٹائیں
یا اس سے معافی مانگیں۔ بقیہ

زندگی میں اللہ کا ہر حکم مانیں۔
وہ بدنصیب جو گناہوں سے توبہ
نہیں کرتے، جب اچانک عذاب آتا ہے
تو اپنے گناہوں پر حسرت کرتے ہوئے
فریاد کرتے ہیں کہ اگر اللہ ہمیں
مہلت دے تو ہم اس قدر نیک ہو
جائیں گے کہ محسنین کے درجہ پر
پہنچ جائیں گے، لیکن عذاب آنے کے
بعد کوئی حسرت اور فریاد انسان
کے کام نہ آئے گی۔

رکوع ۷۔ آیات ۴۴ تا ۷۰

باطل کے ساتھ سمجھوتے کی زور دار نفی

ساتویں رکوع میں سرداران قریش کی طرف سے سمجھوتہ کی ایک پیشکش کا ذکر ہے۔ وہ مکی دور کے آخر میں نبی اکرمﷺ کو دعوت دے رہے تھے کہ وہ ایک معین

عرصہ تک مشرکین کے ساتھ مل کر
ان کے معبودوں کی عبادت کریں۔
پھر اتنے ہی عرصہ مشرکین صرف
اور صرف اللہ کی عبادت کریں گے۔
مشرکین کو آگاہ کیا گیا کہ اگر
کسی نبی نے بھی بالفرض شرک
کیا تو اس کی تمام نیکیاں ضائع
ہو جائیں گی۔ گویا نبی کی طرف
سے شرک کرنے کا امکان ہی نہیں۔
نبی اللہ ہی کی فرمانبرداری کرتے

ہیں اور اللہ کے باغیوں کے ساتھ
کوئی سمجھوتہ نہیں کرتے۔ کاش
مشرکین اس قیامت کا تصور کریں
جب پوری زمین اللہ کی مٹھی
میں ہو گی اور تمام آسمان اس
کے دائیں ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں
گے۔ صور میں پھونک ماری جائے گی
اور تمام کے تمام انسان زندہ ہو
کر میدان حشر میں حاضر ہوں گے۔
اللہ تعالیٰ زمین پر نزول فرمائیں

گے تاکہ انسانوں کا حساب لیں۔
زمین نور ربانی سے جگمگا اٹھے
گی۔ تمام انسانوں کے ہاتھوں میں
ان کے نامۂ اعمال دیے جائیں گے۔
انبیاء اور دیگر گواہ انسانوں کے
اعمال پر گواہی کے لیے لائے جائیں
گے۔ ہر انسان کو اس کے اعمال کا
پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور کسی
کے ساتھ کوئی نا انصافی نہیں
کی جائے گی۔

رکوع ۸۔ آیات ۷۱ تا ۷۵

قیامت کے آخری مناظر

آخری رکوع میں یہ مضمون بیان ہوا کہ کافر گروہوں کی صورت میں جہنم کی طرف ہانکے جائیں گے۔ جہنم کے دروازے ایسے بند ہوں گے جیسے کسی قید خانے کے دروازے بند ہوتے ہیں۔ جہنم پر مامور

فرشتے ان سے پوچھیں گے کہ کیا
اللہ کے رسولوںؑ نے تمہیں روز
قیامت کے برے انجام سے خبردار نہیں
کیا تھا؟ کافر اقرار کریں گے کہ
ہمیں رسولوں نے خبردار کیا تھا
لیکن ہماری بدقسمتی کہ ہم نے
ان کی دعوت پر توجہ نہیں دی۔
فرشتے کہیں گے کہ جاؤ اور
ہمیشہ کے لئے جہنم میں داخل ہو
جاؤ۔ متقی یعنی اللہ کی

نافرمانی سے بچنے والے، گروہوں
کی صورت میں جب جنت کی طرف
لائے جائیں گے تو اس کے دروازے
پہلے ہی سے کھلے ہوئے ہوں گے۔
جنت پر مامور فرشتے انہیں مبارک
باد دیں گے اور ہمیشہ ہمیش کے
لیے جنت کی نعمتوں سے سرفراز
ہونے کی بشارت دیں گے۔ اہل جنت
اللہ کا شکر ادا کریں گے کہ اس نے
اپنا وعدہ پورا فرمایا اور جنت کی

وسیع سرزمین کا وارث بنایا۔ آخری
منظر یہ ہو گا کہ فرشتے اللہ کے
عرش کے گرد گھیرا ڈال کر اس
کی تسبیح کر رہے ہوں گے۔ ان کے
درمیان اللہ کے احکامات کی حکمت
و نتائج کے حوالے سے جو اختلافات
تھے، ان کا فیصلہ بھی کر دیا جائے
گا۔ تمام فرشتے مل کر کہیں گے
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ کل شکر

اللہ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا
رب ہے۔

۴۰۔ سورۃ الغافر/ حٰمٓ السجدۃ

صرف اللہ ہی سے دعا کرنے کا بیان

رکوع ۱۔ آیات ۱ تا ۹

فرشتوں کی اہل ایمان کے لیے خوش کن دعا

پہلے رکوع میں بشارت دی گئی کہ
اللّٰہ کے مقربین یعنی اس کا عرش
اٹھانے والے اور عرش کے گرد طواف
کرنے والے فرشتے اللّٰہ کی تسبیح
کرتے ہوئے ان اہل ایمان کے لیے
بخشش طلب کرتے رہتے ہیں جو
گناہوں پر توبہ کرتے اور اللّٰہ کے
راستہ کی پیروی کرتے ہیں۔ وہ دعا
کرتے ہیں کہ نہ صرف ان مومن
بندوں کو بلکہ ان کے اہل ایمان

باپ دادا، اولاد اور بیویوں کو جنت کی نعمت عطا کی جائے۔ انہیں ہر طرح کی سختی اور عذاب سے بچا لیا جائے۔ اللہ ہمیں بھی فرشتوں کی دعاؤں کا مصداق بنائے اور اپنے سایۂ رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین!

رکوع ۲۔ آیات ۱۰ تا ۲۰

اہل جہنم کی عبرت ناک بیزاری

دوسرے رکوع میں آگاہ کیا گیا کہ
اہل جہنم عذاب کی شدت سے بیزار
ہو کر خود کو کوس رہے ہوں گے
کہ انہوں نے دنیا کی وقتی لذتوں
کے بد لے خود کو کتنے بڑے عذاب کا
مستحق بنا دیا۔ اللہ فرمائے گا کہ
تمہیں آج جو بیزاری ہو رہی ہے،

مجھے اس سے زیادہ ناراضگی
ہوتی تھی جب تم دنیا میں ایمان
کی دعوت کو جھٹلاتے تھے۔
جہنمی عرض کریں گے کہ اے ہمارے
رب! آپ نے ہماری روحوں کو بنایا
اور عہد الست لینے کے بعد انہیں
ایک موت سے گزارا۔ پھر انہیں زندہ
کر کے جسم کے ساتھ دنیا میں
بھیجا۔ پھر ایک موت سے دوچار کیا۔
پھر دوبارہ زندہ کیا۔ اسی طرح

ہمیں ایک بار پھر دنیا میں بھیج
دے تاکہ ہم اپنے گناہوں کی
تلافی کر سکیں۔ اللہ فرمائے گا
ہرگز نہیں۔ دنیا میں تم نے توحید
کی خالص دعوت کو ٹھکرا دیا اور
ایسے نظریات کو قبول کیا جس
میں اللہ کے ساتھ دیگر معبودوں
کو بھی شریک قرار دیا گیا تھا۔
اب اپنے شرک کے جرم کا مزہ چکھتے
رہو۔ اہل ایمان کو تلقین کی گئی

کہ وہ صرف اللہ ہی کو پکاریں
خواہ کافروں کو کتنا ہی برا
محسوس ہو۔ پھر اگر وہ چاہتے
ہیں کہ اللہ ان کی دعائیں سنے تو
انہیں چاہیے کہ وہ بھی اللہ کی
پکار سنیں یعنی اس کی مکمل
اطاعت کریں۔

رکوع ۳۔ آیات ۲۱ تا ۲۷

آل فرعون کی سرکشی

تیسرے رکوع میں بیان کیا گیا کہ
حضرت موسیٰؑ کو فرعون، ہامان
اور قارون کی طرف واضح معجزات
کے ساتھ بھیجا گیا۔ ان ظالموں نے
معجزات کو جادو قرار دیا اور
سرکشی کی اس انتہا کو پہنچے
کہ بنی اسرائیل کے ہر پیدا ہونے
والے بچے کو قتل کرنے کا ظالمانہ

فیصلہ کیا۔ فرعون نے اپنے سرداروں
کے سامنے اس خدشہ کا اظہار کیا
کہ اگر حضرت موسیٰ کو مہلت
دی گئی تو وہ ہمارے نظام کو
نیست و نابود کر دیں گے۔ ہمیں
انہیں قتل کر دینا چاہیے۔ حضرت
موسیٰ نے اللّٰہ سے مدد مانگی۔ اللّٰہ
نے ظالموں کی تمام سازشوں کو
ناکام کر دیا۔

رکوع ۴۔ آیات ۲۸ تا ۳۷

مؤمنِ آل فرعون کا ایمان افروز کلمۂ حق

چوتھے رکوع میں بیان کیا گیا کہ
جب فرعون نے اپنے دربار میں حضرت
موسیٰؑ کو شہید کرنے کا ناپاک
منصوبہ پیش کیا تو ایک مرد
مؤمن نے فرعون کے خلاف کلمۂ حق

کہہ کر ایمان افروز جہاد کیا۔ اس
نے کہا کہ کیا تم ایسے انسان کو
شہید کرنا چاہتے ہو جو کہتا ہے
کہ میرا رب اللّٰہ ہے۔ اگر اس کا
دعوائے رسالت جھوٹا ہے تو اسے
خود ہی اس کی سزا ملے گی۔ اس
کے برعکس اگر وہ سچا رسول ہے
تو پھر اس کی بات کو جھٹلانے کا
وبال ہمارے اوپر آ کر رہے گا۔ اس نے
قوم کو خبر دار کیا کہ مجھے

اندیشہ ہے کہ اگر تم نے حضرت
موسیٰ کی دعوت کو جھٹلایا تو
تمہارا وہی عبرتناک انجام ہو گا
جیسا قوم نوحؑ، قوم عاد، قوم
ثمود اور دیگر سرکش اقوام کا
ہوا تھا۔ تم پر اچانک عذاب آئے گا،
تم فریادیں کرو گے لیکن کوئی
تمہیں اللہ کی پکڑ سے نہیں بچا
سکے گا۔ فرعون نے مؤمنِ آل فرعون
کے ایمان افروز بیان سے توجہات کو

ہٹانے کے لیے ایک سازش کی۔ اس نے
اپنے وزیر خاص ہامان کو حکم دیا
کہ میرے لیے ایک اونچا محل بناؤ۔
میں اس پر چڑھ کر آسمان تک
پہنچوں گا اور حضرت موسیٰ کے
معبود کو تلاش کروں گا۔ فرعون
کی یہ سازش ناکام ہوئی اور وہ
تباہ و برباد ہو گیا۔

رکوع ۵ـ آیات ۳۸ تا ۵۰

مؤمن آل فرعون کا رقت آمیز وعظ

پانچویں رکوع میں مؤمنِ آل فرعون کا یہ رقّت آمیز وعظ نقل ہوا کہ دنیا کی لذتیں وقتی جبکہ آخرت کی نعمتیں بہتر اور دائمی ہیں۔ اللہ کے نافرمانوں کو آخرت میں

سزا ملے گی اور فرمانبرداروں کو
جنت میں بغیر حساب نعمتوں سے
نوازا جائے گا۔ بندۂ مومن کی دعوت
حق کے جواب میں آل فرعون نے اسے
پھر سے کفر اور شرک کی راہ
اختیار کرنے پر مجبور کیا۔ بندۂ مومن
نے فرمایا کہ میں تمہیں کامیابی
کی راہ دکھا رہا ہوں اور تم
مجھے جہنم میں لے جانا چاہتے ہو۔
ایک وقت آئے گا کہ تم میری

نصیحتیں یاد کرو گے۔ میں اپنا
معاملہ اللہ کے حوالے کرتا ہوں۔
اللہ نے بندۂ مومن کو آل فرعون کے
شر سے محفوظ رکھا اور آل فرعون
کو ہلاکت سے دو چار کر دیا۔ انہیں
ہلاکت کے بعد صبح و شام آگ کے
سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ گویا برے
لوگوں کو عالم برزخ میں بھی
عذاب دیا جاتا ہے۔ روز قیامت انہیں
سخت ترین عذاب میں جھونک دیا

جائے گا۔ جہنمی اپنے سرداروں اور پیشواؤں سے کہیں گے کہ ہم دنیا میں تمہارے پیروکار تھے۔ کیا تم ہمارے عذاب میں کچھ کمی کرا سکتے ہو؟ سردار کہیں گے نہیں، اب ہمیں اس مصیبت کو جھیلتے ہی رہنا ہے۔ پھر تمام جہنمی، جہنم پر مامور فرشتوں سے درخواست کریں گے کہ وہ اللہ سے سفارش کریں کہ ہمارے عذاب میں

ایک روز کمی کر دی جائے۔ فرشتے پوچھیں گے کہ کیا تمہارے پاس رسول واضح تعلیمات کے ساتھ نہیں آئے تھے؟ وہ کہیں گے کہ ہاں، لیکن ہم نے ان کی نافرمانی کی۔ فرشتے کہیں گے تو پھر عذاب کا مزہ چکھتے رہو۔ گویا جہنمیوں کی کسی فریاد کا نتیجہ نہیں نکلے گا۔

رکوع ۴۔ آیات ۵۱ تا ۴۰

اللہ اہل حق کی ضرور مدد فرمائے گا

چھٹے رکوع میں بشارت دی گئی کہ اللہ اپنے رسولوں اور اہل حق کی دنیا و آخرت میں ضرور مدد فرمائے گا۔ ظلم و زیادتی کرنے والوں کی کوئی معذرت، آخرت

میں قبول نہ ہو گی۔ اہل حق کو نصیحت کی گئی کہ وہ دشمنانِ حق کے مقابلہ میں اللہ کی پناہ طلب کریں۔ جو اللہ اتنی بڑی کائنات بنا سکتا ہے اس کے لیے ایک معمولی جسامت کے انسان کو دوبارہ بنانا ہرگز مشکل نہیں۔ اللہ حق کے دشمنوں کو دوبارہ زندہ کرے گا اور انہیں ان کے جرائم کی بھرپور سزا دے گا۔ جس طرح اندھے

اور دیکھنے والے برابر نہیں اسی
طرح اللہ کے باغی اور اللہ کے وفا
دار برابر نہیں۔ دنیا میں یہ فرق
ظاہر ہو یا نہ ہو، آخرت میں ضرور
ظاہر ہو گا۔ آخر میں حکم دیا گیا
کہ اللہ ہی سے دعا کرو، وہ
تمہاری دعائیں قبول فرمائے گا۔ جو
سرکش تکبر کی وجہ سے اللہ کو
نہیں پکارتے، اللہ انہیں ذلیل کر کے
جہنم میں داخل کر دے گا۔ ہمارے

لیے کتنی بڑی نعمت ہے کہ کل
اختیار رکھنے والی ہستی ہمیں
حکم دے رہی ہے کہ جو مانگنا ہے
مجھ سے مانگو۔ کس قدر محرومی
کا مقام ہے کہ ہم اللہ سے نہ
مانگیں یا اللہ کو چھوڑ کر بے
اختیار ہستیوں سے مانگیں۔ اللہ
ہمیں ہدایت عطا فرمائے۔ آمین!

رکوع ۷۔ آیات ۴۱ تا ۴۸

دعا اسی سے مانگو جو محسن حقیقی ہے

ساتویں رکوع میں محسن حقیقی یعنی اللہ کے، بندوں پر احسانات کا ذکر ہے۔ اس نے رات ہمارے آرام و سکون اور دن کام کاج کے لیے بنایا۔ زمین کو بچھونا بنایا اور آسمان کو

محفوظ چھت۔ ہمیں عمدہ صورت
میں تخلیق کیا اور انتہائی پاکیزہ
رزق عطا کیا۔ بلا شبہ اللہ ہی
ہمارا خالق، رازق اور ہر ضرورت
پوری کرنے والا رب کریم ہے۔ ہمیں
اس کی مکمل اطاعت کرتے ہوئے
صرف اور صرف اس کے سامنے ہاتھ
پھیلانا چاہیے۔ اللہ نے پہلے انسان
کو مٹی سے اور اس کے بعد ہر
انسان کو نطفہ سے بنایا۔ نطفہ کو

ترقی دے کر بچہ کی صورت عطا
کی۔ یہ بچہ رفتہ رفتہ جوانی اور
پھر بڑھاپے کو پہنچ جاتا ہے۔ کیا
کوئی اور ہستی ہے جو ایسی
کاریگری دکھا سکے۔ اللہ ہمیں
شرک جیسے کھلے ظلم سے محفوظ
فرمائے۔ آمین!

رکوع ۸ـ آیات ۴۹ تا ۷۸

جھٹلا نے والوں کا برا انجام

آٹھویں رکوع میں آگاہ کیا گیا کہ
دعوت حق کو جھٹلانے والے بہت بڑے
مجرم ہیں۔ انہیں نام نہاد مذہبی
پیشوا اپنے مفادات کی خاطر حق
سے پھیر رہے ہیں۔ عنقریب انہیں
کھولتے ہوئے پانی اور آگ میں
پھینک دیا جائے گا۔ جب ان سے
پوچھا جائے گا کہ کہاں ہیں

تمہارے خود ساختہ معبود؟ وہ اپنے شرک کے جرم سے انکار کریں گے لیکن اللہ کو دھوکہ نہ دے سکیں گے۔ اللہ فرمائے گا کہ اپنے جرائم کی پاداش میں جہنم کے ہولناک دائمی عذاب کا مزہ چکھتے رہو۔

رکوع ۹۔ آیات ۷۹ تا ۸۵

مشرک قوموں کے انجام سے سبق حاصل کرو

نویں رکوع میں ارشاد ہوا کہ اللّٰہ نے انسان کی سہولت اور فوائد کے لیے چوپائے اور کشتیاں بنائیں ہیں۔ اللّٰہ کی بیشمار نعمتیں استعمال کرنے کے باوجود انسانوں کی اکثریت اللّٰہ کی نافرمان ہے۔ ماضی میں کئی ایسی قومیں گزری ہیں

جو موجودہ اقوام کے مقابلہ میں
افرادی قوت، اسباب اور ٹیکنالوجی
کے اعتبار سے بہت آگے تھیں۔ جب ان
کے پاس رسولؑ علم ہدایت لے کر آئے
تو انہوں نے اپنے علوم و فنون کو
بہتر سمجھتے ہوئے علم ہدایت کو
حقارت سے ٹھکرا دیا۔ البتہ جب اللہ
کی طرف سے آفت آئی تو ان کی
ساری ٹیکنالوجی دھری رہ گئی۔
عذاب دیکھ کر وہ توبہ کرنے لگے

لیکن اب اصلاح کا وقت گزر چکا تھا۔ شدید عذاب نے انہیں ملیا میٹ کر دیا۔

۴۱۔ سورة فصلت

اللہ ہی کی طرف دعوت دینے کا
بیان

رکوع ۱ ـ آیات ۱ تا ۸

قرآن کی عظمت اور مشرکین مکہ کی ہٹ دھرمی

پہلے رکوع میں بیان کیا گیا کہ قرآن کریم ایک فصیح اور بلیغ زبان ’’عربی‘‘ میں نازل کیا گیا ہے جس سے اس کتاب کا سمجھنا آسان ہو گیا ہے۔ کفار مکہ کی بدقسمتی ہے کہ وہ اتنی عظیم نعمت کی

ناقدری کر رہے ہیں اور بڑی ہٹ دھرمی سے اس کی تعلیمات کو جھٹلا رہے ہیں۔ ایسے ناشکروں کے لیے ہلاکت و بربادی ہے۔ اس کے برعکس جو لوگ قرآن حکیم کی دعوت قبول کر رہے ہیں اور اس کی تعلیمات پر عمل کر رہے ہیں، ان کے لیے ایسا اجر ہے جس کی کوئی انتہا نہیں۔

رکوع ۲۔ آیات ۹ تا ۱۸

شرک کرنے والوں کا انجام

دوسرے رکوع میں بتایا گیا کہ اللہ نے زمین اور اس کے جملہ خزانے چار دنوں میں بنائے۔ ساتوں آسمان دو دنوں میں تخلیق کیے۔ پھر زمین اور آسمانوں کے کردار کے لیے ایک ضابطہ طے کیا۔ جس اللہ نے یہ سب

تخلیقی عمل کیا ہے کیا کوئی اور
اس کا شریک ہو سکتا ہے؟
افسوس ہے شرک کرنے والوں پر۔
اگر وہ باز نہ آئے تو ان کا انجام
بھی وہی ہو گا جو قوم عاد اور
قوم ثمود کا ہوا۔ قوم عاد نے تکبر
سے اللہ کی بندگی کی دعوت کو
ٹھکرا دیا اور دعویٰ کیا کہ کوئی
ہے جو ہم سے زیادہ طاقتور ہو؟
اللہ نے انہیں تیز و تند ہوا سے

ہلاک کر کے ثابت کر دیا کہ وہ ان
سے زیادہ طاقتور ہے۔ قوم ثمود نے
دعوت توحید پر شرک کو ترجیح دی۔
انہیں ایک زور دار زلزلے نے تباہ کر
دیا۔ محفوظ وہی رہے جنہوں نے
دعوت حق کو قبول کیا۔

رکوع ۳۔ آیات ۱۹ تا ۲۵

مجرمین کے خلاف ان کی آنکھوں، کان اور کھالوں کی گواہی

تیسرے رکوع میں خبردار کیا گیا کہ روز قیامت مجرمین کے خلاف ان کی آنکھیں، کان اور کھالیں گواہی دیں گی۔ وہ ان سے شکایت کریں گے کہ تم نے ہمارے خلاف گواہی کیوں دی؟ ان کے اعضا

جواب دیں گے کہ اللہ کے حکم سے۔
تم سمجھتے تھے کہ ہمارے جرائم
سو پردوں میں ہو رہے ہیں اور
انہیں کوئی نہیں جانتا۔ تمہارے
اسی گمان نے تمہیں برباد کر دیا۔
اب تم خاموش رہو یا فریادیں کرو،
تمہیں بہرحال آگ کے بدترین عذاب
سے دوچار ہونا ہے۔

رکوع ۴۔ آیات ۲۴ تا ۳۲

تبلیغ قرآن میں رکاوٹ ڈالنے کا انجام

چوتھے رکوع میں مشرکین مکہ کا
یہ قول نقل ہوا کہ اگر اپنا غلبہ
برقرار رکھنا ہے تو قرآن کی تبلیغ
میں رکاوٹ ڈالو۔ قرآن کی تبلیغ
جاری رہی تو لوگ اس کی تاثیر
سے فیض یاب ہو کر دائرۂ اسلام
میں داخل ہوتے رہیں گے اور آخر کار
اسلام غالب ہو جائے گا۔ تبلیغ قرآن
کے دشمنوں کو دھمکی دی گئی
کہ عنقریب انہیں قرآن دشمنی

کی بدترین سزا دی جائے گی۔ جن
لوگوں کو انہوں نے گمراہ کیا ہے
وہ روز قیامت اللہ سے التجا کریں
گے کہ ہمیں گمراہ کرنے والے
دکھائے جائیں تاکہ ہم انہیں اپنے
قدموں تلے کچل کر رسوا کر دیں۔
جو لوگ اللہ کو رب مان کر
استقامت ظاہری و باطنی کا
مظاہرہ کرتے ہیں یعنی اللہ کے ہر
فیصلے پر راضی رہتے ہیں، اسی

کی بندگی کرتے ہیں اور اس کی
مرضی کو جاری و ساری کرنے کے
لیے تن من دھن لگاتے ہیں، فرشتے
انہیں دنیا میں سکون و اطمینان
اور آخرت میں ایسی جنت کی
بشارت دیتے ہیں جس میں ان کی
ہر خواہش کی تسکین کا سامان
ہو گا اور وہ سب کچھ ملے گا جو
وہ طلب کریں گے۔

رکوع ۵۔ آیات ۳۳ تا ۴۴

بہترین بات۔ دعوت الی اللہ

پانچویں رکوع میں ارشاد ہوا کہ
بہترین بات اس کی ہے جو لوگوں
کو اللہ کی بندگی کی طرف بلائے
اور خود بھی اچھا عمل کرے۔ اسی
طرح صبر کی اعلیٰ صورت یہ ہے
کہ مخالفین کی طرف سے کی

جانے والی برائی کا جواب بھلائی سے دیا جائے۔ اس طرز عمل سے جانی دشمن بھی گرم جوش دوست بن جاتا ہے۔ البتہ جو بد باطن قرآن کی دعوت کی مخالفت کرتے ہیں یا اس کی آیات کا سیاق و سباق سے ہٹ کر یا احادیث مبارکہ سے ملنے والی رہنمائی کے برخلاف مفہوم بیان کرتے ہیں، وہ اللہ کے علم میں ہیں۔ قرآن حکیم

ایک زبردست کتاب ہے۔ اس کتاب کے مضامین پر کھلم کھلا اعتراضات کیے جائیں یا لبادہ اوڑھ کر دھوکہ دینے کے انداز میں شکوک و شبہات پیدا کیے جائیں، قرآن ایسی تمام مذموم کوششوں کو خود ہی ناکام بنا دے گا۔ اللہ نے قرآن کے صرف الفاظ کی نہیں بلکہ اس کے صحیح مفہوم کی حفاظت بھی اپنے ذمہ لے رکھی ہے۔

رکوع ۴۔ آیات ۴۵ تا ۵۴

قرآن کی حقانیت واضح ہو کر رہے گی

سورۂ حٰم السجدہ کے چھٹے رکوع
میں آگاہ کیا گیا کہ قیامت کا علم
صرف اللّٰہ ہی کے پاس ہے۔ اسے ہر
شے کا علم ہے۔ یہاں تک کہ وہ
جانتا ہے کہ کس خوشہ سے کیسا
پھل نکلے گا اور کوئی مادہ کیا
جنم دینے والی ہے؟ روز قیامت اللّٰہ
مشرکین سے پوچھے گا کہ کہاں
ہیں وہ ہستیاں جنہیں تم نے میرا
شریک قرار دیا تھا؟ مشرکین اپنے

شرک کے جرم کا انکار کریں گے۔ ان کا کوئی خود ساختہ معبود، ان کی مدد کو نہ آئے گا۔ اکثر انسان نعمت ملنے پر اتراتے ہیں اور تکلیف آنے پر انتہائی مایوس اور نا امید ہو جاتے ہیں۔ اللہ ہمیں اپنی نعمتوں پر شکر کرنے اور اگر کوئی آزمائش آ ہی جائے تو اس پر صبر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!
عنقریب اللہ کائنات اور خود انسان

کے وجود میں لوگوں کو ایسی نشانیاں دکھائے گا جو قرآن کی دی ہوئی خبروں کے عین مطابق ہوں گی۔ تب لوگوں پر واضح ہو جائے گا کہ قرآن کی ہر بات سچی ہے۔ کائنات کی ہر شے کا خالق اللہ ہے اور وہ اللہ ہی کے حکم سے کام کر رہی ہے، جبکہ قرآن اللہ کا کلام ہے۔ اِن دونوں میں تضاد نا ممکن ہے۔

پارہ ۲۵

پچیسویں پارے میں سورۃ حم
السجدہ کا آخری رکوع، ۵ رکوعوں
پر مشتمل مکمل سورۃ شوریٰ، ۷
رکوعوں پر مشتمل مکمل سورۃ
زخرف، ۳ رکوعوں پر مشتمل مکمل
سورۃ دخان اور ۴ رکوعوں پر

مشتمل مکمل سورة جاثیہ شامل ہیں۔

۴۲۔ سورة الشوریٰ

غلبۂ دین کے لیے جد و جہد کرنے کا بیان

رکوع ۱ـ آیات ۱ تا ۹

شرک پر آسمانوں کا غیظ و غضب

پہلے رکوع میں خبردار کیا گیا کہ جب اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کیا جاتا ہے تو آسمان غضب ناک ہو کر جوش سے پھٹ پڑنے کے قریب ہوتے ہیں۔ یہ فرشتے ہیں کہ جن کی اہل زمین کے لیے دعائے مغفرت ایسا نہیں ہونے دیتی۔ البتہ

مشرکین اللہ کی نگاہ میں ہیں
اور وہ عنقریب اپنے کیے کی سزا
پائیں گے۔ نبی اکرمﷺ کی ذمہ
داری ہے کہ اہل مکہ اور اطراف
میں بسنے والوں تک اللہ کا پیغام
پہنچادیں اور انہیں آخرت کی
جوابدہی کے حوالے سے خبر دار
کریں۔ آپﷺ کی دعوت قبول کرنے
والے جنت میں اور قبول نہ کرنے

والے ظالم دہکتی ہوئی آگ میں ہوں گے۔

رکوع ۲۔ آیات ۱۰ تا ۱۹

اقامت دین کا حکم

دوسرے رکوع میں ہدایت دی گئی کہ اپنے جملہ معاملات میں اللّٰہ ہی کو حاکم مانو اس لیے کہ وہی تمہارا خالق، مالک اور رازق ہے۔

مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ وہ
دین کو قائم ونافذ کریں اور اس
عظیم مشن کے حوالے سے باہم
اختلاف نہ کریں۔ اللہ نے اسی مشن
کے لیے بھیجا تھا حضرت نوحؑ،
حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ اور
حضرت عیسیٰؑ کو۔ پھر یہی مشن
دیا گیا نبی اکرمﷺ کو۔ امت
مسلمہ کے لیے اعزاز ہے کہ اسے
وہی ذمہ داری دی گئی جو اس

سے قبل جلیل القدر رسولوں کی
تھی۔ البتہ آگاہ کیا گیا کہ اللّٰہ کا
عطا کردہ عادلانہ دین قائم کرنا
مشرکین کو بہت ناگوار ہے۔ خواہ
وہ سیاسی مشرک ہوں جنہوں نے
اپنی حکمرانی قائم کر کے لوٹ مار
مچا رکھی ہو یا مذہبی مشرک
جو جھوٹے معبودوں کے تصورات دے
کر لوگوں سے نذرانے وصول کر رہے
ہوں۔ ایسے ظالم اقامت دین کے

مشن کی بھر پور مخالفت کریں گے
لیکن اللہ اہل حق کی مدد کرے
گا۔ ایسے لوگوں کا کوئی عذر اللہ
کے ہاں قبول نہیں جو اقامت دین
کی جد و جہد سے گریز کر رہے
ہیں۔ ان کے سامنے ایسے جواں مرد
موجود ہیں جو اقامت دین کے
عظیم مشن کے لیے مال و جان کی
قربانیاں پیش کر رہے ہیں۔ اس
مشن سے گریز کرنے والوں پر اللہ کا

غضب نازل ہو کر رہے گا۔ کتاب اور شریعت کا عطا کیا جانا محض حصول ثواب یا ایصال ثواب کے لیے نہیں بلکہ عمل اور نفاذ کے لیے ہے۔ جو لوگ ایسا نہیں کر رہے وہ آگاہ ہو جائیں کہ روز قیامت ان سے پوچھا جائے گا کہ تم نے احکامات شریعت کے نفاذ سے کیوں گریز کیا؟ اس حقیقت کا احساس کر کے سچے اہل ایمان ڈرتے رہتے ہیں۔ البتہ

آخرت میں جوابدہی کے حوالے سے
وہی لوگ جھگڑتے ہیں جو بہت
دور کی گمراہی میں ہیں۔

رکوع ۳۔ آیات ۲۰ تا ۲۹

کیا خود ساختہ معبودوں نے کوئی شریعت دی ہے؟

تیسرے رکوع میں بیان کیا گیا کہ
خود ساختہ معبودوں کی عبادت

کرنے والے خود غرض ہیں۔ ان
معبودوں نے کوئی شریعت تو دی
نہیں کہ جس کے نفاذ یا اس پر
عمل کے لیے مشقت اٹھانی پڑے۔
اس کے برعکس مشرکین چاہتے
ہیں کہ ان کے معبود دنیا میں
بھی ان کی مشکلات آسان کریں
اور آخرت میں بھی ان کے سیاہ
اعمال کی بخشش کے لیے اللہ کی
بارگاہ میں شفاعت کریں۔ اِن

ظالموں کی یہ خواہشات پوری نہ
ہوں گی اور انہیں اپنے اعمال کی
بدترین سزا ملے گی۔ اس کے
برعکس سچے مومن جنہوں نے
شریعت پر عمل اور اس کے نفاذ کے
لیے قربانیاں دی ہوں گی، ایسے
باغات میں ہوں گے جہاں ان کی
ہر خواہش کی تسکین ہو گی۔
اللہ دعائیں بھی ان ہی کی قبول
کرتا ہے جو اللہ کی پکار پر لبیک

کہہ کر مال و جان کی قربانیاں دیتے ہیں۔ اس کے برعکس جو لوگ اللہ کے احکامات سے پہلو تہی کرتے ہیں ان کے لیے دعاؤں کی قبولیت تو درکنار بلکہ شدید عذاب ہے۔

رکوع ۴ـ آیات ۳۰ تا ۴۳

اقامت دین کے لیے جد و جہد کرنے والوں کے اوصاف

چوتھے رکوع میں اقامت دین کے لیے جد و جہد کرنے والوں کے اوصاف بیان کئے گئے ہیں۔ وہ دنیا کی عارضی اور کم تر نعمتوں کے مقابلہ میں آخرت کی دائمی اور برتر نعمتوں کو ترجیح دیتے ہیں۔ وہ اپنے اسباب کی قلت سے مایوس

نہیں ہوتے اور باطل کی قوت و
کثرت وسائل سے مرعوب نہیں
ہوتے۔ ان کا مکمل بھروسہ اللہ پر
ہوتا ہے۔ وہ بڑے بڑے گناہوں اور بے
حیائی کی باتوں سے اجتناب کرتے
ہیں۔ وہ غصے یا جذبات کی شدت
سے کوئی اقدام نہیں کرتے بلکہ ان
کیفیات میں مخالفین سے درگزر
کرتے ہیں۔ وہ اپنے رب کے ہر حکم پر
لبیک کہتے ہیں اور اس کی

فرمانبرداری میں جان و مال کی
بازی لگا دیتے ہیں۔ وہ اللہ سے لو
لگانے اور مدد حاصل کرنے کے لیے نماز
قائم کرتے ہیں۔ وہ باہمی معاملات
مشوروں کے ذریعے طے کرتے ہیں۔ وہ
اللہ کی خوشنودی کے حصول اور
نفوس کے تزکیہ کے لیے اللہ کے دیے
ہوئے مال میں سے خرچ کرتے ہیں۔
جب ان پر زیادتی ہوتی ہے تو وہ
بدلہ لیتے ہیں۔ برائی کا بدلہ لینے

والوں پر کوئی ملامت نہیں۔
ملامت تو ان کو کی جائے گی جو لوگوں پر ظلم کر رہے ہیں اور زمین میں فساد مچا رہے ہیں۔ ہاں جب تک اتنی قوت نہیں ہے کہ ظالموں سے ان کی برائی کا بدلہ لیا جا سکے تو ایسے میں انہیں معاف کر دینا ہی باعث اجر و ثواب ہے اور بلا شبہ یہ بہت ہی ہمت کا کام ہے۔

رکوع ۵ ۔ آیات ۴۴ تا ۵۳

اللہ کی پکار پر لبیک کہو

پانچویں رکوع میں للکارنے کے
اسلوب میں دعوت دی گئی کہ
اللہ کی پکار پر لبیک کہو۔ اس
سورۃ مبارکہ میں اللہ کی ایک
ہی پکار سامنے آئی یعنی اللہ کے
دین کو غالب کرنے کے لیے جد و جہد

کرو۔ ایسا نہ ہو کہ تم تاخیر کرتے
رہو اور موت یا قیامت کا وہ دن آ
جائے جو پھر ٹلے گا نہیں۔ اس روز
انسان کے لیے کوئی پناہ گاہ نہ ہو
گی اور نہ ہی اس کا کوئی عذر
قابل قبول ہو گا۔ اللہ ہمیں موت
کا دن آنے سے پہلے پہلے اپنے حکم پر
لبیک کہنے کی توفیق عطا فرمائے۔
آمین!

۴۳۔ سورۃ الزخرف

توحید کا بیان اور شرک کی مذمت

رکوع ۱ ۔ آیات ۱ تا ۱۵

اللہ کے احسانات

پہلے رکوع میں بیان کیا گیا کہ
سرکش قوموں نے ہر دور میں

انبیاءً کا مذاق اڑایا۔ وہ قومیں قوت و وسائل میں مشرکین مکہ سے کہیں زیادہ آگے تھیں، لیکن اللہ نے انہیں تباہ و برباد کر دیا۔ مشرکین مکہ بھی اگر باز نہ آئے تو ایسے ہی انجام سے دو چار ہوں گے۔ کاش وہ اپنے خالق کے احسانات پر غور کریں۔ اس نے زمین کو انسانوں کے لیے بچھونا بنا دیا تاکہ سہولت سے اس پر آباد ہوں،

قدرتی راستے بنا دیے تاکہ لوگ
اپنی مطلوبہ منزلوں تک پہنچ
سکیں، آسمان سے پانی نازل فرمایا
اور پانی سے کیسی کیسی نباتات
پیدا فرمائیں۔ جو اللّٰہ مردہ زمین
سے نباتات نکال سکتا ہے وہ تمام
انسانوں کو بھی مرنے کے بعد
دوبارہ زندہ کرے گا۔ اس نے ہر شے
جوڑے کی صورت میں پیدا کی،
جیسے سمندر کی سواری کشتیاں

ہیں اور خشکی کی سواری بڑے
بڑے جانور۔ سواری پر سوارہو کر
ہمیں اللّٰہ کا شکر ادا کرنا چاہیے
اور یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے
کہ ایک سفر تو ہم سواری پر کر
رہے ہیں اور ہمارا ایک اور سفر
بھی جاری ہے۔ یہ سفر زندگی کا
ہے جو ہمیں موت، آخرت اور اللّٰہ کے
سامنے حاضری کی طرف لے جا رہا
ہے۔ اللّٰہ روز آخرت ہمیں ہر قسم

کی رسوائی سے محفوظ فرمائے۔

آمین!

رکوع ۲۔ آیات ۱۴ تا ۲۵

اللہ کا اذن اور ہے، اس کی رضا اور

دوسرے رکوع میں بتایا گیا کہ مشرکین کہتے ہیں کہ اگر اللہ چاہتا تو ہمیں شرک سے روک دیتا۔

حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے دنیا میں انسانوں کو اختیار دیا ہے۔ انسان اگر گمراہی کا راستہ اختیار کرتا ہے تو اس کا اذن بھی اللہ ہی دیتا ہے لیکن اس نے بتا دیا ہے کہ یہ راستہ اللہ کو ناراض کرنے والا ہے۔ اس کے برعکس اگر انسان نیکی کرتا ہے تو اللہ ہی اس کی توفیق دیتا ہے اور اس پر بہت خوش ہوتا ہے۔ مشرکین شرک کے

لیے دلیل دیتے رہے کہ ہم تو باپ
دادا کی پیروی کر رہے ہیں۔ کسی
بھی فعل کے حق ہونے کے لیے دلیل
اللہ کی عطا کردہ تعلیمات ہیں
نہ کہ باپ دادا کی پیروی۔

رکوع ۳۔ آیات ۲۴ تا ۳۵

اہمیت دولت کی نہیں
پاکیزہ کردار کی ہے

تیسرے رکوع میں مشرکین مکہ کا
یہ طنزیہ سوال نقل ہوا کہ قرآن
مکہ اور طائف کے کسی دولت مند
انسان پر کیوں نازل نہیں کیا گیا؟
در حقیقت اللہ کی نگاہ میں
اہمیت دولت کی نہیں، پاکیزہ
کردار کی ہے۔ دولت کی تقسیم کا
نظام کاروبار دنیا چلانے کے لیے بنایا
گیا ہے تاکہ مالدارلوگ تنگ دستوں
کو معاوضہ دے کر ان سے کام لے

سکیں۔ اگر سب لوگ معاشی اعتبار
سے ایک ہی معیار پر ہوتے تو
مشقت والے کام کون کرتا؟ البتہ
آخرت میں کامیابی دولت سے نہیں
پاکیزہ کردار سے ملے گی۔ اگر یہ
اندیشہ نہ ہوتا کہ لوگ دنیا کی
لالچ میں کافر ہو جائیں گے تو اللہ
تمام کافروں کو سونے کے گھرعطا
کر دیتا۔ اصل اہمیت آخرت کی
نعمتوں کی ہے اور یہ نعمتیں

انہیں ملیں گی جو اللہ کی
فرمانبرداری اختیار کریں گے۔

رکوع ۴۔ آیات ۳۴ تا ۴۵

شیطان کس پر مسلط کیا جاتا ہے؟

چوتھے رکوع میں خبردار کیا گیا کہ
جو انسان اللہ کی یاد سے غافل
ہوتا ہے، اللہ اس پر بطور سزا

شیطان کو مسلط کر دیتا ہے۔
شیطان اس کا ساتھی بن کر اسے
اللہ سے دور کر دیتا ہے۔ جب انسان
روز قیامت اپنی غفلت کا انجام
دیکھے گا تو انتہائی نادم ہو گا۔
وہ گمراہ کرنے والے شیطان سے دور
بھاگنے کی کوشش کرے گا لیکن
اب اسے شیطان کے ہمراہ عذاب کا
سامنا کرنا ہو گا۔

رکوع ۵۔ آیات ۴۴ تا ۵۴

آل فرعون کی بد نصیبی

پانچوں رکوع میں ارشاد ہوا کہ
اللہ نے حضرت موسیٰؑ کو آل فرعون
کی طرف بڑی واضح نشانیوں کے
ساتھ بھیجا۔ ان بدنصیبوں نے ان
نشانیوں کا مذاق اڑایا۔ اللہ نے بطور
سزا ان پر عذاب بھیجے تاکہ وہ اپنے

جرائم پر نادم ہوں۔ اُنہوں نے حضرت
موسیٰؑ سے درخواست کی کہ وہ
اللّٰہ سے عذاب کے ٹلنے کی دعا
کریں۔ اگر عذاب ٹل گیا تو ہم ایمان
لے آئیں گے۔ پھر جب عذاب ٹل گیا تو
وہ وعدہ خلافی کرنے لگے۔ فرعون نے
تکبر سے کہا کہ میں پورے مصر کا
بادشاہ ہوں جبکہ موسیٰؑ کے پاس
کوئی اختیار نہیں۔ اگر وہ واقعی
اللّٰہ کے رسول ہوتے تو ہر وقت

فرشتوں کے گھیرے میں ہوتے اور
سونے کے کنگن پہنے ہوئے ہوتے۔
فرعون نے اپنی قوم کی مت مار
دی اور وہ سرکشی کی آخری حد
کو پہنچ گئی۔ اللہ نے اسے سمندر
میں غرق کر کے نشان عبرت بنا دیا۔

رکوع ۴۔ آیات ۵۷ تا ۴۷

حضرت عیسیٰ قیامت کی ایک نشانی ہیں

چھٹے رکوع میں مشرکین مکہ کی حضرت عیسیٰ سے دشمنی کا رد کیا گیا ہے۔ مشرکین دعویٰ کرتے تھے کہ ہمارے معبودفرشتے ہیں جو عیسائیوں کے معبود حضرت عیسیٰ سے بہتر ہیں۔ حضرت عیسیٰ انسان تھے اور کئی بشری

کمزوریوں کے حامل تھے۔ ان کے ماننے
والے تو یہ تصور رکھتے ہیں کہ
انہیں صلیب پر لٹکا دیا گیا تھا۔
اللہ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰؑ
اللہ کے بندے تھے اور پاکیزہ کردار
کی بہترین مثال تھے۔ وہ قیامت
کی ایک نشانی ہیں۔ انہیں صلیب
نہیں دی گئی بلکہ آسمان کی
طرف اٹھالیا گیا۔ وہ قرب قیامت،
دوبارہ نازل ہوں گے۔ وہ بڑے واضح

معجزات لے کر آئے اور بنی اسرائیل کو اللہ کی خالص بندگی کی دعوت دی۔ بنی اسرائیل میں سے کچھ ان کی دعوت پر ایمان لائے اور اکثریت نے ان کی دعوت کی مخالفت کی۔ روز قیامت مخالفت کرنے والوں کو بدترین عذاب کا سامنا کرنا ہو گا۔ اس روز گرم جوش دوست بھی آپس میں ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے۔ البتہ

متقی اس روز بھی ایک دوسرے سے محبت کریں گے۔

رکوع ۷۔ آیات ۴۸ تا ۸۹

مشرکین مکہ کی محرومی

ساتویں رکوع میں آگاہ کیا گیا کہ روز قیامت اللہ کے فرمانبردار اپنے اعمال کی وجہ سے ابدی نعمتیں حاصل کریں گے۔ اس کے برعکس

مجرم اپنے جرائم کی پاداش میں
ہمیشہ ہمیش جہنم کی آگ میں
جلیں گے۔ ان پر سے عذاب ذرا سی
دیر کے لیے بھی نہیں ہٹے گا۔
مشرکین مکہ کہتے ہیں کہ فرشتے
اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ اگر واقعی
اللہ کی کوئی اولاد ہوتی تو
سب سے پہلے اس کی بندگی اللہ
کے رسولﷺ کرتے۔ اللہ کی کوئی
اولاد نہیں۔ وہی معبود حقیقی

ہے۔ ہر شے پر اسی کی بادشاہت
قائم ہے۔ اس کی بارگاہ میں
کسی کو اختیار نہیں کہ وہ
کسی کی سفارش کرے مگر اس
کی اجازت سے۔ مشرکین مکہ کی
بدنصیبی اور محرومی یہ تھی کہ
وہ اللہ کی نازل کردہ تعلیمات اور
اللہ کے بھیجے ہوئے رسولﷺ پر
ایمان لانے کو تیار نہ تھے۔ نبی
اکرمﷺ نے بالآخر ان سے مایوس ہو

کر اللہ کے سامنے فریاد کی کہ یہ
لوگ ایمان نہیں لا رہے۔ اللہ نے
جواب دیا کہ ان سے رخ پھیر لیجئے
اور سلام کہہ کر ان سے جدائی
اختیار کر لیجئے۔ ایمان نہ لانے کا
انجام وہ عنقریب دیکھ لیں گے۔

۴۴۔ سورة الدخان

مشرکین مکہ کے شبہات کا مؤثر

رد

رکوع ۱ ۔ آیات ۱ تا ۲۹

آخرت کی جوابدہی سے

غفلت کا انجام

پہلے رکوع میں بیان ہوا کہ قرآن
حکیم لوح محفوظ سے دنیوی
آسمان پر ایک برکت والی رات میں
نازل کیا گیا۔ اس کے نزول کا مقصد
لوگوں کو آخرت کی جوابدہی سے
خبردار کرنا ہے۔ مشرکین مکہ آخرت
کی جوابدہی کی خبرکا مذاق اڑا
رہے تھے۔ انہیں جھنجھوڑنے کے لیے
اللہ نے ان پر قحط کا عذاب مسلط
کر دیا۔ وہ فریاد کرنے لگے کہ ہم پر

سے یہ عذاب ہٹا دیا جائے۔ اگر ایسا
ہوا تو ہم ایمان لے آئیں گے۔ اللہ نے
فرمایا کہ ان سے اگر عذاب دور کر
دیا جائے تب بھی یہ ایمان نہیں
لائیں گے۔ ایسی و عدہ خلافی ان
سے پہلے آل فرعون بھی کر چکے
ہیں۔ عنقریب وعدہ خلافی کرنے
والوں سے انتقام لیا جائے گا اور
انہیں روز قیامت ایک بڑے عذاب سے
دوچار کر دیا جائے گا۔

رکوع ۲۔ آیات ۳۰ تا ۴۲

کیا مرنے کے بعد دوبارہ زندہ نہیں ہونا؟

دوسرے رکوع میں ارشاد ہوا کہ مشرکین مکہ بڑے تکبر کے ساتھ دعوئ کرتے ہیں کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ نہیں کیا جائے گا۔ جواب دیا گیا کہ دنیا عمل کی جگہ ہے۔

مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیا جائے گا تاکہ ہر شخص کو اس کے عمل کا بدلہ دیا جائے۔ اس وقت کوئی دوست کسی دوست کے کام نہ آ سکے گا اور نہ کہیں اور سے مدد حاصل ہو سکے گی۔ کامیاب وہی ہو گا جس پر اللہ کی رحمت ہوئی۔

رکوع ۳۔ آیات ۴۳ تا ۵۹

آخرت میں برا اور اچھا انجام

تیسرے رکوع میں اللہ کے نافرمانوں کو جہنم میں ملنے والے شدید عذاب کی تفصیل اور فرمانبرداروں کو جنت میں حاصل ہونے والی عظیم نعمتوں کا ذکر ہے۔ نبی اکرمﷺ کو بشارت دی گئی کہ

آپﷺ کی مبارک زبان سے اس قرآن کی تعلیمات کو سمجھنا لوگوں کے لیے آسان کر دیا گیا ہے۔ جو نہیں سمجھ رہے وہ بد نصیب آخرت میں برے انجام کا انتظار کر رہے ہیں۔

۴۵۔ سورة الجاثیہ

کافروں پر اتمامِ حجت

رکوع ۱۔ آیات ۱ تا ۱۱

آیات الٰہی سے غفلت کا انجام

پہلے رکوع میں آیات آفاقی، آیات
انفسی اور آیات قرآنیہ پر غور و
فکر کی دعوت دی گئی ہے۔ ایسے
بدنصیبوں کے لیے شدید وعید کا
بیان بھی ہے جو اللہ کی آیات
سننے کے باوجود اپنے کفر پر اڑے رہتے
ہیں۔ بعض ایسے بھی ہیں جو اللہ
کی آیات کو سمجھنے کے بعد ان پر
اعتراضات کرتے اور ان کا مذاق اڑاتے
ہیں۔ ایسے لوگوں کے لیے بہت بڑا،

درد ناک اور ذلت والا عذاب ہے۔ ان کی کوئی نیکی بھی ان کے کام نہ آئے گی اور نہ ہی کسی کی سفارش انہیں فائدہ پہنچائے گی۔

رکوع ۲۔ آیات ۱۲ تا ۲۱

تسخیر کائنات کی بشارت

دوسرے رکوع میں بیان کیا گیا کہ اللّٰہ نے آسمان اور زمین کی ہر شے

انسانوں کے لیے مسخر کر دی ہے۔
یہی بشارت ہے جو جدید سائنسی
ترقی کی بنیادبن گئی۔ مسلمانوں
نے غور و فکر کر کے کئی مظاہر
قدرت کو دریافت کیا، تسخیر کیا
اور پھر ایجادات کے ذریعہ ان سے
فوائد حاصل کیے۔ البتہ رفتہ رفتہ
ہم نے تحقیق و جستجو کی یہ
نعمت اہل مغرب کو منتقل کی اور
خود غافل ہو گئے۔ اس رکوع میں

مسلمانوں کو کافروں کے ظلم و ستم پر صبر کی تلقین بھی کی گئی۔ عنقریب روز جزا آنے والا ہے جس میں ہر انسان کو اس کے کیے کا بدلہ دے دیا جائے گا۔ اللہ نے ماضی میں بنی اسرائیل کو چن لیا تھا۔ انہیں عادلانہ شریعت دی اور کئی نعمتوں سے نوازا۔ اُنہوں نے باہم ضد کی وجہ سے اختلاف کر کے تفرقہ پیدا کیا اور رسوا ہوئے۔

اب مسلمانوں کی آزمائش کا سلسلہ جاری ہے۔ ہماری خیر اسی میں ہے کہ شریعت پر عمل کریں، اسے نافذ کریں اور خواہشات کی پیروی نہ کریں۔ شیطان دھوکہ دیتا ہے کہ اللہ بڑی وسیع رحمت والا ہے۔ وہ ہر انسان کو معاف فرما دے گا۔ نہیں! کامیاب وہ ہو گا جو شریعت پر عمل کرے گا۔ جو

ایسا نہیں کرے گا اللہ اسے سزا دے گا۔

رکوع ۳۔ آیات ۲۲ تا ۲۴

نفس کی غلامی بھی شرک ہے

تیسرے رکوع میں ان لوگوں کی مذمت کی گئی جو نفسانی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں۔

واضح کیا گیا کہ یہ لوگ بھی

شرک کا ارتکاب کرتے ہیں کیونکہ

ان کا معبود اللہ نہیں نفس ہے۔

بعض بدنصیب علم رکھنے کے

باوجود نفس پرستی کرتے ہیں۔

اس سے مراد علماء سو بھی ہیں

اور وہ سائنس دان بھی ہیں

جنہوں نے بڑے بڑے مظاہر قدرت کی

تاثیر دیکھی لیکن وہ بدنصیب اپنے

خالق کی معرفت سے محروم رہے۔

بعض گمراہ لوگ سرے سے اللہ کے
وجود ہی کے قائل نہیں۔ ان کی
رائے یہ ہے کہ زندگی صرف دنیا
ہی کی ہے۔ ہم خود ہی پیدا
ہوئے اور اب خود ہی مرجائیں گے۔
واضح کیا گیا کہ تمہیں اللہ نے
زندہ کیا ہے اور زندہ رکھا ہوا ہے۔
وہ تمہیں موت دے گا اور پھر
دوبارہ زندہ کر کے ایک ایک عمل کا

حساب لے گا۔ تم مانویا نہ مانو،

حقیقت یہی ہے۔

رکوع ۴۔ آیات ۲۷ تا ۳۷

گمراہ کن تصورات دینے والے برباد ہوں گے

آخری رکوع میں آگاہ کیا گیا کہ

کائنات کا بادشاہ حقیقی اللہ ہے۔

وہ لوگوں سے اعمال کا حساب لینے

کے لیے قیامت قائم فرمائے گا۔
جھوٹے تصورات دینے والے اس روز
خسارے میں ہوں گے۔ جو لوگ اللہ
کی عطا کردہ تعلیمات پر ایمان
لائے اور ان کے مطابق عمل کیا، اللہ
انہیں اپنی رحمت میں داخل فرمائے
گا۔ اس کے برعکس جنہوں نے اللہ
کی آیات کا انکار کیا وہ سخت
عذاب میں ہوں گے۔ جب مجرمین
جہنم کی آگ میں جل رہے ہوں گے

تو اللہ فرمائے گا کہ ہم نے تمہیں
اسی طرح سے نظر انداز کر دیا ہے
جیسے تم نے دنیا میں روز قیامت کے
حساب کتاب کو بھلا رکھا تھا۔
ظالموں کا یہ انجام مظلوموں کے
لیے باعث تسکین ہو گا۔ اسی لیے
آخری آیات میں اللہ کے لیے شکر اور
بڑائی کا مضمون وارد ہوا ہے۔ اس
اللہ کا شکر ہے جس کی بڑائی
جاری و ساری ہے اور وہ مظلوموں

کی خوب داد رسی کرنے والا ہے۔
ظالموں کو ان کے ظلم کی قرار
واقعی سزا دے کر اس نے
مظلوموں کے سینے کو کیا خوب
ٹھنڈک اور فرحت بخشی ہے۔

پارہ ۲٦

چھبیسویں پارے میں سورۃ احقاف
تا سورۃق پانچ مکمل سورتیں اور
سورۃ ذاریات کا پہلا رکوع شامل
ہے۔

۴٦۔ سورۃ الاحقاف

عقائد اور اعمال کی اصلاح کا مؤثر
بیان

رکوع ۱۔ آیات ۱ تا ۱۰

روز قیامت مشرکین کے معبود ان کے دشمن ہوں گے

سورۃ احقاف کے پہلے رکوع میں بیان ہوا کہ اللہ نے انتہائی وسیع اور با مقصد کائنات تخلیق کی ہے۔

جن ہستیوں کو اللہ کے ساتھ
شریک کیا جاتا ہے، کیا انہوں نے
بھی کچھ بنایا ہے؟ یقیناً نہیں! تو
پھر اللہ کے ساتھ کسی کو شریک
کرنے کا کیا جواز ہے؟ مشرکین
فرشتوں یا اولیاء اللہ کو معبود
مان کر ان سے دعائیں کرتے ہیں۔ یہ
ہستیاں قیامت تک ان کی دعاؤں
کا جواب نہیں دے سکتیں۔ روز
قیامت وہ اللہ کے سامنے ان

مشرکین کی دشمن بن جائیں گی
اور ان کی دعاؤں اور نذر و نیاز کی
عبادات سے اعلان بیزاری کریں گی۔
نبی اکرمﷺ کو تلقین کی گئی
کہ وہ مشرکین کو آگاہ کر دیں
کہ میں بالکل اسی طرح سے اللہ
کا رسول ہوں جیسے مجھ سے قبل
بھی کئی رسولؑ دنیا میں تشریف
لائے۔ بنی اسرائیل کے ایک عالم
(حضرت عبد اللہ بن سلامؓ نے تورات

کے ذریعہ میری رسالت کی تصدیق

کی ہے اور وہ ایمان لے آئے ہیں۔

اس کے باوجود تمہاری مخالفت

بہت بڑی نا انصافی اور ظلم ہے۔

رکوع ۲۔ آیات ۱۱ تا ۲۰

اچھا اور برا کردار

انسان فکری اعتبار سے ۴۰ برس

کی عمر میں پختگی حاصل کرتا

ہے۔ عمر کے اس مرحلہ پر اللہ کا
نیک بندہ بارگاہِ الٰہی میں یوں
عرض کرتا ہے کہ اے اللہ! مجھے
توفیق عطا فرما کہ میں تیری
نعمتوں کا شکر کر سکوں۔ میں وہ
نیکیاں کر سکوں جن سے تو راضی
ہو جائے۔ میری اولاد کو نیک اور
میرے لیے صدقۂ جاریہ بنا دے۔ بشارت
دی گئی کہ ایسے نیک بندے کے
گناہوں سے اللہ صرف نظر فرمائے

گا اور اس کی تمام نیکیاں قبول
کی جائیں گی۔ اس کے برعکس
ایسا شخص انتہائی بد نصیب ہے
جس کے والدین نیک ہوں لیکن وہ
ان کی نافرمانی کرتے ہوئے
گمراہی کی راہ اختیار کرے۔ والدین
اسے تلقین کریں کہ اس حقیقت پر
ایمان رکھو کہ مرنے کے بعد دوبارہ
زندہ ہو کر اپنے اعمال کی
جوابدہی کرنی ہے۔ وہ پلٹ کر کہے

کہ آج تک کوئی انسان مرنے کے بعد دوبارہ زندہ نہیں ہوا اور نہ ہو گا۔ ایسا کردار رکھنے والے لوگ اگر توبہ نہیں کریں گے تو ہمیشہ جہنم کی آگ میں جلتے رہیں گے۔

رکوع ۳۔ آیات ۲۱ تا ۲۴

قوم عاد کی بربادی کی داستان

تیسرے رکوع میں قوم عاد کی
بربادی کا ذکر ہے۔ اس قوم نے اللہ
کے رسول حضرت ہودؑ کی دعوت کو
تکبر سے جھٹلا دیا اور عذاب لے آنے
کا مطالبہ کیا۔ اللہ نے تیز ہواؤں
کے ذریعہ بڑے گاڑھے بادل اس قوم
کی بستیوں کی طرف بھیجے۔
بادلوں کو دیکھ کر وہ قوم خوش
ہوئی کہ یہ ہم پر برسیں گے
لیکن وہ تیز ہوائیں عذاب کی

صورت اختیار کرتی گئیں۔ اُنہوں نے سامنے آنے والی ہر شے کو اٹھا کر پٹخ دیا۔ اہل ایمان کے سوا قوم کا ہر فرد ہوا کی زد میں آ کر ہلاک ہو گیا۔ شاندار محلات باقی رہ گئے لیکن ان میں بسنے والے تباہ و برباد ہو گئے۔

رکوع ۴۔ آیات ۲۷ تا ۳۵

حق کی دعوت۔ جنات کی زبانی

چوتھے رکوع میں ارشاد ہوا کہ
اللہ نے کئی مشرک قوموں کو
ہلاک کیا لیکن ان کے خود ساختہ
معبود انہیں اللہ کے عذاب سے
بچانہ سکے۔ بلا شبہ اللہ کے سوا
کوئی مشکل کشا اور مددگار
نہیں۔ پھر اس واقعہ کا ذکر ہوا

کہ جب جنات کی ایک جماعت نے
نبی اکرمﷺ کی زبان مبارک سے
تلاوت قرآن حکیم سننے کی
سعادت حاصل کی۔ تلاوت سن کر
وہ جنات اپنی قوم کی طرف گئے
اور جا کر قرآن کے حق ہونے کی
گواہی دی۔ اُنہوں نے کہا کہ اس
داعئ حق کی پکار پر لبیک کہتے
ہوئے ایمان لے آؤ جس پر قرآن نازل
ہوا ہے۔ اللہ ایمان لانے والوں کے

تمام گناہ معاف فرما دے گا اور
انہیں دردناک عذاب سے بچالے گا۔
البتہ اگر ہم نے حق کی دعوت کو
قبول نہ کیا تو کوئی ہمیں اللّٰہ
کی پکڑ سے نہیں بچا سکے گا۔
سوچیے! جنات نے صرف ایک بار قرآن
سنا اور نہ صرف اس پر ایمان لائے
بلکہ دوسروں کو بھی ایمان لانے
کی دعوت دینے لگے۔ اللّٰہ ہمیں
بھی اسی طرز عمل کی توفیق

عطا فرمائے کیونکہ یہی سب سے
بہترین طرزِ عمل ہے۔ ارشاد نبویﷺ
ہے ’’تم میں سے بہترین لوگ وہ
ہیں جو قرآن سیکھیں اور
سکھائیں‘‘ (بخاری)۔

۴۷۔ سورۃ محمد

مومنانہ، کافرانہ اور منافقانہ
روش کا بیان

رکوع ۱۔ آیات ۱ تا ۱۱

دو قومی نظریہ کا بیان

پہلے رکوع میں دو قومی نظریہ کا
بیان ہے۔ دنیا میں دو ہی گروہ
ہیں ایک کافر اور دوسرے مومن۔
کافر وہ ہیں جنہوں نے نبی
اکرمﷺ کو رسول ماننے سے انکار
کیا اور دوسروں کو یہ سعادت
حاصل کرنے سے روکا۔ مومن وہ ہیں
جنہوں نے حضرت محمدﷺ کو سچے
دل سے رسول مانا اور ان کی تمام
ہدایات پر عمل کیا۔ مومنوں کو

حکم دیا گیا کہ میدان جنگ میں
خوب خون ریزی کر کے کافروں کی
کمر توڑ دو۔ ہاں جب وہ پوری طرح
سے شکست تسلیم کر لیں تو پھر
میدان جنگ میں گرفتار ہونے والوں
کی جان بخشی کر کے انہیں غلام
بنایا جا سکتا ہے۔ بعد میں فدیہ لے
کر یا بغیر فدیہ کے آزاد بھی کیا
جا سکتا ہے۔ جو مومن حق کی
خاطر جنگ کرتے ہوئے جام شہادت

نوش کرتے ہیں، اللّٰہ انہیں روز
قیامت اس جنت میں داخل فرمائے
گا جس کی نعمتوں سے وہ
شہادت کے فوراً بعد ہی سے لطف
اندوز ہو رہے ہیں۔ بشارت دی گئی
کہ اگر ہم اللّٰہ کے دین کی سر
بلندی کے لیے جد و جہد کریں گے تو
اللّٰہ بھی ہماری مدد فرمائے گا اور
دشمنوں کے مقابلہ میں ہمارے
قدم جما دے گا۔ اللّٰہ ہمیں یہ

سعادت حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

رکوع ۲۔ آیات ۱۲ تا ۱۹

جنت کے مشروبات

دوسرے رکوع میں ارشاد ہوا کہ کافروں کے لیے آخرت میں کوئی خیر نہیں۔ دنیا میں وہ جانوروں کی طرح کھاپی رہے ہیں اور مختلف

نعمتوں سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

اس کے برعکس مومن احکامات

شریعت کی پابندیوں میں محدود

ہو کر اپنی ضروریات پوری کرتے

ہیں لہٰذا ان کے لیے آخرت میں ایسے

باغات ہیں جن میں تازہ پانی،

خالص دودھ، پاکیزہ شراب اور

صاف و شفاف شہد کی نہریں اور

ہر طرح کے میوے ہوں گے۔ اس کے

برعکس کافر جہنم کی آگ میں

ہمیشہ جلیں گے اور ان کا مشروب وہ کھولتا ہوا پانی ہو گا جو ان کی انتڑیوں کو کاٹ دے گا۔

منافقین کے بارے میں بیان ہوا کہ وہ خواہشات کی پیروی کر رہے ہیں۔ آخر وہ کس بات کا انتظار کر رہے ہیں سوائے اس کے کہ قیامت آ جائے اور نتیجہ سنا دیا جائے۔ قیامت کی آمد زیادہ دور نہیں، اس کی سب سے بڑی نشانی نبی اکرمﷺ

ہیں جن کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور قیامت ہی آئے گی۔

رکوع ۳۔ آیات ۲۰ تا ۲۸

انکار حدیث منافقانہ روش ہے

مدینہ منورہ آنے کے بعد جب نبی اکرمﷺ نے مشرکین مکہ سے جنگ کی تیاری شروع کی تو منافقین

مطالبہ کرنے لگے کہ اللہ نے قرآن
میں واضح طور پر جنگ کا حکم
کیوں نہیں دیا؟ گویا آج کے منکرین
حدیث کی طرح منافقین کو بھی
رسول اللہ کے حکم پر اعتماد نہیں
تھا بلکہ وہ قرآن سے دلیل مانگ
رہے تھے۔ اللہ نے جب سورۃ البقرہ
میں جنگ کا واضح حکم دیا تو
منافقین کی کیفیت اس شخص
کی طرح ہو گئی جس پر موت کے

وقت نزع کا عا لم طاری ہوتا ہے۔

منافقین کی خواہش تھی کہ

بغیرجنگ کے ہی اقتدار مل جائے۔

واضح کیا گیا کہ اللہ ایسے لوگوں

کو حکومت نہیں دے گا جو آزمائش

کی بھٹیوں سے ابھی نہیں گزرے۔

اللہ مسلمانوں کی حکومت کے

ذریعے فساد ختم کرنا چاہتا ہے۔ جو

لوگ ابھی خود ہی فساد زدہ

ہوں وہ کیسے فساد ختم کریں گے۔

انہیں حکومت مل گئی تو وہ خواہشات کی تسکین کے لیے لوٹ مار اور قتل و غارت گری کریں گے۔ منافقین سے جھنجھوڑنے کے انداز میں پوچھا گیا ہے کہ وہ قرآن پر غور کیوں نہیں کرتے؟ بلا شبہ قرآن حکیم پر غور و فکر سے انسان کے دل میں ایمان تقویت پاتا ہے اور منافقت ختم ہوتی جاتی ہے۔

رکوع ۴ـ آیات ۲۹ تا ۳۸

دین کے غلبہ کے لیے مال و جان لگاؤ ورنہ محروم کر دیے جاؤ گے

چوتھے رکوع میں ہمارے لیے ہلا
دینے والا مضمون ہے۔ اللہ ہمیں
دعوت دے رہا ہے کہ ہم اس کے
دین کی سر بلندی کے لیے مال و
جان کے ساتھ بھرپور جد و جہد
کریں۔ البتہ اللہ کا دین ہماری
قربانیوں کا محتاج نہیں بلکہ ہم
اس کے در کے فقیر ہیں۔ اگر ہم نے
بخل اور بزدلی کا مظاہرہ کیا تو
اللہ ہمیں محروم کر دے گا اور دین

کسی کی سعادت کی خدمت
ہماری جو گا دے دے کو قوم ایسی
طرح دنیا دار نہیں ہو گی۔ جب
عربوں نے عیش و عشرت میں مبتلا
ہو کر اللہ کے دین کی خدمت کو
پس پشت ڈال دیا تو اللہ نے انہیں
تا تاریوں کے ہاتھوں تباہ و برباد
کرا دیا۔ پھر اللہ نے تاتاریوں کو
اسلام قبول کرنے کی توفیق دی
اور ان کے ایک قبیلے ترکان عثمانی

کے ذریعے خلافت کے نظام کو قائم کرا دیا ہے

ہے عیاں یورش تاتار کے افسانے سے
پاسباں مل گئے کعبہ کو صنم خانے سے

۴۸۔ سورۃ الفتح

فتح مبین یعنی صلح حدیبیہ کا بیان

رکوع ۱۔ آیات ۱ تا ۱۱

صلح حدیبیہ کھلی فتح ہے

پہلے رکوع میں بشارت دی گئی کہ
مسلمانوں نے بظاہر دب کر صلح
حدیبیہ کی ہے لیکن یہ ان کے لیے
کھلی فتح ہے۔ قریش نے مسلمانوں
کو عرب کی ایک طاقت تسلیم کر
کے ان سے صلح کی ہے۔ اسلام کو
مسلمہ دین تسلیم کر لیا ہے اور
اس کے پیرو کاروں کو عمرہ کرنے
کی اجازت دے دی ہے۔ اللہ نے اس
صلح کے موقع پر اپنے حبیبﷺ کی

فرمانبرداری کا عمل قبول فرمایا
اور ان کی اگلی پچھلی لغزشوں
سے درگزر کر دیا۔ اب ان کی جد و
جہد سیدھی آخری فتح کی طرف
جائے گی۔ صحابہ کرامؓ نے بڑے مثالی
نظم و ضبط اور تحمل کا مظاہرہ
کیا لہٰذا اللہ صلح کے ثمرات دکھا
کر ان کے ایمان میں مزید اضافہ
فرمائے گا۔ ان صحابہؓ سے تو اللہ
راضی ہو گیا کہ جنہوں نے حضرت

عثمانؓ کو شہید کر دیے جا نے کی
افواہ پر، خون عثمانؓ کا بدلہ لینے
کے لیے نبی اکرمﷺ کے ہاتھ پر
بیعت علی الموت کی۔ ارشاد ہوا
کہ یہ بیعت در اصل اللہ کے ہاتھ
پر بھی کی گئی ہے۔ جو بھی اس
عہد کو نبھاتے ہوئے حق کی خاطر
جان قربان کرنے کے لیے میدان میں
آئے گا، اسے بھرپور اجر سے نوازا جائے
گا۔ البتہ اگر کسی نے عہد کی

پاس داری نہ کی تو وہ اپنا ہی
نقصان کرے گا۔

رکوع ۲۔ آیات ۱۱ تا ۱۷

اللہ کی راہ میں نکلنے سے گریز کا کوئی جواز نہیں

صلح حدیبیہ کے موقع پر منافقین
نبی اکرمﷺ کے ساتھ شریک سفر
نہ تھے۔ انہیں اندیشہ تھا کہ اگر

ہم عمرہ کی ادائیگی کے لیے بغیر
ہتھیاروں کے مکہ کی طرف گئے
تو مشرکین ہمارا خاتمہ کر دیں
گے۔ جب آپﷺ صلح حدیبیہ کے بعد
واپس آئے تو اُنہوں نے جھوٹے بہانے
پیش کیے کہ ہم گھریلو اور
کاروباری مشکلات کی وجہ سے
آپﷺ کے ساتھ نہ جا سکے۔ اللہ نے
فرمایا کہ کیا ان کی گھر پر
موجودگی ان کے کام بنا سکتی ہے

یا انہیں کسی نقصان سے بچا سکتی ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ ان کا برا گمان تھا کہ اب رسول اللہﷺ اور صحابہؓ کبھی بھی واپس نہ آ سکیں گے۔ بلا شبہ ایسے برے گمان کرنے والے تباہی سے دوچار ہوں گے۔ عنقریب مسلمانوں کو معرکۂ خیبر میں فتح حاصل ہو گی۔ اس موقع پر منافقین بھی ساتھ نکلنا چاہیں گے۔ انہیں بتا دیا

جائے کہ جو لوگ عمرہ کے سفر پر
ساتھ نہیں گئے تھے وہ فتح خیبر
میں شرکت کے ثمرات سے محروم کر
دیے گئے ہیں۔

رکوع ۳۔ آیات ۱۸ تا ۲۴

بیعت علی الموت کرنے والوں کے لیے بشارتیں

تیسرے رکوع میں اللہ نے ان صحابہؓ
کو اپنی رضا کی بشارت دی
جنہوں نے خون عثمانؓ کا بدلہ لینے
کے لیے نبی اکرمﷺ کے ہاتھ پر
بیعت علی الموت کی۔ اللہ انہیں
انعام کے طور پر فتح خیبر سے نوازے
گا۔ بڑی مقدار میں مال غنیمت سے
وہ فیض یاب ہوں گے۔ اب ان کی
جد و جہد میں کامیابیاں ہی
کامیابیاں ہیں اور یہ کامیابیاں

فتح مکہ کی صورت میں اپنے عروج کو پہنچ جائیں گی۔ ان کی جد و جہد رہتی دنیا تک اہل ایمان کے لیے ایک قابل تقلید نمونہ بن جائے گی۔

رکوع ۴۔ آیات ۲۷ تا ۲۹

غلبۂ دین کے لیے جد و جہد کرنے والوں کے اوصاف

چوتھے رکوع میں آگاہ کیا گیا کہ
نبی اکرمﷺ کا مقصد صلح یا جنگ
نہیں بلکہ عادلانہ نظام کا قیام
ہے۔ آپﷺ نے باطل کے ساتھ صلح تو
اس وقت کی جب اسے نیست و
نابود کرنے کے لیے مناسب قوت
دستیاب نہ تھی۔ مناسب قوت
فراہم ہوتے ہی باطل کے خلاف
فیصلہ کن اقدام کر کے حق کو
غالب کر دیا۔ غلبۂ دین کے مشن

میں آپﷺ کا ساتھ دینے والے
صحابہ کرامؓ کی شان یہ ہے کہ وہ
وہ دین کے دشمنوں کے معاملہ
میں انتہائی سخت اور دین کی
خدمت کرنے والوں سے شدید محبت
کرنے والے ہیں۔ اللہ کی رضا اور
فضل کے ہر وقت طلب گار رہتے
ہیں۔ کثرت سجود سے روحانیت کا
نور ان کے چہروں پر جگمگاتا رہتا
ہے۔ اللہ نے ان کے اعلیٰ کردار کی

مثالیں تورات اور انجیل میں بیان
کی ہیں۔ ان کی مثال ایک ایسی
کھیتی کی طرح ہے جو زمین سے
برآمد ہوئی۔ اللہ نے رفتہ رفتہ اسے
تقویت دی اور وہ اپنے بل بوتے پر
کھڑی ہو گئی۔ کھیتی لگانے والے
رسولﷺ اپنی محنت کے ثمرات
دیکھ کر خوش ہو رہے ہیں اور
کافر اس سر سبز و شاداب گلستان
کو دیکھ کر حسد کی آگ میں جل

رہے ہیں۔ وہ جلتے رہیں، اللہ تو اپنے حبیبﷺ کے ان مخلص ساتھیوں کو نوازتا رہے گا اور روز قیامت اپنی بخشش اور اجر عظیم کے انعامات سے سرفراز فرمائے گا۔

۴۹۔ سورۃ الحجرات

اسلامی ریاست کے حوالے سے
احکامات

رکوع ۱۔ آیات ۱ تا ۱۰

اسلامی ریاست کی
دستوری بنیادیں

پہلے رکوع میں ہدایت دی گئی کہ
اسلامی ریاست میں دستور کی
اہم ترین بنیاد یہ ہے کہ کوئی
قانون سازی قرآن و سنت کے خلاف
نہ ہو گی۔ نبی کریمﷺ کے فرامین
کی اطاعت اور ان کی سنت کی
پیروی عالمگیر سطح پر ایک وحدت
کی بنیاد فراہم کرے گی۔ ان کے
احترام و ادب کا تقاضا ہے کہ جب
دلیل کے طور پر ان کا ارشاد پیش

کیا جائے تو فوراً خاموش ہو جاؤ۔
اگر کسی نے اپنی رائے کو آپﷺ کے
ارشاد پر فوقیت دی تو اس کی
تمام نیکیاں ضائع کر دی جائیں
گی۔ اگر کوئی خبر کسی فاسق
کی طرف سے پہنچے تو بغیر تحقیق
کے کوئی فیصلہ نہ کیا جائے۔ اگر
اہل ایمان کے دو گروہ باہم لڑپڑیں
تو ان میں عدل کے ساتھ صلح
کروانے کی کوشش کرو خواہ اس

کے لیے قوت ہی کیوں نہ استعمال
کرنی پڑے۔ تمام اہل ایمان بھائی
بھائی ہیں۔ اگر بھائیوں کے درمیان
تنازعات ختم کروا کر ان پر مہربانی
کرو گے تو اللہ بھی تم پر رحم و
کرم فرمائے گا۔

رکوع ۲۔ آیات ۱۱ تا ۱۸

تمام انسان یکساں احترام کے لائق ہیں

دوسرے رکوع میں ان مجلسی برائیوں سے روکا گیا ہے جن کی وجہ سے باہم نفرت و عداوت پیدا ہو جاتی ہے۔ مذاق اڑانا، طعنہ دینا، برا نام رکھنا، بد گمانی کرنا، کسی کی ٹوہ میں لگنا اور غیبت کرنا ایسی برائیاں ہیں جو دلوں

کو پھاڑ دیتی ہیں۔ تمام انسان
ایک خالق کی مخلوق اور ایک مرد
اور عورت کی اولاد ہونے کے ناطے
بالکل برابر اور یکساں احترام کے
لائق ہیں۔ یہ حقیقت ایک عالمی
ریاست کے قیام کی راہ میں رنگ،
نسل اور زبان کی بنیاد پر نفرتوں
کی صورت میں پیدا ہونے والی
رکاوٹوں کو دور کرتی ہے۔ انسانوں
کی مختلف گروہوں اور قبائل میں

تقسیم محض تعارف کے لیے ہے۔
اللہ کے نزدیک صاحب عزت وہ ہے جو متقی ہے۔ اسلام اور ایمان کے فرق کو واضح کرتے ہوئے بیان کیا گیا کہ اسلام زبانی اقرار کو کہتے ہیں جبکہ ایمان سے مراد ہے قلبی یقین۔ حقیقی مومن تو صرف وہ ہیں جو ایمان لانے کے بعد کسی شک میں نہیں پڑے۔ ہر معاملے میں شریعت کو ترجیح دی اور مال و

جان سے اللہ کے دین کے غلبے کے لئے جہاد کرتے رہے۔ اگر ہمارا یہ کردار ہے تو ہم ایمان حقیقی کی دولت رکھتے ہیں جس کی بنیاد پر آخرت میں کامیابی کا فیصلہ ہو گا۔ ورنہ ہم صرف قانونی مسلمان ہیں اور آخرت میں ہمیں ناکامی کے اندیشہ سے ڈرنا چاہیے۔

۵۰۔ سورۃ ق

اللہ کی صفات قدرت و علم اور آخرت کے باہمی تعلق کا بیان

رکوع ۱۔ آیات ۱ تا ۱۵

اللہ تعالیٰ کی قدرت کے مظاہر

پہلے رکوع میں اللہ کی بے مثال
قدرت کے کئی مظاہر بیان کیے گئے
ہیں۔ وسیع و عریض آسمان جسے
سورج، چاند اور ستاروں سے سجایا
گیا ہے۔ انتہائی کشادہ زمین اور
اس پر نصب اونچے پہاڑ۔ بارش
اور اس سے پیدا ہونے والے
خوبصورت باغات اور طرح طرح کے
میوے و نباتات۔ جو اللہ بارش کے
ذریعہ مردہ زمین کو زندہ کرتا ہے،

وہ اسی طرح مردہ انسانوں کو
بھی دوبارہ زندہ کرے گا۔ اس
حقیقت کو ماضی میں کئی
قوموں نے جھٹلایا۔ کیا انہوں نے
غور نہیں کیا کہ جس اللّٰہ نے تمام
انسانوں کو پہلی بار بنایا ہے وہ
انہیں دوبارہ بھی زندہ کر سکتا
ہے؟ افسوس! ہر دور میں جھٹلانے
والے شکوک و شبہات کا شکار رہے
اور پھر ہلاکت سے دوچار ہوئے۔

رکوع ۲۔ آیات ۱۴ تا ۲۹

اللہ کی صفت علم کا بیان

دوسرے رکوع میں اللہ کی صفت علم کا بیان ہے۔ اللہ نے انسان کو بنایا اور وہ انسان کے نفس میں پیدا ہونے والے ہر وسوسہ کو جانتا ہے۔ مزید یہ کہ اس کے مقرر کردہ فرشتے انسان کا ہر عمل اور زبان

سے نکلنے والا ہر لفظ لکھ رہے
ہیں۔ ہر انسان ان فرشتوں کے
ساتھ میدانِ حشر میں لایا جائے گا۔
ہر انسان کے ساتھ لگا ہوا شیطان
بھی اس کے سامنے ظاہر ہو جائے
گا۔ اللہ فرشتوں کو حکم دے گا کہ
ایسے تمام انسانوں اور جنات کو
جہنم میں ڈال دو جو حق کے
دشمن اور حد سے گزرنے والے تھے۔
شیطان کہے گا کہ میں نے اس

انسان کو سرکش نہیں کیا بلکہ وہ خود ہی گمراہ تھا۔ اللہ جواب دے گا کہ میں نے تمہیں جرائم کی سزا سے پہلے ہی آگاہ کر دیا تھا۔ میرا دستور بدلتا نہیں۔ اب گمراہ کرنے اور گمراہ ہونے والے تمام جنات و انسان دردناک عذاب سے دوچار ہو کر رہیں گے۔

رکوع ۳۔ آیات ۳۰ تا ۴۵

حق کی معرفت حاصل کرنے کے دو ذریعے

تیسرے رکوع میں بیان کیا گیا کہ انسانوں اور جنات کی اکثریت جہنم کا نوالہ بنے گی لیکن پھر بھی اس کا پیٹ نہیں بھرے گا۔ اس کے برعکس جنت سجائی جائے

گی ان کے لیے جو برائیوں سے بچتے
تھے اور گناہوں کی معافی کے لیے
اللہ کی طرف رجوع کرتے رہتے تھے۔
جنت میں ان کی ہر خواہش پوری
ہو گی اور اللہ مزید نعمتیں بھی
عطا فرمائے گا۔ اللہ نے تو حق نازل
کر دیا ہے لیکن معرفتِ حق سے دو
طرح کے لوگ فیض یاب ہوں گے۔
ایک وہ جن کے دل گناہوں، تعصبات
اور تکبر کی آلودگیوں سے پاک

ہوں۔ ایسے سلیم القلب لوگ فوراً حق کو قبول کریں گے۔ البتہ جن کے دل زنگ آلود ہوں، وہ بھی اگر توجہ سے حق کا پیغام سنتےر ہیں تو دلوں کا زنگ اترے گا اور حق کا نور ان کے دلوں کو بھی منور کر دے گا۔

۵۱۔ سورة الذاريات

تذکیر بالقرآن کا شاہکار

رکوع ۱۔ آیات ۱ تا ۲۳

دوبارہ ضرور زندہ کیا جائے گا

پہلے رکوع میں قسم کھا کر کہا گیا کہ جس طرح تیز ہوائیں

بھاری بادل لاتی ہیں، بادل برستے
ہیں، مردہ زمین زندہ ہوتی ہے،
اسی طرح اللہ تمام انسانوں کو
بھی دوبارہ زندہ کرے گا۔ ایسے
بدبختوں کو آگ پر بھونا جائے گا جو
مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کا
انکار کرتے ہیں۔ پرہیزگاروں کو
باغات اور چشموں سے سرفراز کیا
جائے گا۔ یہ وہ لوگ ہیں جو رات کو
کم سوتے ہیں اور سحر کے وقت

اللّٰہ سے بخشش مانگتے ہیں۔
محتاجوں کی مستقل مدد کرتے
رہتے ہیں۔ غور کرو کہ زمین کا
بارش کے ذر یعے بار بار زندہ ہونا اور
زمین پر موجود نعمتوں کا ختم
ہونے کے بعد بار بار پھر پیدا ہونا
اس بات کی دلیل ہے کہ اللّٰہ
انسانوں کو بھی دوبارہ زندہ کر
سکتا ہے۔ ہمارے اپنے وجود میں
ضمیر کا نیکی پر سرور دینا اور

برائی پر خلش پیدا کرنا، اس بات پر شاہد ہے کہ اعمال کا نتیجہ نکل کر رہے گا۔ جس آسمان سے بارش برستی ہے اور پھر بار بار انسان کا رزق پیدا ہوتا ہے، اسی آسمان سے اچانک قیامت کا فیصلہ بھی آ جائے گا۔ اللہ ہمیں اس کا یقین عطا فرمائے۔ آمین!

رکوع ۲۔ آیات ۲۴ تا ۴۴

مجرم قوموں کے جرائم اور
ان پر عذاب

سورۂ ذاریات کے دوسرے رکوع میں
اس واقعہ کا بیان ہے کہ جب
فرشتے خوبصورت لڑکوں کی صورت
میں حضرت ابراہیمؑ کے پاس آئے اور
انہیں حضرت اسحاقؑ کی معجزانہ

ولادت کی بشارت دی۔ اس کے بعد
اسی رکوع میں قوم لوطؑ، آل
فرعون، قوم عاد، قوم ثمود اور
قوم نوحؑ کے جرائم اور ان پر نازل
ہونے والے عذابوں کا ذکر ہے۔

پارہ ۲۷

ستائیسویں پارے میں سورۃ ذاریات کے دو رکوع اور سورۃ طور تا سورۃ حدید چھ مکمل سورتیں شامل ہیں۔

رکوع ۳ـ آیات ۴۷ تا ۴۰

انسانوں اور جنوں کا مقصد تخلیق اللہ کی عبادت ہے

تیسرے رکوع میں ارشاد ہوا کہ
اللہ نے بلند وبالا آسمان اور وسیع
و عریض زمین بنائی اور اللہ کائنات
کو مزید وسعت دے رہا ہے۔ اس نے
ہر شے کو جوڑوں کی صورت میں
پیدا کیا ہے۔ جس طرح زمین،
آسمان کا جوڑا ہے، اسی طرح آخرت

کی زندگی، دنیا کی زندگی کا
جوڑا ہے۔ آخرت کی زندگی میں
سرخرو ہونے کے لیے ضروری ہے کہ
ہم دنیا کی زندگی میں اپنا مقصد
زندگی پورا کریں۔ انسانوں اور
جنوں کا مقصد تخلیق ہے اللّٰہ کی
عبادت یعنی زندگی کے ہر گوشے
میں ذوق و شوق سے اللّٰہ کی
اطاعت۔ اگر ہم نے ایسا نہ کیا تو

آخرت میں رسوائی کا سامنا کریں گے ۔

زندگی آمد برائے بندگی

زندگی بے بندگی شرمندگی

۵۲۔ سورۃ الطور

کافروں کے لیے پُر جلال وعید

رکوع ۱ ۔ آیات ۱ تا ۲۸

نیک اولاد جنت میں ساتھ ہو گی

پہلے رکوع میں حق کو جھٹلانے
والوں کے لیے بدترین عذاب کی
وعید ہے۔ اس کے برعکس
پرہیزگاروں کے لیے نعمتوں والی
جنت کی بشارت ہے۔ جنت میں نیک
انسان کو اس کی نیک اولاد کے
ساتھ رکھا جائے گا۔ اگر کسی کے
اعمال کی کمی کی وجہ سے اس
کا درجہ جنت میں نیچے ہو گا تو
اللہ اپنے فضل سے اس کا درجہ

بڑھا کر اوپر والے کے ساتھ کر دے گا۔ جنتی کہیں گے کہ ہمیں یہ انعام اس لئے ملا ہے کہ ہم اپنے گھر میں غافل نہیں تھے بلکہ اللہ سے ڈرتے رہتے تھے۔ اللہ نے ہم پر احسان فرمایا اور ہمیں جہنم کے عذاب سے بچا لیا۔

رکوع ۲۔ آیات ۲۹ تا ۴۹

اللہ تعالیٰ کا گستاخان رسولﷺ پر غیظ وغضب

دوسرے رکوع میں بڑے جلالی
اسلوب میں مشرکین مکہ کے
اعتراضات کا جواب دیا گیا۔ وہ
آپﷺ پر کاہن، مجنون اور شاعر
ہونے کا بہتان لگا رہے تھے۔ جواب
دیا گیا کہ یہ عقل کے اندھے غور
کریں کہ کیا ایسے پاکیزہ کردار اور

اعلیٰ اخلاق کی حامل ہستی
کاہن، مجنون اور شاعر ہو سکتی
ہے؟ انہیں چیلنج دیا گیا کہ اگر
قرآن کسی انسان کا بنایا ہوا
کلام ہے تو پھر وہ بھی مقابلہ
میں قرآن جیسا کلام بنا
کردکھائیں۔ ان سے للکار کر پوچھا
گیا کہ کائنات کس نے بنائی ہے؟
خود ان کی ذات کو کس نے بنایا
ہے؟ کیا وہ خود ہی اپنے خالق

ہیں؟ اگر وہ ہٹ دھرمی سے باز نہ آئے تو عنقریب اللہ کا عذاب انہیں گھیر لے گا۔ نبی اکرمﷺ کو خوشخبری دی گئی کہ آپﷺ پر ہر وقت اللہ کی نظر کرم ہے۔

مخالفین کے اعتراضات کو صبر و تحمل سے برداشت کیجئے اور ان کے برے انجام کا انتظار کیجئے۔ اطمینان قلب کے لیے اللہ کا ذکر کرتے رہیے۔

۵۳۔ سورۃ النجم

اللہ تعالیٰ کی بے مثال قدرتوں کا بیان

رکوع ۱۔ آیات ۱ تا ۲۵

حضرت جبرائیلؑ کا ملکوتی صورت میں دیدار

پہلے رکوع میں آگاہ کیا گیا کہ
نبی اکرمﷺ اپنی خواہش نفس
سے کچھ نہیں بولتے بلکہ وہی بات
کہتے ہیں جو اللہ نے ان کی طرف
وحی کی ہے۔ گویا ارشادات
نبویﷺ بھی در اصل اللہ کی عطا
کردہ ہدایت کا مظہر ہیں۔ قرآن
حکیم اللہ کا کلام ہے جو بندوں
تک دو راویوں کے ذریعہ پہنچا۔ ایک
ہیں حضرت جبرائیلؑ اور دوسرے

ہیں نبی اکرمﷺ۔ نبی اکرمﷺ نے
حضرت جبرائیلؑ کو دو مرتبہ ان کی
ملکوتی شکل میں دیکھا۔ ایک
مرتبہ زمین پر جب انہوں نے آپﷺ
پر سورۃ مدثر کی ابتدائی ۷ آیات
نازل فرمائیں۔ اس وقت پورا افق
حضرت جبرائیل امینؑ کے وجود سے
چھپ رہا تھا۔ دوسری مرتبہ شب
معراج میں جب وہ آسمانوں پر
بیری کے ایک ایسے درخت کے پاس

ظاہر ہوئے جو جنت کے قریب ہے۔
اس بیری پر اس وقت اللہ کی
انوار و تجلیات کے عظیم مظاہر
چھائے ہوئے تھے۔ نبی اکرمﷺ نے
کئی اور آیات الٰہی کا بھی
مشاہدہ کیا، آپﷺ نے یہ مشاہدہ
خوب جم کر کیا۔ آپﷺ کی نگاہوں
میں بھر پور حوصلۂ نظر تھا۔ البتہ
نگاہوں نے ادب و احترام کا پورا
پورا لحاظ رکھا۔

رکوع ۲۔ آیات ۲۴ تا ۳۲

اللہ کی اجازت کے بغیر کوئی شفاعت نہ کر سکے گا

دوسرے رکوع میں مشرکین مکہ کے اس دعویٰ کی تردید کی گئی کہ فرشتے ان کی سفارش کریں گے۔ واضح کیا گیا کہ سفارش ہو گی اللہ کی اجازت سے اور اس کے حق

میں جس کے لیے اللہ پسند فرمائے گا۔ روز قیامت اصل فیصلہ عمل کی بنیاد پر ہو گا۔ برے لوگوں کا برا انجام ہو گا۔ اس کے برعکس جو لوگ بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائی کی ہر صورت سے بچتے ہیں انہیں بخشش اور انعامات سے نوازا جائے گا۔ اللہ ہر انسان کی نیکی سے واقف ہے لہٰذا نیکیوں کی تشہیر

نہ کیا کرو۔ دکھاوے سے نیکیاں برباد ہو جائیں گی۔

رکوع ۳۔ آیات ۳۳ تا ۴۲

انسان کا عمل اس کے کام آئے گا

تیسرے رکوع میں خبردار کیا گیا کہ روز قیامت کوئی انسان کسی دوسرے انسان کے گناہوں کا بوجھ

نہ اٹھائے گا۔ ہر انسان کو اپنے
اعمال کا بدلہ مل کر رہے گا۔
عنقریب تمام انسانوں کے اعمال
اللہ کی عدالت میں پیش ہوں گے
اور اللہ ہر انسان کو اس کی
اچھی یا بری کوشش کا پورا پورا
بدلہ دے دے گا۔ واضح کیا گیا کہ
انسان سراپا اللہ کے اختیار میں ہے۔
خوشی، غمی، زندگی، موت،
خوشحالی یا تنگدستی دینے والا

صرف اور صرف اللّٰہ ہے۔ اللّٰہ ہی نے
سابقہ قوموں کو ان کی سرکشی
پر ہلاک کیا۔ خیر اسی میں ہے کہ
اللّٰہ کے سامنے جھک جاؤ اور پوری
زندگی میں اس کی فرمانبرداری
اختیار کرو۔

۵۴۔ سورة القمر

اللہ کے غیظ وغضب کا پُر جلال
مظہر

رکوع ۱۔ آیات ۱ تا ۲۲

قرآن سمجھنے کے لیے آسان
کر دیا گیا ہے

پہلے رکوع میں مشرکین مکہ کے
لیے سخت وعید بیان کی گئی۔ وہ
واضح نشانیاں دیکھ کر بھی حق
کو جھٹلا رہے ہیں لہٰذا انہیں دنیا
و آخرت میں تباہی کا سامنا کرنا
پڑے گا۔ ان سے پہلے قوم نوحؑ اور
قوم عاد نے بھی ایسی روش
اختیار کی۔ قوم نوحؑ کو اللّٰہ نے
زبردست طوفان اور قوم عاد کو تیز
آندھی کے ذریعہ ہلاک کر دیا۔ اس

سورۃ مبارکہ میں چار مرتبہ یہ
مضمون بیان گیا گیا کہ ہم نے
قرآن کو سمجھنے کے لیے آسان کر
دیا ہے، تو کوئی ہے جو اس سے
نصیحت حاصل کرے۔ قرآن حکیم
ایسی مشکل کتاب نہیں ہے جسے
صرف علماء کرام ہی سمجھ سکتے
ہوں۔ اللہ نے اس قرآن کے ذریعہ
ایسے لوگوں کو ہدایت دی جن کے
بارے میں خود قرآن کا تبصرہ ہے

وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ۔
(وہ لوگ اس سے پہلے کھلی
گمراہی میں تھے۔ آل عمران: ۱۴۴)۔
قرآن ھدًی للناس یعنی تمام
لوگوں کے لیے ہدایت ہے۔ قرآن بڑے
سادہ اور عام فہم اسلوب میں
ایک انسان کو آگاہ کر رہا ہے کہ
اسے اللہ کی رضا اور آخرت کی
فلاح کے حصول کے لیے کیا کرنا ہے
اور کیا نہیں کرنا۔ البتہ قرآن کی

تفسیر کرنے یا اس سے احکامات اخذ کرنے کے لیے چند بنیادی علوم سیکھنا ضروری ہیں اور یہ سعادت علماء کرام ہی حاصل کر سکتے ہیں۔

رکوع ۲۔ آیات ۲۳ تا ۴۰

مجرم قوموں پر اللہ کا عذاب

دوسرے رکوع میں قوم ثمود اور
قوم لوطؑ پر عذاب کا ذکر ہے۔ قوم
ثمود کو اللہ نے شدیدزلزلے کے ذریعے
ہلاک کیا۔ قوم لوط پر اللہ کا
عذاب تین قسطوں میں آیا۔ پہلے ان
کو اندھا کر دیا گیا۔ اس کے بعد اُن
کی بستیوں کو الٹ دیا گیا۔ پھر
ان پر تیز ہواؤں کے ذریعہ کنکریوں
کی بارش برسائی گئی۔ ہم جنس
پرستی کا مکروہ جرم کرنے والے

ایسی ہی بدترین سزا کے مستحق تھے۔

رکوع ۳۔ آیات ۴۱ تا ۵۵

جیسا عمل ہو گا، ویسا ہی بدلہ ملے گا

تیسرے رکوع میں آل فرعون پر عذاب کے ذکر کے بعد آگاہ کیا گیا کہ جو قوم اللہ کی نافرمانی کرے

گی، اپنے کیے کا وبال پا کر رہے گی۔
مشرکین مکہ کے ساتھ بھی ایسا
ہی ہو گا۔ عنقریب وہ ہزیمت سے
دوچار ہوں گے۔ روز قیامت انہیں
منہ کے بل جہنم کی آگ میں
گھسیٹا جائے گا۔ انسان کا ہر عمل
خواہ چھوٹاہو یا بڑا، لکھا جا رہا
ہے اور اسی کے مطابق اسے بدلہ
ملے گا۔ متقی اللہ کی قربت کے
مقام پر ہوں گے اور جنت کے

مشروبات سے لطف اندوز ہو رہے ہوں گے۔

۵۵۔ سورة الرحمٰن

قرآن کی زینت

رکوع ۱۔ آیات ۱ تا ۲۵

قرآن حکیم کے سیکھنے اور سکھانے کی فضیلت

پہلے رکوع میں قرآن حکیم کے
سیکھنے اور سکھانے کی فضیلت،
چار چوٹی کی چیزوں کا ذکر کر کے
واضح کی گئی۔ اللہ کی چوٹی
کی شان ہے صفت رحمان، چوٹی
کا علم ہے علم قرآن، چوٹی کی
مخلوق ہے انسان اور انسان کا
چوٹی کا وصف ہے قوت بیان۔ اعلیٰ
شے کا استعمال بھی اعلیٰ ہونا
چاہیے۔ انسان کی صفت بیان کا

اعلیٰ ترین استعمال ہے قرآن حکیم کا سیکھنا اور سکھانا۔ ارشاد نبویﷺ ہے ’’تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو قرآن سیکھتے اور سکھاتے ہیں‘‘۔ اس کے بعد مختلف مظاہر قدرت کا تذکرہ کر کے توجہ دلائی گئی کہ کائنات کی ہر شے میں توازن ہے۔ یہ توازن اس بات کا پیغام دے رہا ہے کہ ہم بھی اپنے جملہ معاملات میں توازن کا پہلو

قائم رکھیں اور انتہا پسندی سے
اجتناب کریں۔

رکوع ۲۔ آیات ۲۶ تا ۴۵

انسانوں اور جنات کی بے بسی

دوسرے رکوع میں ارشاد ہوا کہ
مظاہر قدرت بڑے حسین ہیں لیکن
فنا ہونے والے ہیں۔ ان میں کھو کر

غافل نہ ہو جانا۔ صرف اور صرف اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کا رخ انور اپنی پوری آب وتاب اور جمال و جلال کے ساتھ ہمیشہ باقی رہے گا۔ اس ہستی کے ساتھ مسلسل لو لگا کر ہم بھی دائمی راحت و سکون اور نعمتیں حاصل کر سکتے ہیں۔ انسانوں اور جنات کو ان کی بے بسی سے آگاہ کیا گیا۔ چیلنج دیا گیا کہ تم اگر خود کو بڑا طاقتور

سمجھتے ہو تو کائنات کی حدود
سے نکل کر دکھاؤ۔ جو ایسا کرے گا
اسے آگ اور دھوئیں سے لبریز
شعلوں سے جلا دیا جائے گا۔ پھر
قیامت کا نقشہ کھینچا گیا کہ
اس روز مجرم اپنے چہروں سے
پہچان لیے جائیں گے۔ انہیں سر کے
بالوں اور ٹانگوں سے پکڑ کر جہنم
میں ڈال دیا جائے گا۔ وہاں انہیں
دہکتی ہوئی آگ اور کھولتے ہوئے

پانی کے عذاب کا مزہ چکھنا ہو گا۔

رکوع ۳۔ آیات ۴۶ تا ۷۸

دو طرح کی جنتیں

تیسرے رکوع میں اصحاب الیمین اور مقربین کی جنتوں کا ذکر کیا گیا۔ اصحاب الیمین وہ سعادت مند ہیں جنہیں نامۂ اعمال دائیں ہاتھ میں

دیا جائے گا۔ ان کی جنت میں باغات
انتہائی گھنے ہوں گے۔ چشمے بہہ
رہے ہوں گے۔ ہر طرح کے میووں کی
کثرت ہو گی۔ ان کی بیویاں شرم
و حیا کی پیکر اور موتی مونگوں
کی طرح حسین ہوں گی۔ مقربین
وہ ہیں جو بغیر حساب کتاب کے
جنت میں داخل ہوں گے۔ ان کی
جنت میں باغات انتہائی گہرے سبز
رنگ کے ہوں گے۔ چشمے پھوٹ رہے

ہوں گے۔ میوے، کھجوریں اور انار کثرت سے ہوں گے۔ ان کی بیویاں نیک سیرت حوریں ہوں گی جو خیموں میں مکین ہوں گی تاکہ پردے اور شرم وحیا کی اقدار ملحوظ رہیں۔ وہ نفیس بچھونوں پر ٹیک لگائے تشریف فرما ہوں گے۔ بلا شبہ بہت ہی بابرکت ہے اس رب کریم کا نام جو بڑی عظمت کا حامل اور کرم کرنے والا ہے۔

۵۶۔ سورۃ الواقعۃ

آخرت میں انسانوں کے احوال کا بیان

رکوع ۱۔ آیات ۱ تا ۳۸

انسانوں کی تین گروہوں میں تقسیم

پہلے رکوع میں خبردار کیا گیا کہ
قیامت واقع ہو کر رہے گی۔ اس
روز کئی لوگ جو دنیا میں بڑے
سمجھے جاتے تھے، اپنے جرائم کی
پاداش میں ذلیل ہو کر پست ہو
جائیں گے اور بہت سے لوگ جو دنیا
میں نمایاں نہ تھے، اپنے اعلی کردار
کی وجہ سے بلند مقامات پر فائز
ہوں گے۔ تمام انسان تین گروہوں
میں تقسیم کر دیے جائیں گے۔ ایک

مقربین جو بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے۔ دوسرے اصحاب الیمین جنہیں ان کا نامۂ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا اور آسان حساب کے بعد وہ بھی جنت میں جائیں گے۔ تیسرے اصحاب الشمال جنہیں نامۂ اعمال بائیں ہاتھ میں ملے گا اور وہ جہنم کا نوالہ بنیں گے۔ پھر اس رکوع میں مقربین اور اصحاب الیمین کو ان

کی جنتوں میں عطا کی جانے والی
نعمتوں کا تذکرہ ہے۔

رکوع ۲۔ آیات ۳۹ تا ۷۴

اصحاب الشمال کا برا انجام

دوسرے رکوع میں ان عذابوں کا
بیان ہے جن کا اصحاب الشمال
جہنم میں سامنا کریں گے۔ یہ
بدنصیب دنیا میں آسودہ حال تھے

اور بڑے بڑے گناہ کرتے تھے۔ مرنے کے
بعد دوبارہ جی اٹھنے کا انکار کرتے
تھے۔ پھر اسی رکوع میں اللّٰہ کی
چار عظیم قدرتوں کا بیان سوالیہ
اسلوب میں ہے۔ رحم مادر میں
انسان کی تخلیق کون کرتا ہے؟
بیج کو پھاڑ کر کھیتی کون اگاتا
ہے؟ بادلوں سے بارش کون برساتا
ہے؟ انسانوں کے فائدہ کے لیے آگ
کس نے بنائی ہے؟ بلا شبہ یہ تمام

قدرتیں اللہ ہی کی ہیں۔ اللہ
ہمیں اپنا ذکر اور شکر کرنے کی
توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

رکوع ۳۔ آیات ۷۵ تا ۹۶

موت کا منظر

تیسرے رکوع میں قرآن کریم کی
عظمت کا بیان ہے۔ قرآن کریم لوح
محفوظ میں بڑے پاکیزہ فرشتوں

کی تحویل میں ہے۔ افسوس کا
مقام ہے کہ اس عظیم کتاب کے
حقوق کی ادائیگی میں اکثر
انسان سستی کرتے ہیں۔ اکثر اس
کی قولی یا عملی تکذیب کا جرم
کرتے ہیں۔ پھر انسان کی موت کا
نقشہ کھینچا گیا۔ موت کے وقت
اس کی جان حلق کے قریب آ کر
پھنس جاتی ہے۔ مرنے والا تڑپ رہا
ہوتا ہے اور عزیز و اقارب قریب

کھڑے دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ اگر ہم
بڑے ہی با اختیار ہیں تو مرنے والے
کی جان کو اس کے جسم میں دو
بارہ لوٹا دیا کریں۔ لیکن ہم ایسا
نہیں کر سکتے۔ ہماری زندگی اور
موت کا کل اختیار اللہ ہی کے
ہاتھ میں ہے۔ اب اگر مرنے والا
مقربین میں سے ہوتا ہے تو جنت
کی ہواؤں اور خوشبوؤں سے اس
کا استقبال کیا جاتا ہے۔ اگر مرنے

والا اصحاب الیمین میں سے ہوتا
ہے تو اسے فرشتے سلامتی کی
بشارت دیتے ہیں۔ اگر مرنے والا
گمراہ اور حق کا باغی ہوتا ہے تو
اسے کھولتے ہوئے پانی اور دہکتی
ہوئی آگ میں جانے کی خبر دی
جاتی ہے۔ اللّٰہ ہمیں جنت عطا
فرمائے اور جہنم سے محفوظ
فرمائے۔ آمین!

۵۷۔ سورة الحدید

دینی تقاضوں کا جامع بیان

رکوع ۱۔ آیات ۱ تا ۱۰

دین اسلام کے دو تقاضے۔
ایمان اور انفاق

پہلے رکوع میں ذات و صفات باری تعالیٰ بڑی شان کے ساتھ بیان کی گئیں ہیں۔ خاص طور پر اللّٰہ کی یہ صفت دو بار بیان کی گئی کہ وہ بادشاہ حقیقی ہے۔ لوگ اللّٰہ کو خالق و رازق تو مانتے ہیں لیکن بادشاہ و حاکم تسلیم کر کے اس کی عطا کردہ شریعت نافذ کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ پھر اسی رکوع میں دین کے دو تقاضے بیان کیے گئے

ہیں۔ پہلا تقاضا یہ ہے کہ ایمان
حقیقی اپنے دلوں میں پیدا کرو۔
ایسا ایمان جو تمہارے کردار میں
نظر آئے اور تمہارا حال بن جائے۔ دل
میں ایمان پیدا کرنے کا ذریعہ ہے
قرآن حکیم۔ اس پر غور و تدبر سے
انسان کا دل نور ایمان سے منورہو
جائے گا۔ دوسرا تقاضا یہ ہے کہ
اللہ نے تمہیں دنیا میں جس شے پر
عارضی اختیار عطا کر رکھا ہے اسے

اللہ کی راہ میں لگادو۔ جو لوگ دین کی مغلوبیت کے دور میں اللہ کی راہ میں مال لگاتے اور محنت کرتے ہیں، ان کے لیے اللہ کے ہاں بہت اونچے درجات ہیں۔

رکوع ۲۔ آیات ۱۱ تا ۱۹

دین کے تقاضے ادا نہ کرنے کی سزا

دوسرے رکوع میں دعوت دی گئی

کہ اللہ کے دین کے لیے مال خرچ

کرو۔ یہ خرچ اللہ کے ذمہ قرض ہے

جسے وہ بڑھا چڑھا کر لوٹائے گا۔

اس کے بعد پل صراط کا نقشہ

کھینچا گیا۔ یہ پل ایک تاریک

راستہ ہے جو جہنم کے اوپر سے

گزرتا ہے۔ دین کے تقاضے ادا کرنے

والے دو نوروں کی روشنی میں پل

صراط کا تاریک مرحلہ عبور کر کے

جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ ایمان کا نور ان کے سامنے ہو گا اور دین کی خدمت کا نور ان کے دائیں طرف۔ دین کے تقاضے ادا نہ کرنے والے منافق قرار پائیں گے۔ وہ نور سے محروم ہوں گے اور ٹھوکریں کھا کر جہنم میں گرجائیں گے۔ اہل ایمان کو پکار کر کہیں گے کہ کیا ہم دنیا میں تمہارے ساتھ نہیں تھے۔ وہ کہیں گے ہاں لیکن تم

مال و اولاد کے فتنے کا شکار ہو
گئے، دین کے تقاضے ادا کرنے کے
حوالے سے انتظار کرتے رہے اور پھر
شک میں پڑ گئے۔ شیطان نے تمہیں
بخشش کی امیدیں دلا کر دھوکا
دیا۔ اب تمہارا حشر جہنم میں
کافروں کے ساتھ ہو گا۔ اس کے
بعد جھنجھوڑا گیا کہ کیا اب بھی
وقت نہیں آیا کہ اہل ایمان کے
دلوں پر رقت طاری ہو اور وہ

منافقت کے برے انجام سے بچنے کے لیے دین کے تقاضے ادا کریں۔ آخر میں فرمایا کہ اللّٰہ کی راہ میں مال خرچ کرو۔ اس سے دل سے منافقت نکل جائے گی، ایمان کی دولت ملے گی اور تم اللّٰہ کے ہاں صدیق اور شہید کے درجات پاؤ گے۔

رکوع ۳۔ آیات ۲۰ تا ۲۵

دنیوی زندگی کے پانچ ادوار

تیسرے رکوع میں انسان کی دنیوی
زندگی کے پانچ ادوار کا ذکر ان
دلچسپیوں کے ساتھ کیا گیا جو
انسان کو اپنے اندر جذب کر کے
دینی تقاضوں سے غافل کر دیتی
ہیں۔ یہ پانچ ادوار ہیں بچپن کا
معصومانہ کھیل، لڑکپن میں
کھیل تماشہ اور تفریحات کی
لذت، جوانی میں زیب وزینت کا
اہتمام، ادھیڑ عمر میں ایک دوسرے

سے آگے نکلنے کی دوڑ اور بڑھاپے میں مال و اولاد کی کثرت کی ہوس۔ دنیوی زندگی بالکل کھیتی کی مانند ہے جو بڑھتی ہے، عروج کو پہنچتی ہے لیکن پھر زرد ہو کر خشک ہوتی ہے اور چورا چورا ہو کر مٹی میں مل جاتی ہے۔ کھیتی خاتمہ کے بعد دوبارہ زندہ نہ ہو گی لیکن انسان کو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا ہے اور اپنے اعمال

کا صلہ پانا ہے۔ عقلمند ہیں وہ
لوگ جو دنیا کی رعنائیوں میں
کھونے کے بجائے آخرت میں بخشش
اور جنت کے حصول کے لیے کوشش
کرتے ہیں۔ اس کے بعد دنیا کے ان
حوادث کی حقیقت بیان کی گئی
ہے جن کا اثر لے کر انسان دین کے
تقاضوں سے غافل ہو جاتا ہے۔ یہ
حوادث انسان کے صبر یا شکر کا
امتحان بن کر آتے ہیں۔ امتحان میں

کامیاب وہ ہوتا ہے جو مصائب پر
صبر کرے اور کامیابیوں پر اترانے کے
بجائے اللہ کا شکر ادا کرے۔ آخر میں
بیان کیا گیا کہ تمام رسول دنیا
میں اس لیے آئے تاکہ معاشرہ میں
عدل قائم ہو۔ عدل کے قیام میں
مفاد پرست عناصر رکاوٹ بنتے ہیں۔
انہیں پہلے تبلیغ کے ذریعے
سمجھانے کا حق ادا کرو۔ اگر وہ نہ
مانیں تو ان کے علاج کے لیے اللہ نے

لوہا عطا فرمایا ہے۔ لوہے کی
طاقت کے ذریعہ ظالموں کا سر
کچل دو اور قیام عدل کی راہ میں
آنے والی ہر رکاوٹ کو مٹا دو۔

رکوع ۴۔ آیات ۲۴ تا ۲۹

رہبانیت۔ دینی تقاضوں سے فرار کی راہ

آخری رکوع میں رہبانیت یعنی ترک
دنیا کو دینی تقاضوں سے فرار کی
راہ قرار دیا گیا اور ایسا کرنے والوں
کی مذمت کی گئی۔ دنیا میں رہو،
باطل قوتوں کے خلاف جہاد کرو
اور انہیں شکست دے کر عدل کا
نظام قائم کرو۔ عیسائیوں کو
ترغیب دی گئی کہ وہ رہبانیت کا
راستہ اختیار کرنے کے بجائے اللہ کے
آخری رسولﷺ پر ایمان لا کر ان

کی پیروی کریں۔ اللہ ان کے
گناہوں کو بخش دے گا اور اپنے
عظیم فضل سے دہرا اجر عطا
فرمائے گا۔

پارہ ۲۸

اٹھائیسویں پارے میں سورۃ
مجادلہ تا سورۃ تحریم نو مکمل
سورتیں شامل ہیں۔

۵۸۔ سورۃ المجادلۃ

حزب اللّٰہ اور حزب الشیطان کے
کردار کی وضاحت

رکوع ۱۔ آیات ۱ تا ۴

حزب اللّٰہ کا طرز عمل

پہلے رکوع میں میں حزب اللّٰہ کا یہ
وصف بیان کیا گیا کہ اس میں
شامل ہر فرد اختلاف رائے کا اظہار
اُس فورم پر کرتا ہے جسے اختلافات
حل کرنے کا اختیار ہوتا ہے۔ کسی
دوسری سطح پر اختلاف کا بیان

اجتماعیت میں انتشار پیدا کرتا ہے۔
ایک خاتون حضرت خولہ بنت ثعلبہؓ
کے شوہر حضرت اوس بن صامتؓ نے
ان سے ظہار کر لیا یعنی قسم کھا
کر کہا تم میرے لیے ماں کی طرح
محترم ہو۔ دور جاہلیت میں ظہار
کرنے سے ایک شخص کی بیوی اس
پر ہمیشہ کے لیے حرام سمجھی
جاتی تھی۔ حضرت خولہؓ نے نبی
اکرمﷺ سے درخواست کی کہ میرے

شوہر بوڑھے اور بچے ابھی چھوٹے ہیں۔ پورا خاندان مصیبت میں مبتلا ہو جائے گا۔ آپ اس مسئلہ میں کوئی رعایت فرمائیں۔ آپﷺ نے فرمایا کہ ابھی شریعت میں اس مسئلے کے بارے میں ہدایت نہیں آئی۔ فی الحال اپنے شوہر سے علیحدگی اختیار کر لو۔ بجائے اس کے کہ وہ خاتون کہیں اور جا کر شکایت کرتیں، وہ آپﷺ سے ہی

ادب و احترام کا پورا لحاظ کرتے ہوئے بحث کرتی رہیں۔ اللہ نے اسی وقت آپﷺ پر وحی نازل فرمائی اور ظہار کے حوالے سے شریعت کی ہدایت عطا فرمادی کہ اس کی کوئی حقیقت نہیں اور کفارہ ادا کر کے شوہر بیوی کی طرف رجوع کر سکتا ہے۔

رکوع ۲۔ آیات ۷ تا ۱۳

حزب الشیطان کی گھٹیا حرکتیں

دوسرے رکوع میں بیان کیا گیا کہ حزب الشیطان یعنی منافقین اپنے اختلافات کو با اختیار فورم پر بیان کرنے کے بجائے دیگرلوگوں میں بیان کرتے ہیں۔ نجویٰ یعنی خفیہ

سرگوشیوں کے ذریعہ ان کا مقصد
جماعت میں بے چینی اور انتشار
پیدا کرنا ہوتا ہے۔ اِن سرگوشیوں
کے ذریعہ وہ دوسروں کو گناہ،
زیادتی اور قیادت کے احکامات کی
خلاف ورزی کا مشورہ دیتے ہیں۔
دینی اجتماع کے دوران ساتھ ساتھ
بیٹھتے ہیں۔ اشاروں سے اور ایک
دوسرے کو کہنیاں مار کر اجتماع
کی کار روائی پر طنز کرتے ہیں۔ دیے

الفاظ میں نازیبا کلمات ادا کر کے
کار روائی کے اثرات کو زائل کرنا
چاہتے ہیں۔ اجتماع ختم ہونے کے
بعد بیٹھے رہتے ہیں تاکہ اگر
کسی ساتھی پر اجتماع کی کار
روائی کا اثر ہوا ہے تو اسے زائل کر
کے جائیں۔ ایسے بدبختوں کے لیے
بدترین عذاب ہے۔ مومنوں کو
ہدایت دی گئی کہ جب حکم دیا
جائے کہ مجلس میں کھل کر

بیٹھو تو ایسا کر لیا کرو، اللہ تمہارے لیے کشادگی پیدا کرے گا۔ جب مجلس برخاست ہو تو فوراً اٹھ جایا کرو، اللہ تمہارے درجات بلند فرما دے گا۔

رکوع ۳۔ آیات ۱۴ تا ۲۲

منافقانہ اور مومنانہ طرز عمل

تیسرے رکوع میں آگاہ کیا گیا کہ منافقین دین کے دشمنوں سے دوستی رکھتے ہیں تاکہ اگر مسلمانوں پر کوئی آزمائش آئے تو یہ ان سے کوئی رعایت حاصل کر سکیں۔ البتہ منافقین، نہ اہل حق سے مخلص ہوتے ہیں اور نہ ہی دشمنانِ حق سے۔ ان کی اوّلین ترجیح اپنے مال، جان اور اولاد کی حفاظت ہوتی ہے۔ روز قیامت مال

اور اولاد انہیں عذاب سے بچانہ
سکیں گے۔ جب ان سے باز پرس کی
جاتی ہے کہ مخالفینِ حق سے
کیوں دوستی رکھتے ہو تو
جھوٹی قسم کھا کر کوئی عذر
پیش کر دیتے ہیں۔ شیطان نے انہیں
پوری طرح سے گھیر لیا ہے اور اللہ
کی یاد سے غافل کر دیا ہے۔
شیطان کی یہ جماعت ذلیل ہو کر
رہے گی کیونکہ اللہ نے طے فرما

دیا ہے کہ آخر کار غلبہ اللہ اور اس
کے رسولوںؑ کا ہو گا۔ سچے مومن
ایسے لوگوں کے بارے میں کوئی نرم
گوشہ نہیں رکھتے جو دین کے
دشمن ہیں، خواہ وہ ان کے باپ،
بیٹے، بھائی یا کوئی اور رشتہ دار
ہی کیوں نہ ہوں۔ اللہ نے ایمان
کی حقانیت ان کے دلوں میں ثبت
کر دی ہے اور قرآن کے فیض سے
اس ایمان کو اور تقویت دی ہے۔ ان

کے لیے سدا قائم و دائم رہنے والے
جنت کے باغات ہیں۔ اللہ ان سے
راضی ہے اور وہ اللہ کی عنایات پر
راضی ہیں۔ بلا شبہ اصل کامیابی
اس حزب اللہ ہی کے لیے ہے۔

۵۹۔ سورة الحشر

باطل کی ذلت اور حق کی عظمت
کا بیان

رکوع ۱ــ آیات ۱ تا ۱۰

یہود کی ذلت اور مہاجرین
و انصار کی تحسین

یہودی قبیلہ بنو نضیر نے غزوۂ احد کے موقع پر میثاق مدینہ کی خلاف ورزی کی اور بعد ازاں نبی اکرمﷺ کو شہید کرنے کی سازش کی۔ اِن جرائم کی سزا دینے کے لیے جب مسلمانوں نے ان کے قلعوں کا گھیراؤ کیا تو انہوں نے بغیر جنگ کیے ہتھیار ڈال دیے۔ اس رکوع میں حکم دیا گیا کہ بغیر جنگ کے دشمن سے حاصل ہونے والے مال پر

غنیمت کا نہیں بلکہ فے کا اطلاق
ہو گا۔ مال فے مجاہدین میں
تقسیم نہیں ہو گا بلکہ کل کا
کل مستحقین پر خرچ ہو گا تاکہ
دولت کی گردش صرف امراء کے
درمیان نہ ہو بلکہ اسے محرومین
تک بھی پہنچا یا جائے۔ مزید ارشاد
ہوا کہ رسول اللہﷺ کا حکم
بھی اسی طرح سے حجت ہے جس
طرح قرآن کے احکامات۔ آپﷺ مال

ہے ان مہاجرین کو دیں گے جنہوں
نے اللہ کی رضا کی خاطر اپنے مال
اور گھر چھوڑ کر مدینہ ہجرت کی۔
آفرین ہے انصار مدینہ کے لیے
جنہوں نے تنگدست ہونے کے باوجود
مہاجرین کی بھرپور نصرت کی۔ بلا
شبہ نفس کی ترغیبات پر قابو پا
کر اللہ کی رضا کی پیروی کرنے
والے ہی کامیاب ہیں۔ وہ مسلمان
بھی لائقِ تحسین ہیں جو دعا

کرتے ہیں کہ اے اللہ! زندہ اور وفات شدہ تمام مومنوں کی بخشش فرما اور ہمارے دلوں کو مومنوں کے خلاف ہر کدورت سے پاک کر دے۔

رکوع ۲۔ آیات ۱۱ تا ۱۷

منافقین کا شیطانی طرز عمل

غزوۂ بنو نضیر سے قبل منافقین نے
بنو نضیر کو پیغام بھیجا کہ جنگ
ہو یا جلا وطنی ہم ہر صورت میں
تمہارا ساتھ دیں گے۔ مسلمانوں کو
تسلی دی گئی کہ جھوٹے اور
بزدل منافقین کسی بھی صورت
میں یہود کا ساتھ نہ دیں گے۔ وہ
یہود کے ساتھ شیطان والا کردار
ادا کر رہے ہیں۔ شیطان انسان کو
اللّٰہ کی نافرمانی پر اکساتا ہے۔

جب انسان یہ جرم کر بیٹھتا ہے تو
شیطان اس کے جرم سے اعلان برأت
کرتا ہے۔ روز قیامت جرم کرنے اور
جرم پر اکسانے والے دونوں کا
بدترین انجام ہو گا۔

رکوع ۳۔ آیات ۱۸ تا ۲۴

اللہ کے ذکر سے غفلت انسان کو حیوان بنا دیتی ہے

تیسرے رکوع میں ہر انسان کو جھنجھوڑا گیا ہے کہ وہ اپنا جائزہ لے کہ کل یعنی آخرت کی ابدی زندگی کے لیے اس نے کیا تیاری کی ہے؟ توشۂ آخرت کے لیے مال اور جان کی کتنی قربانیاں دی ہیں؟۔

انسان کی عظمت در اصل اس روح ربانی کی وجہ سے ہے جو انسان کے جسمانی وجود میں ڈال دی گئی ہے۔ اس روح کی غذا اور

تسکین اللہ کا ذکر ہے۔ جو بدنصیب اللہ کے ذکر سے غافل ہوتے ہیں وہ اپنی روح کو مجروح کر کے خاکی وجود میں دفن کر دیتے ہیں۔ اب وہ انسان نہیں محض ایک حیوان بن جاتے ہیں۔ مزید ارشاد ہوا کہ اگر قرآن مجید کو کسی پہاڑ پر نازل کیا جاتا تو وہ پہاڑ اللہ کے رعب سے پھٹ کر ذرات کی صورت میں بکھر جاتا۔ سورۃ اعراف آیت ۱۴۳ میں

یہی تاثیر اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کی تجلی کی بیان کی گئی ہے کہ ’’جب موسیٰ کے رب نے پہاڑ پر تجلی ڈالی تو اسے ریزہ ریزہ کر دیا‘‘۔ گویا کلام ربانی کی وہی تاثیر ہے جو تجلیئ ذاتِ ربّانی کی ہے۔ رکوع کے آخر میں اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلال کی کئی شانیں بیان کی گئی ہیں۔

۶۰. سورۃ الممتحنۃ

حق کے دشمنوں سے نفرت کرنے کی
تلقین

رکوع ۱ ۔ آیات ۱ تا ۴

اہل باطل سے ہمدردی، راہ
حق سے دور کر دے گی

یہ سورۃ مبارکہ ایک خاص واقعہ کے پس منظر میں نازل ہوئی۔ سن ۸ھ میں نبی اکرمﷺ نے مکہ کی طرف پیش قدمی کا منصوبہ بنایا۔ آپﷺ چاہتے تھے کہ یہ منصوبہ خفیہ رہے۔ مسلمان اچانک مکہ پہنچ جائیں، اہل مکہ کو مقابلہ کی تیاری کا موقع نہ ملے اور بغیر خونریزی کے مکہ فتح ہو جائے۔ ایک بدری صحابی حضرت حاطب بن ابی

بلتعہؓ کے اہل خانہ مکہ میں تھے۔
آپؐ نے چاہا کہ اہل مکہ پر ایک
احسان کر دیں تاکہ وہ ان کے اہل
خانہ کو کوئی نقصان نہ پہنچائیں۔
اُنہوں نے سرداران قریش کو ایک
خط کے ذریعہ مسلمانوں کے لشکر
کی آمد کی اطلاع دینے کی
کوشش کی۔ آپﷺ کو وحی کے
ذریعے اس کوشش کی اطلاع ہو
گئی۔ اس سورۃ مبارکہ میں حضرت

حاطبؓ کو متوجہ کیا گیا کہ حق کے دشمنوں سے ہمدردی انسان کو راہ حق سے دور کر دے گی۔ اس حوالے سے حضرت ابراہیمؑ اور ان کے ساتھیوں کا طرز عمل بہترین نمونہ ہے۔ اُنہوں نے اپنی قوم سے صاف صاف کہا کہ ہم تم سے اس وقت تک کے لیے اعلان بیزاری کرتے ہیں جب تک تم اللہ پر خالص توحید کے ساتھ ایمان نہیں لے آتے۔

اللہ ہمیں اس طرز عمل کی
پیروی کی توفیق عطا فرمائے۔
آمین!

رکوع ۲۔ آیات ۷ تا ۱۳

خواتین کی بیعت

اِس رکوع میں اجازت دی گئی کہ
ایسے کافر جو اسلام یا مسلمانوں
کے خلاف کسی سازش یا مہم میں

شریک نہ ہوں، ان سے حسن سلوک
اور برابری کی بنیاد پر تعلقات
رکھے جا سکتے ہیں۔ ایسے عناصر سے
ہرگز دوستی نہ کی جائے جو
اسلام یا مسلمانوں کے خلاف
سازشوں اور مہمات میں شریک
ہوتے ہیں۔ مسلمانوں اور مشرکین
کے درمیان نکاح کا معاملہ بھی
جائز نہیں۔ مسلمان عورت کا مشرک
شوہر سے نکاح ٹوٹ چکا ہے۔ اِ سی

طرح مسلمان مرد کو چاہیے کہ وہ مشرک بیوی کو آزاد کر دے۔ نبی اکرمﷺ کو تلقین کی گئی کہ وہ مومن خواتین سے اس عہد پر بیعت لیں کہ وہ شرک، چوری، زنا، اپنی اولادوں کو قتل اور بدکاری کی تہمت لگانے کا جرم نہیں کریں گی۔ معروف معاملات میں آپﷺ کی نافرمانی نہ کریں گی۔ آپﷺ نے مردوں اور خواتین دونوں سے بیعت

لی تاکہ امت کے لیے جماعت سازی
کے حوالے سے ایک مسنون اساس
فراہم ہو جائے۔

٦١۔ سورة الصف

جہاد و قتال فی سبیل اللہ کا بیان

رکوع ۱۔ آیات ۱ تا ۹

غلبۂ دین کی جد و جہد کے لیے سب کچھ لگادو

پہلے رکوع میں اہل ایمان کو
جھنجھوڑا گیا کہ تم کیوں کہتے
ہو جو کرتے نہیں۔ یہ روش اللّٰہ کو
بیزار کرنے والی ہے۔ تمہارا یہ دعوئ
تمہیں کافروں سے جدا کرتا ہے کہ
محمد رسول اللّٰہ (حضرت محمد ﷺ
اللّٰہ کے رسول ہیں) حضرت
محمدﷺ تو دنیا میں اللّٰہ کے دین
کو غالب کرنے کے لیے کٹھن جد و
جہد کرتے رہے اور تم نے محض

تسبیح وتحمید ہی کو اعلیٰ نیکی سمجھ رکھا ہے۔ مسلمانوں سے تو اللہ کو یہ مطلوب ہے کہ وہ اللہ کے دین کے غلبہ کے لیے سب کچھ لگا دیں یہاں تک کہ جان قربان کرنے کے لیے بے چین ہوں۔ غلبۂ دین کی جد و جہد کی ذمہ داری مسلمانوں سے قبل بنی اسرائیل پر عائد کی گئی تھی۔ اُنہوں نے اس جد و جہد سے اعراض کیا اور پھر

اللہ نے انہیں نشان عبرت بنا دیا۔ اب
جب نبی اکرمﷺ انہیں اس مشن
کی طرف دعوت دے رہے ہیں تو وہ
سازشوں کے ذریعہ غلبۂ دین کی
راہ میں رکاوٹیں کھڑی کر رہے
ہیں۔ اللہ ان کے ناپاک عزائم خاک
میں ملا دے گا۔ نبی اکرمﷺ تمام
جہانوں کے لیے رحمت بن کر آئے۔
آپﷺ کی رحمت کا ایک مظہر یہ
تھا کہ آپﷺ نے ظالم بادشاہوں

اور دنیا دارمذہبی رہنماؤں کے جبر و استحصال سے انسانوں کو آزاد کرایا اور اللہ کا دیا ہوا عادلانہ دین غالب کر دیا۔ یہ مشن آج بھی زندہ ہے اور اسے پورے عالم میں شرمندۂ تعبیر کرنا ہماری ذمہ داری ہے۔

رکوع ۲۔ آیات ۱۰ تا ۱۴

جہنم کے دردناک عذاب سے بچنے کا راستہ

ہر انسان کا سب سے بڑا مسئلہ ہے
آخرت میں جہنم کے دردناک عذاب
سے بچنا۔ اس رکوع میں رہنمائی
دی گئی کہ آخرت میں دردناک
عذاب سے بچنے کے لیے اللہ اور اس
کے رسولﷺ پر دل کی گہرائیوں
سے ایمان لاؤ اور اللہ کے دین کے

غلبہ کے لیے مال اور جان سے جہاد
کرو۔ اللّٰہ تمہاری خطائیں معاف کر
دے گا اور تمہیں روز قیامت جنت
کے رہنے والے باغات میں پاکیزہ محل
عطا فرمائے گا۔ خلوص سے غلبۂ دین
کی جد و جہد کرنے والوں کی
کاوشوں کو دنیا میں بھی بار آور
کرے گا اور غلبۂ دین کی منزل
حاصل ہو گی۔ جو سعادت مند اللّٰہ
کے دین کے لیے جد و جہد کریں گے

اللہ انہیں اپنا مددگار ہونے کے اعزاز
سے نوازے گا۔

٦٢۔ سورة الجمعة

حکمت و احکامات جمعہ

رکوع ۱۔ آیات ۱ تا ۸

تربیت کا نبوی طریق کار بذریعۂ قرآن

پہلے رکوع میں نبی اکرمﷺ کا
اساسی طریق کار بیان ہوا جس
کے ذریعہ آپﷺ نے وہ حزب اللہ تیار
کی جس نے آپﷺ کا ساتھ دے کر
محض ۲۱ برس کے عرصہ میں دین
حق کو غالب کر دیا۔ آپﷺ نے تلاوت
آیات سے لوگوں کو متوجہ کیا، جو
متوجہ ہوئے ان کے دلوں میں قرآن
اتار کر ان کا تزکیہ کیا۔ جب ان میں
اللہ کی محبت اور فکر آخرت پیدا

ہوئی تو انہیں اللہ کے احکامات
سکھائے۔ بعد ازاں احکامات کی
حکمت سکھا کر انہیں دین کے لیے
ہر قربانی دینے کی خاطر ثابت قدم
کر دیا۔ آج ہمیں بھی غلبۂ دین کے
لیے اسی طریق کار کو اختیار کرنا
ہو گا۔ ہم سے پہلے یہود پر یہ
ذمہ داری ڈالی گئی تھی کہ وہ
توریت پر عمل، اس کے احکامات
کی تبلیغ اور نفاذ کے لیے جد و جہد

کریں۔ یہود نے دنیا داری کو ترجیح
دی اور توریت کے حوالے سے ذمہ
داریوں کو پس پشت ڈال دیا۔ اللّٰہ
کے نزدیک ان کی مثال اس گدھے
کی سی ہے جس پر کتابوں کا
بوجھ لدا ہوا ہو۔ بدقسمتی سے
آج یہی جرم ہم مسلمانوں کا
قرآن کے حوالے سے ہے۔ اللّٰہ ہمیں
قرآن حکیم کے حوالے سے اپنی ذمہ

داریاں ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

رکوع ۲۔ آیات ۹ تا ۱۱

جمعہ کی پہلی اذان کے بعد کاروبار کرنے کی ممانعت

دوسرے رکوع میں حکم دیا گیا کہ جمعہ کے دن جب اجتماع جمعہ کے لیے اذان دی جائے تو ہر قسم کا

کاروبار روک دو اور تیزی کے ساتھ
خطبۂ جمعہ سننے کے لیے جامع
مسجد کی طرف روانہ ہو جاؤ۔
اللہ کے حکم پر عمل سے جو اجر ملے
گا وہ کاروبار کے فوائد سے بہتر ہے۔
جید علماء کا فتویٰ ہے کہ جمعہ
کے روز پہلی اذان سے لے کر نماز
جمعہ کے اختتام تک کاروبار کرنا
حرام ہے۔ ہاں جب نماز ختم ہو جائے
تو تم دوبارہ کاروبار کر سکتے ہو

اور اس دوران بھی اللّٰہ کو کثرت
سے یاد کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

٦٣۔ سورة المنافقون

منافقت کی حقیقت کا بیان

رکوع ۱۔ آیات ۱ تا ۸

مرض نفاق کے مدارج اور ہلاکت خیزی

پہلے رکوع میں مرض نفاق کے چار
مدارج بیان کیے گئے۔ دینی تقاضوں
کی ادائیگی سے گریز کے لیے جھوٹے
بہانے کرنا۔ بہانوں میں وزن پیدا
کرنے کے لیے جھوٹی قسمیں کھانا۔
دوسروں کو مال و جان کی قربانی
دینے سے روکنا۔ دین کے لیے قربانیاں
دینے والوں سے دشمنی کرنا۔
دشمنی کی شدت یہ ہے کہ ایک
موقع پر منافقین نے کہا کہ ہم

عزت والے مدینہ سے (معاذ اللہ)
ذلیلوں کو نکال دیں گے۔ جواب دیا
گیا کہ عزت اللہ، اس کے رسولﷺ
اور مومنوں کے لیے ہے جبکہ ذلت و
رسوائی منافقین ہی کے حصہ
میں آنے والی ہے۔ مرض نفاق کی
ہلاکت خیزی یہ ہے کہ اگر نبی
اکرمﷺ بھی ان کے لیے دعائے
استغفار کریں تب بھی اللہ

منافقین کی بخشش نہیں فرمائے گا۔

رکوع ۲۔ آیات ۹ تا ۱۱

منافقت کا سبب، حفاظتی تدبیر اور علاج

منافقت کا سبب ہے مال اور اولاد کی ایسی محبت جو انسان کو اللہ کے احکامات سے غافل کر دے۔

حفاظتی تدبیریہ ہے کہ انسان ہر
وقت اللہ اور اس کے احکامات کو
یاد رکھے اور اپنا جائزہ لیتا رہے کہ
کہیں اللہ کی اطاعت میں کمی
تو نہیں آ رہی۔ اس مرض کا علاج
یہ ہے کہ اللہ کی راہ میں مال
خرچ کیا جائے۔ ایسا نہ ہو کہ
انسان اس معاملہ میں تاخیر کرے
اور جب موت کا فرشتہ آ جائے تو
التجا کرے کہ اے اللہ! مجھے تھوڑی

سی مہلت دے تاکہ میں نیک بن
جاؤں اور تیری راہ میں مال لگاؤں۔
موت کا عالم طاری ہونے کے بعد
ایسی التجا قبول نہیں کی جائے
گی۔ اللہ ہمیں موت کا وقت آنے
سے پہلے پہلے اپنے دین کے لیے مال
اور جان لگانے کی توفیق عطا
فرمائے۔ آمین!

٦۴۔ سورة التغابن

ایمان کی حقیقت کا بیان

رکوع ۱۔ آیات ۱ تا ۱۰

ہار اور جیت کا اصل دن

پہلے رکوع میں تو حید، رسالت اور آخرت کا بیان ہے۔ ارشاد ہوا کہ اللہ

نے دنیا انسانوں کے استفادہ کے لیے
بنائی ہے اور اللہ انسانوں کو آخرت
میں جوابدہی کے لیے جمع فرمائے
گا۔ ماضی میں جب یہ حقیقت
رسولوں نے قوموں کو بتائی تو
قوموں نے رسولوں کی دعوت یہ
اعتراض کر کے جھٹلائی کہ تم
ہماری طرح کے انسان ہو۔ اللہ نے
ان قوموں کو ذلت آمیز سزا دے کر
عبرت بنا دیا۔ ان قوموں کے لیے بڑے

عذاب کا فیصلہ روز قیامت ہو گا۔
وہی روز در اصل ہار اور جیت کا
دن ہے۔ ایمان لا کر اچھے عمل کرنے
والے اس روز کامیاب ہوں گے اور
ہمیشہ ہمیش کی جنت میں
داخل کیے جائیں گے۔ اس کے برعکس
ایمان نہ لانے والے اس روز ناکام
قرار پائیں گے اور جہنم کی ابدی
سزا کا سامنا کریں گے۔

رکوع ۲۔ آیات ۱۱ تا ۱۸

ایمان کے فکر و عمل پر اثرات

دوسرے رکوع میں انسان کے فکر اور طرز عمل پر ایمان کے اثرات کا بیان ہے۔ بندۂ مومن وارد ہونے والے حالات کو منجانب اللہ سمجھتا ہے اور اللہ کے ہر فیصلہ پر راضی رہتا

ہے۔ اس کے اعمال اللہ اور اس کے
رسولﷺ کی اطاعت کے سانچے میں
ڈھلے ہوئے ہوتے ہیں۔ اس کا
بھروسہ اپنی تدبیروں پر نہیں
بلکہ اللہ کی قدرت پر ہوتا ہے۔ وہ
بیوی اور اولاد کے تعلق سے
انتہائی محتاط ہوتا ہے۔ خود کو
اللہ کی نافرمانی سے بچاتا ہے اور
ایک خوشگوار ماحول پیدا کر کے
بیوی اور اولاد کو بھی دین کی

طرف لانے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ
مال اور اولاد کو سرمایہ نہیں
بلکہ ایک ایسی امانت سمجھتا ہے
جس کے بارے میں اسے اللہ کے ہاں
جوابدہی کرنی ہے۔ ان کی خاطر
ایسا کام نہیں کرتا جو اللہ کو
ناراض کر دے۔ آخر میں حکم دیا گیا
کہ اللہ کی نافرمانی سے امکانی
حد تک بچو۔ صاحب امر کے ہر ایسے
حکم کو سنو اور مانو جو شریعت

کے خلاف نہ ہو۔ اپنی آخرت سنوارنے
کے لیے بھلائی کے کاموں میں مال
خرچ کرو۔ اللہ کے دین کی تبلیغ اور
غلبہ کے لیے مال خرچ کرو۔ یہ مال
اللہ کے ذمہ قرض ہے جو وہ
تمہیں بڑھا چڑھا کر لوٹائے گا اور
تمہارے گناہوں کو بھی معاف
فرما دے گا۔

٦٥۔ سورۃ الطلاق

طلاق کے حوالے سے ہدایات کا بیان

رکوع ١ ۔ آیات ١ تا ٧

تقویٰ کے انعامات

پہلے رکوع میں طلاق اور عدت کے
احکامات اور اس کے ساتھ ساتھ

تقویٰ کے انعامات کا بیان ہے۔ گھر
کے جملہ معاملات کی اصل روح
تقویٰ یعنی خدا خوفی اور آخرت
میں جوابدہی کا احساس ہے۔ جو
تقویٰ اختیار کرتا ہے، اللّٰہ اس کے
لیے مشکلات میں آسانی کی راہ
نکال دیتا ہے۔ اسے وہاں سے رزق
اور نعمتیں دیتا ہے جہاں سے گمان
تک نہ ہو۔ اس کے لیے آسانیاں پیدا
فرما دیتا ہے۔ نہ صرف اس کی

خطائیں معاف فرما دیتا ہے بلکہ
اسے شاندار اجر سے نوازتا ہے۔

رکوع ۲۔ آیات ۸ تا ۱۲

نافرمانوں کا برا انجام

ماضی میں سرکش قوموں کی
اللہ نے شدید پکڑ کی اور آخرت میں
بھی انہیں بدترین عذاب دیا جائے
گا۔ خیر اسی میں ہے کہ ہر معاملے

میں اللہ کی نافرمانی سے بچا
جائے۔ خاص طور پر خاندانی
معاملات (جن کے بارے میں تفصیلی
ہدایات نازل ہوئی ہیں) میں اللہ
کی اطاعت کا خاص خیال رکھا
جائے۔ ہم اہل پاکستان کی اس
حوالے سے بہت بڑی محرومی ہے۔
پاکستان کے قیام سے پہلے ہمارے
عائلی قوانین شریعت کے مطابق
تھے۔ ہندوستان میں آج بھی ایسا

ہی ہے۔ بدقسمتی سے پاکستان
میں ۱۹۶۲ میں ان قوانین کو تبدیل
کر کے غیر اسلامی بنا دیا گیا۔ ہم
پر اللہ کے عذابوں کا تسلسل اسی
نافرمانی کی سزا ہے۔ مزید ارشاد
ہوا کہ ہدایت آیات قرآنی اور
سنت رسولﷺ کا مجموعہ ہے۔ ہم
ہدایت قرآنی کو سمجھنے کے لیے
ارشادات ۱ ور سنت رسولﷺ کے
محتاج ہیں۔

٦٦. سورة التحریم

خاندانی زندگی کے بارے میں
ہدایات

رکوع ۱۔ آیات ۱ تا ۷

شوہر، بیوی اور سربراہ
خاندان کے لیے ہدایات

پہلے رکوع میں شوہر، بیوی اور
سربراہ خاندان کو خاندانی زندگی
کے حوالے سے ہدایات دی گئی ہیں۔
شوہر کو تلقین کی گئی کہ وہ
بیوی کی محبت میں اتنا نہ مغلوب
ہو کہ اسے خوش کرنے کے لیے
شریعت کے احکامات ہی کا پاس
نہ کرے۔ بیوی کو نصیحت کی گئی
کہ وہ اپنے شوہر کے رازوں کی
حفاظت کرے اور خاندان کے نظام کو

ایک اچھے ماحول میں قائم رکھنے کے لیے اس کی اطاعت کرے۔ سربراہ خاندان کی ذمہ داری ہے کہ جہاں وہ اپنے خاندان کی مادی ضروریات پوری کرنے کا اہتمام کرے وہیں ان کی اخلاقی و روحانی تربیت کر کے انہیں جہنم کی آگ سے بچانے کی بھی کوشش کرے۔ سب سے پہلے خود عمل کر کے اپنی ذات کو ایک نمونہ بنائے۔ اس کے ساتھ ساتھ

گھر والوں کو ان جرائم سے بچنے
کی تلقین کرے جو جہنم کی آگ
میں لے جانے والے ہیں۔

رکوع ۲۔ آیات ۸ تا ۱۲

اللہ کی بارگاہ میں توبہ
کرو سچی توبہ!

اِس رکوع میں مومنوں کو تلقین
کی گئی کہ وہ اللہ کی بارگاہ

میں گناہوں سے توبہ کریں، بالکل
خالص توبہ۔ خالص توبہ یہ ہے کہ
گناہوں پر سچی ندامت ہو۔ عہد
کیا جائے کہ آئندہ گناہوں کا
ارتکاب نہیں کیا جائے گا۔ گناہوں
کو چھوڑ کر توبہ کی سچائی کا
ثبوت دیا جائے۔ اگر کسی کا حق
مارا ہے تو لوٹا دیا جائے یا اس سے
معاف کرالیا جائے اور اگر کسی کے
ساتھ زیادتی کی ہے تو اس کی

معافی حاصل کی جائے۔ اپنی جان
کو اللہ کی بندگی میں ایسے کھپا
دیا جائے جیسے کہ اس نے گناہوں
میں ملوث ہو کر خوب لذت حاصل
کی تھی۔ مزید ارشاد ہوا کہ دنیا
میں خاندان کا نظام خوشگوار
ماحول میں قائم رکھنے کے لیے
بیوی کو شوہر کے تابع کیا گیا ہے۔
البتہ روز قیامت بیوی شوہر کے
تابع نہ ہو گی۔ وہ زیادہ خیر کے

کام کر کے شوہر سے آگے نکل
سکتی ہے۔ گویا اخلاقی لحاظ سے
عورت کا علیحدہ تشخص ہے۔ مثلاً
حضرت نوحؑ اور حضرت لوطؑ جنتی
ہیں جبکہ ان دونوں کی بیویاں
جہنمی۔ فرعون بد بخت جہنم میں
ہو گا اور اس کی بیوی حضرت
آسیہ سلامٌ علیھا جنت میں۔ حضرت
مریم سلامٌ علیھا اور ان کے
سرپرست حضرت زکریاؑ، حضرت

محمدﷺ اور ازواج مطہراتؓ یہ سب جنت میں ہوں گے۔

پارہ ۲۹

انتیسویں پارے میں سورۃ ملک تا سورۃ مرسلات گیارہ مکمل سورتیں شامل ہیں۔

٦٧۔ سورۃ الملک

اللہ کی بے مثال قدرتوں کابیان

رکوع ۱۔ آیات ۱ تا ۱۴

سلسلۂ موت و حیات کی حکمت

پہلے رکوع میں یہ حقیقت بیان کی گئی کہ اللہ نے انسانوں کے لیے زندگی اور موت کا سلسلہ ان کی آزمائش کے لیے جاری فرمایا ہے۔ اللہ ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ کون عمل

کے اعتبار سے اچھا ہے۔ جنہوں نے
دنیا کی زندگی میں اچھے اعمال
کیے وہ آخرت کی ابدی زندگی میں
جنت کی نعمتوں سے سرفراز ہوں
گے۔ اس کے برعکس جنہوں نے دنیا
کی زندگی میں اللہ کے احکامات
کا پاس نہ کیا وہ جہنم کے ابدی
عذاب سے دوچار ہوں گے۔ وہ جہنم
میں بڑی حسرت سے کہیں گے کہ
اے کاش! ہم نے سنا ہوتا یا غور کیا

ہوتا تو ہم شامل نہ ہوتے
جہنمیوں میں۔ افسوس! اس روزیہ
ندامت انہیں کوئی فائدہ نہ دے
گی۔

رکوع ۲۔ آیات ۱۵ تا ۳۰

حیوانی اور انسانی زندگی کا فرق

دوسرے رکوع میں آگاہ کیا گیا کہ
انسان دو طرح کے ہو سکتے ہیں۔
ایک انسان وہ ہے جس کا کوئی
واضح مقصد زندگی ہی نہیں۔ وہ
صرف پیٹ بھرنے، نسل بڑھانے اور
سر چھپانے کے لیے محنت کر رہا ہو
تو وہ انسان کی صورت میں حیوان
ہے۔ وہ زندگی نہیں گزار رہا بلکہ
زندگی اسے گزار رہی ہے۔ اصل
زندگی اس کی ہے جس کا حیوانی

تقاضوں سے اوپر کوئی اعلیٰ
مقصد زندگی ہو۔ کوئی اعلیٰ کام
دنیا میں کرنا چاہتا ہو۔ اعلیٰ ترین
کام دنیا میں وہ ہے جو اللہ کے
رسولﷺ نے کیا۔ دعوت دین کے
ذریعے انسانیت کو جہنم کی آگ
سے بچانے کی کوشش اوراقامت
دین کی جد و جہد کے ذریعے سے
انسانیت کو ظالمانہ اور جابرانہ
نظام سے نجات دلانے کی محنت۔

اللہ ہمیں بھی دعوت دین

اوراقامت دین کے لیے مال اور جان

لگانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

۶۸۔ سورۃ القلم

نبیﷺ کی عظمت اور مخالفین
کی ذلت کا بیان

رکوع ۱۔ آیات ۱ تا ۳۳

نبی اکرمﷺ اخلاق کے بلند ترین مرتبہ پر ہیں

پہلے رکوع میں نبی اکرمﷺ کی
دلجوئی کی گئی کہ آپﷺ ہرگز
مجنون یا دیوانے نہیں ہیں۔ آپﷺ
تو اخلاق حسنہ کے اعلیٰ ترین
مرتبہ پر فائز ہیں۔ کیا اتنے اعلیٰ
اخلاق کی حامل ہستی مجنون ہو
سکتی ہے۔ اس کے بعد اس رکوع
میں آپﷺ کے مخالفین کے گھٹیا
کردار کو نمایاں کیا گیا۔ واضح کیا
گیا کہ ہم ان مخالفین کو اسی

طرح آزما رہے ہیں جیسے باغ والوں
کو آزمایا گیا۔ باغ والوں نے طے کیا
تھا کہ ہم باغ کے پھل میں سے
کسی مسکین کو کچھ نہ دیں گے۔
اللہ نے راتوں رات ان کے باغ کو اجاڑ
دیا۔ باغ کا اجڑنا اللہ کا عذاب تھا۔
باغ والوں کو اپنی غلطی کا
احساس ہوا اور اللہ سے معافی
مانگنے لگے۔ مخالفینِ حق کو چاہیے
کہ وہ اس واقعہ سے عبرت حاصل

کریں اور دنیا میں عذاب آنے سے
پہلے ہی اللہ کی طرف رجوع کر
لیں۔ ورنہ دنیا میں بھی عذاب کا
مزہ چکھیں گے اور آخرت کا عذاب
تو زیادہ سخت ہو گا۔

رکوع ۲۔ آیات ۳۴ تا ۵۲

جان بوجھ کر نماز چھوڑنے والوں کی ذلت

دوسرے رکوع میں اس تصور کی نفی کی گئی کہ تمام انسان، خواہ اللہ کے فرمانبردار ہوں یا نافرمان، بخش دیے جائیں گے۔ نعمتوں والی جنت صرف فرمانبرداروں کے لیے ہے اور مجرموں نے اگر توبہ نہ کی تو اپنے جرائم کی سزا پا کر رہیں گے۔ روز قیامت اللہ کی خاص تجلی کا ظہور ہو گا۔ تمام انسانوں کو اللہ کے سامنے

سجدہ کرنے کی دعوت دی جائے
گی۔ کچھ بد نصیب یہ سعادت
حاصل کرنے سے محروم ہوں گے۔
شرم کے مارے ان کی نگاہیں
جھکی ہوں گی اور چہروں پر
ذلت چھارہی ہو گی۔ ان کا جرم
یہ تھا کہ انہیں دنیا میں جب نماز
کی طرف بلایا جاتا تھا تو وہ
صحیح سالم ہونے کے باوجود نماز
ادا نہیں کرتے تھے۔ اللّٰہ ہمیں اس

محرومی و رسوائی سے محفوظ

فرمائے۔ آمین!

٦٩۔ سورة الحاقۃ

آخرت کا ذکر مؤثر اسلوب میں

رکوع ١۔ آیات ١ تا ٣٧

جیسا کردار ویسا انجام

پہلے رکوع میں آگاہ کیا گیا کہ
قیامت کا واقع ہونا ایک برحق

حقیقت ہے۔ قوم عاد، قوم ثمود، آل
فرعون، قوم لوطؑ اور قوم نوحؑ نے
اس حقیقت کو جھٹلایا اور شدید
عذاب کا مزہ چکھا۔ روز قیامت نیک
لوگوں کو نامۂ اعمال دائیں ہاتھ
میں دیا جائے گا اور وہ خوشی
خوشی اپنا نامۂ اعمال دوسروں
کو دکھائیں گے۔ اب وہ جنت میں
بڑے اطمینان کے ساتھ راحتوں سے
بھر پور زندگی بسر کریں گے۔

مجرموں کو ان کا نامۂ اعمال بائیں
ہاتھ میں دیا جائے گا۔ وہ نالہ و
فریاد کریں گے کہ کاش ہمارا نامۂ
اعمال ہمارے سامنے نہ آتا۔ ہمارا
دنیا کا مال و اسباب ہمارے کچھ
کام نہ آیا۔ حکم دیا جائے گا کہ ان
کو جہنم میں ڈال دیا جائے اور
زنجیروں میں جکڑ دیا جائے۔ اب
کوئی ان کا دوست یا حمایتی نہ
ہو گا۔ ان کی غذا زخموں کا خون

اور پیپ ہو گی۔ اللہ ہمیں اس انجام بد سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

رکوع ۲۔ آیات ۳۸ تا ۵۲

قرآن اللہ کا کلام اور یقینی حق ہے

دوسرے رکوع میں واضح کیا گیا کہ قرآن اللہ کا کلام ہے۔ یہ کسی شاعر یا کاہن کا کلام نہیں۔ اگر

(معاذ اللہ) حضرت محمدﷺ اس
قرآن کو خود سے بنا کر ہماری
طرف منسوب کرتے تو ہم ان کی
پکڑ کرتے اور کوئی انہیں ہماری
پکڑ سے نہیں بچا سکتا۔ حضرت
محمدﷺ اللہ کے ایسے سچے نبی
ہیں جن کی سچائی کی تصدیق
دشمن بھی الصادق کہہ کر کرتے
رہے ہیں۔ ایسی عظیم ہستی
ہرگز کسی خود ساختہ کلام کو

اللہ کی طرف منسوب نہیں کر سکتی۔ یہ قرآن تو یقینی حق ہے۔ جو لوگ اسے حق نہیں مان رہے عنقریب ذلت و رسوائی سے دوچار ہوں گے۔

۷۰۔ سورۃ المعارج

اچھے اور برے کردار کی وضاحت

رکوع ۱ ۔ آیات ۱ تا ۳۵

اللہ کی نگاہ میں پسندیدہ
اور ناپسندیدہ کردار

پہلے رکوع میں نبی اکرمﷺ کو تلقین کی گئی کہ وہ صبر کریں۔ عنقریب ان کافروں پر ایسا عذاب آئے گا جو ٹالا نہ جا سکے گا۔ روز قیامت ایک مجرم خود کو بچانے کے لیے بطور فدیہ اپنے بیٹے، بیوی بھائی بلکہ پورے کنبہ کو پیش کرنا چاہے گا لیکن خود کو دہکتی ہوئی آگ کے عذاب سے نہ بچا سکے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ انسان بہت

ہی کم ظرف ہے۔ تکلیف آئے تو
واویلا کرتا ہے اور اگر نعمت مل
جائے تو بخیل بن جاتا ہے اور
دوسروں کو اس کے فیض سے
محروم رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔
ہاں اللہ کے محبوب بندے ایسا نہیں
کرتے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو باقاعدگی
سے نماز ادا کرتے ہیں، محرومین
کی مالی امداد کرتے ہیں لیکن
پھر بھی اللہ کے عذاب سے ڈرتے

رہتے ہیں۔ یہ لوگ جنسی بے راہ
روی سے بچتے ہیں، عہد و امانت
کی پاس داری کرتے ہیں اور
نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ ایسے
لوگوں کا جنت میں بھرپور اکرام
کیا جائے گا۔

رکوع ۲۔ آیات ۳۶ تا ۴۴

نبیﷺ کے دشمن ذلیل و رسوا ہوں گے

دوسرے رکوع میں ان مشرکین کی مذمت کی گئی جو نبی اکرمﷺ کو حرم میں نماز پڑھنے سے روکتے تھے۔ خبردار کیا گیا کہ عنقریب وہ اپنے جرائم کی سزا پائیں گے۔ روز قیامت قبروں سے نکل کر میدان حشر کی طرف دوڑیں گے۔ ان کی

نگاہیں شرم کے مارے جھکی ہوں
گی اور چہروں پر روسیاہی
چھائی ہو گی۔ یہی وہ دن ہے
جس روز انہیں جرائم کی سزا دینے
کا وعدہ کیا گیا ہے۔

۷۱۔ سورۃ نوح

حضرت نوحؑ کی دعوت اور فریاد

رکوع ۱۔ آیات ۱ تا ۲۰

حضرت نوحؑ کی دعوت

پہلے رکوع میں حضرت نوحؑ کی
دعوت اور قوم کے ردِّ عمل کا ذکر

ہے۔ حضرت نوحؑ نے اللہ کی بارگاہ
میں عرض کیا کہ میں نے اپنی قوم
کو دن رات دعوت دی۔ تنہائی میں
سمجھایا اور علی الاعلان بھی
پکارا۔ انہیں دعوت دی کہ اللہ کی
عبادت کریں اور میری اطاعت کریں۔
اللہ سے بخشش مانگیں۔ وہ
گناہوں کو معاف فرما دے گا اور
دنیا میں بھی مال، اولاد اور سر
سبز و شاداب باغات عطا کرے گا۔

قوم نے میری بات سن کر کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں، منہ پھیر کر چل دینے کی روش اختیار کی اور بڑے تکبر کے ساتھ میری دعوت کو ٹھکرا دیا۔

رکوع ۲۔ آیات ۲۱ تا ۲۸

حضرت نوحؑ کی فریاد اور بددعا

دوسرے رکوع میں حضرت نوحؑ کی
قوم کے خلاف بددعاء مذکور ہے۔
اُنہوں نے اللہ سے فریاد کی کہ
قوم نے میری بات ماننے کے بجائے
سرکش سرداروں کی پیروی کی۔
ان سرداروں نے میرے خلاف بڑی بڑی
سازشیں کیں۔ اے اللہ اب ان کے لیے
گمراہی کے سوا کسی چیز کا
اضافہ نہ کرنا۔ زمین پر کافروں کا
بستا ہوا ایک گھر بھی باقی نہ

رہنے دے۔ ان کی آئندہ نسلوں سے بھی مجھے کسی خیر کی توقع نہیں۔ ان کے لیے تباہی و بربادی کے سوا کسی چیز کا اضافہ نہ فرما۔ البتہ میری، میرے والدین اور تمام اہل ایمان مردوں اور عورتوں کی بخشش فرما۔ اللہ نے ان کی فریاد سن لی۔ ظالم قوم کو تباہ و برباد کر دیا اور اہل ایمان کو عذاب سے محفوظ رکھا۔

۷۲۔ سورۃ الجن

جنات کی ایمان افروز دعوت

رکوع ۱ ۔ آیات ۱ تا ۱۹

ایمان لانے ہی میں خیر ہے

پہلے رکوع میں جنات کی اپنی قوم
کے لیے دعوت کا بیان ہے۔ اُنہوں نے

قوم کو بتایا کہ ہم نے دل کو
متاثر کرنے والا قرآن سنا ہے جو
توحید یعنی کامیابی کی راہ
دکھاتا ہے۔ اس کے برعکس ہمارا
ہم جنس ابلیس احمق ہے جو
ہمیں گمراہ کرنے پر تلا ہوا ہے۔ ہم
نافرمانی کر کے اللہ کو زمین یا
آسمان میں عاجز نہیں کر سکتے۔
ہماری خیر اسی میں ہے کہ ہم
قرآن پر ایمان لا کر کامیابی کی

راہ اختیار کریں۔ جو قرآن پر ایمان
نہ لائے گا وہ بڑھتے چڑھتے عذاب کا
شکار ہو گا۔ اس رکوع میں یہ
حقیقت بھی بیان کی گئی کہ
مساجد اللہ کا گھر ہیں لہٰذا کم
از کم ان گھروں کو تو شرک سے
پاک رکھا جائے اور یہاں اللہ کے
سوا کسی کو نہ پکارا جائے۔

رکوع ۲۔ آیات ۲۰ تا ۲۸

اللہ کا پیغام لوگوں تک پہچانے کی نازک ذمہ داری

دوسرے رکوع میں نبی اکرمﷺ کو تلقین کی گئی کہ وہ اپنی عاجزی کا اظہار فرمادیں۔ لوگوں کو بتادیں کہ میں تمہارے بارے میں کسی نفع اور نقصان کا اختیار

نہیں رکھتا۔ اگر میں نے اللہ کا
پیغام لوگوں تک پہچانے کا حق ادا
نہ کیا تو مجھے خود اللہ کی پکڑ
کا ڈر ہے۔ نبی اکرمﷺ نے ہم تک
اللہ تعالیٰ کا پیغام پہچانے کا حق
ادا فرما دیا ہے۔ ختم نبوت کی وجہ
سے اب ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم
اللہ کا پیغام لوگوں تک پہنچائیں۔
اگر ہم نے ایسا نہ کیا تو ہمیں
بھی اللہ کی پکڑ سے کوئی نہ

بچا سکے گا۔ اللہ ہمیں یہ ذمہ داری ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

۷۳۔ سورۃ المزمل

تزکیۂ نفس کے لیے قرآن کا لائحۂ عمل

رکوع ۱ ۔ آیات ۱ تا ۱۹

تزکیۂ نفس کے لیے ہدایات

پہلے رکوع میں نبی اکرمﷺ کو
آگاہ کیا گیا کہ عنقریب ان پر
دعوت و اقامت دین کے حوالے سے
ایک بھاری ذمہ داری کا بوجھ ڈالا
جائے گا۔ اس کے لیے روحانی ترقی
اور قلبی ثبات کا حصول ضروری
ہے۔ اس مقصد کے لیے راتوں میں
اٹھ کر اوسطاً آدھی رات اللہ کی
بارگاہ میں کھڑے ہو کر اور ٹھہر
ٹھہر کر قرآن پڑھیے۔ اللہ کے مبارک

ناموں کا ذکر کرتے رہیے اور سب سے
کٹ کر اللہ سے جڑ جائیے۔ اللہ پر
توکل کیجیے۔ مخالفین کی باتوں پر
صبر کیجیے اور ان سے خوبصورتی
سے کنارہ کشی کر لیجیے۔ اِن
مخالفین کو عنقریب ایسی جہنم
میں ڈال دیا جائے گا جس میں
دہکتی ہوئی آگ، حلق میں اٹکنے
والی کانٹے دار غذا اور وہ بیڑیاں

ہوں گی جن سے مجرموں کو جکڑ دیا جائے گا۔

رکوع ۲۔ آیت ۲۰

قیام الیل کے حکم میں تخفیف

دوسرے رکوع میں نبی اکرمﷺ اور صحابہ کرامؓ کی تحسین کی گئی کہ وہ ایک تہائی رات، نصف رات

اور کبھی دو تہائی رات تہجد کی
نماز کے دوران اللہ کی بارگاہ میں
کھڑے ہو کر قرآن پڑھتے ہیں۔
صحابہ کرامؓ کو سہولت دی گئی
کہ پنج وقتہ نماز فرض ہونے کے
بعد اب ان کے لیے تہجد یعنی قیام
الیل کی ادائیگی فرض نہیں رہی۔
اللہ جانتا ہے کہ وہ دن میں اپنی
معیشت، اللہ کی راہ میں جنگ اور
دیگر سرگرمیوں کے لیے مشقت

اٹھاتے ہیں۔ وہ سہولت سے جتنی دیر بھی ممکن ہو قیام الیل کی سعادت حاصل کریں۔ البتہ پنج وقتہ نماز ادا کریں، زکوٰۃ دیں اور اللہ کے دین کی نصرت کے لیے مال خرچ کریں۔ ان کا دیا ہوا مال اللہ کے یہاں محفوظ ہے اور انہیں اس کا بہترین اجر دیا جائے گا۔

۷۴۔ سورة المدثر

ایمان بالآخرت کا مؤثر بیان

رکوع ۱ـ آیات ۱ تا ۳۱

اللّٰہ کی بڑائی قائم کرنے کا حکم

پہلے رکوع میں نبی اکرمﷺ پر وہ
بھاری ذمہ داری ڈال دینے کا بیان
جس سے سورة مزمل میں آگاہ کیا
گیا تھا۔ آپﷺ کو حکم دیا گیا کہ
لوگوں کو آخرت کی جوابدہی کے
حوالے سے خبردار کریں اور دنیا میں
اللہ کی بڑائی کا نظام قائم کریں۔
گویا آپﷺ نے صرف تبلیغ نہیں
کرنی بلکہ تبلیغ کے ذریعے اہل حق
کی ایک جماعت تیار کرنی ہے، اس

جماعت کو اہل باطل سے ٹکرانا ہے
اور انہیں شکست دے کر اللہ کا
دین غالب کرنا ہے۔ پھر اس رکوع
میں اللہ کے رسولﷺ کے ایک
دشمن ولید بن مغیرہ کے کردار کی
خباثت بیان کی گئی اور اسے اس
جہنم کے عذاب کی وعید سنائی
گئی جس پر انیس فرشتے مامور
ہیں۔

رکوع ۲۔ آیات ۳۲ تا ۵۶

جہنم میں لے جانے والے جرائم

دوسرے رکوع میں اہل جنت اور اہل جہنم کے درمیان مکالمہ کا ذکر ہے۔ اہل جنت پوچھیں گے اہل جہنم سے کہ تمہیں کس جرم کی پاداش میں جہنم میں ڈالا گیا۔ وہ جواب دیں گے کہ ہم نماز نہیں

پڑھتے تھے، مساکین کو کھانا
نہیں کھلاتے تھے اور دین حق کی
تعلیمات پر اعتراضات کرتے رہتے تھے۔
جہنمیوں کا اعتراف جرم اب انہیں
کوئی فائدہ نہ دے گا اور نہ
کسی سفارش کرنے والے کی
سفارش ان کے کام آئے گی۔ اللّٰہ
اس انجام بد سے ہماری حفاظت
فرمائے۔ آمین!

۷۵۔ سورۃ القیامۃ

قیامت کے مناظر کا بیان

رکوع ۱۔ آیات ۱ تا ۳۰

انکار آخرت کی زور دار نفی

پہلے رکوع میں ان تمام تصورات
کی زور دار نفی کی گئی جو آخرت

کے حوالے سے شکوک و شبہات پیدا
کرتے ہیں۔ آگاہ کیا گیا کہ قیامت
ایسی یقینی شے ہے کہ اللہ اس
کی قسم کھا رہا ہے۔ ضمیرکا ہر
نیکی پر انسان کو مسرت دینا اور
ہر بدی پر پشیمان کرنا ثابت کر رہا
ہے کہ نیکی کا اچھا اور بدی کا
برا نتیجہ نکل کر رہے گا۔ در اصل
انسان نہیں چاہتا کہ گناہوں کی
جو لذت وہ لے رہا ہے اسے چھوڑ دے۔

اسی لیے گناہوں کی باز پرس کی
یقینی خبر کو جھٹلا رہا ہے۔ پھر
اس رکوع میں نبی اکرمﷺ کی
قرآن کریم سے والہانہ محبت کا
ذکر ہے۔ آپﷺ نزول قرآن کے وقت
نازل ہونے والی آیات کو حفظ کرنے
کے لیے تیزی سے اپنی زبان مبارک
سے دہراتے۔ اللہ نے آپﷺ کو بشارت
دی کہ اس قرآن کریم کو آپﷺ کے
سینہ میں محفوظ کرنا اور پھر

آپﷺ کے ذریعہ اس کے مضامین
کی وضاحت کرادینا ہمارے ذمہ ہے۔
آپﷺ تو کار خیر کے لیے جلدی کر
رہے ہیں جبکہ انسانوں کی اکثریت
دنیا کی وقتی اور گھٹیا نعمتوں
کے لیے جلدی کرتی ہے اور آخرت کے
دن کو بھول جاتی ہے۔ اس دن
مجرموں کے چہرے بگڑے ہوئے ہوں
گے اور نیک لوگوں کے چہرے تر و
تازہ ہوں گے۔ وہ اپنے رب کے دیدار

سے فیض یاب ہوں گے۔ رکوع کے آخر
میں موت کا ذکر ہے کہ جب وہ آ
جاتی ہے تو اسے ٹالا نہیں جا
سکتا۔ موت کی سختی کے باعث
پنڈلی، پنڈلی سے لپٹ جاتی ہے اور
انسان خالق حقیقی سے جاملتا ہے۔

رکوع ۲ـ آیات ۳۱ تا ۴۰

کیا انسان سے حساب کتاب نہ ہو گا؟

دوسرے رکوع میں ایسے شخص کی
شدید مذمت کی گئی ہے جس نے
سرکشی اختیار کی، حق کو قبول
نہ کیا اور نہ ہی اللہ کے سامنے
سر جھکایا۔ اس کے برعکس بڑے
تکبر سے دینی تعلیمات کو جھٹلایا۔
کیا انسان یہ سمجھتا ہے کہ اسے

بے مقصد اور آزاد پیدا کیا گیا ہے؟
وہ جو جی میں آئے کرتا رہے اور
اسے کوئی پوچھنے والا نہیں؟
نہیں! جس اللہ نے اسے نطفہ سے
بنایا ہے، وہ اسے دوبارہ بھی زندہ
کرے گا اور دنیا میں اس کے طرز
عمل کے بارے میں باز پرس کرے گا۔

۷۶۔ سورۃ الانسان

نا شکری اور شکر گزاری کا نتیجہ

رکوع ۱۔ آیات ۱ تا ۲۲

شکر گزاری کی راہ اور حسین انجام

پہلے رکوع میں ارشاد ہوا کہ اللہ نے انسان کو امتحان کے لیے پیدا کیا ہے۔ اسے نیکی اور بدی کا شعور دیا ہے۔ اب اسے اختیار ہے کہ نیکی کی راہ پر چل کر اللہ کا شکر گزار بندہ بنے یا بدی کی راہ پر چل کر ناشکری کرے۔ بدی کی راہ پر چلنے والوں کا برا انجام ہو گا۔ نیکی کی راہ پر چلنے والوں کے لیے جنت کی نعمتیں ہیں۔ یہ لوگ اللہ کی

رضا کے لیے اس کی راہ میں مال
خرچ کرتے تھے اور دنیا میں کسی
بدلے یہاں تک کہ لوگوں کی طرف
سے شکریہ کے بھی طلب گار نہ
تھے۔ ان کو جنت میں مختلف
مشروبات اور پسندیدہ غذائیں
چاندی کے برتنوں میں پیش کی
جائیں گی۔ ان کی خدمت کے لیے
موتیوں کی طرح خوبصورت لڑکے
حاضر ہوں گے۔ انہیں ریشمی لباس

سے مزین کیا جائے گا۔ اللہ انہیں
پاکیزہ شراب کے جام پلائے گا اور
فرمائے گا کہ یہ تمہاری نیکیوں
کی جزا ہے۔

رکوع ۲۔ آیات ۲۳ تا ۳۱

نیکی کی توفیق اللہ ہی کی طرف سے ملتی ہے

دوسرے رکوع میں فرمایا کہ کافر
دنیا کی وقتی اور کم تر لذتوں کو
ترجیح دے رہے ہیں اور آخرت کے
مشکل دن سے غافل ہیں۔ دانش
مندی یہ ہے کہ نیکیوں کے ذریعہ
اس دن کی تیاری کی جائے۔
نیکیوں کے لیے اللہ سے توفیق
مانگی جائے کیوں کہ اللہ کی
توفیق کے بغیر انسان نیکی کی
راہ پر نہیں چل سکتا۔ اسی لیے

نبی اکرمﷺ فرض نماز کے بعد اللہ سے دعا کیا کرتے تھے کہ:

اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلیٰ ذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ (نسائی، ابو داؤد)

’’اے اللہ میری مدد فرما اپنے ذکر، اپنے شکر اور اپنی اچھی عبادت کے لیے‘‘۔

۷۷۔ سورة المرسلات

ذکر آخرت جلالی اسلوب میں

رکوع ۱ـ آیات ۱ تا ۴۰

آخرت کو جھٹلانے والے غور تو کریں!

پہلے رکوع میں بڑے جلالی اسلوب
میں ایسے لوگوں کو تباہی و
بربادی کی وعید سنائی گئی جو
قیامت کے دن کو جھٹلاتے ہیں۔ اللہ
نے انہیں ماضی کی تباہ ہونے
والی قوموں کے انجام سے سبق
حاصل کرنے کی تلقین کی۔ انہیں
غور کرنے کی دعوت دی گئی کہ
اللہ نے کیسے انہیں نطفہ سے
تخلیق کیا۔ زمین کو کس طرح

کشادہ بنایا، اس پر پہاڑ جما دیے
اور ان کی ضروریات کی تکمیل کے
لیے پانی بہا دیا۔ کیا ایسی قدرت
رکھنے والا خالق انسانوں کو
دوبارہ پیدا نہیں کر سکتا؟ حقیقت
یہ ہے کہ آخرت یعنی فیصلہ کا
دن آ کر رہے گا اور ان مجرموں کو
دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔ اس دن وہ
شرمندگی کے مارے کوئی بات نہ
کر سکیں گے اور پھر جہنم کی

دہکتی ہوئی آگ میں پھینک دیے جائیں گے۔

رکوع ۲۔ آیات ۴۱ تا ۵۰

متقین اور مجرمین کا انجام

دوسرے رکوع میں متقین کو جنت کی ٹھنڈی چھاؤں، خوش ذائقہ مشروبات اور لذیذ میوہ جات کی بشارت دی گئی۔ جنت میں ان سے

کہا جائے گا کہ اپنے اعمال کے انعام
کے طور پر بے فکر ہو کر جو چاہو
کھاؤ اور پیو۔ اس کے برعکس
مجرموں سے کہا گیا کہ دنیا میں
جو مزے کرنے ہیں کر لو۔ آخرت میں
تمہار اٹھکانہ دائمی جہنم ہے۔ ان
کا جرم یہ ہے کہ وہ قرآن جیسے
عظیم کلام کو سن کر بھی ایمان
نہیں لارہے اور اللہ کے احکامات کے

سامنے سر جھکانے کو تیار نہیں

ہیں۔

پارہ ۳۰

تیسویں پارے میں سورۃ نباء تا
سورۃ ناس سینتیس مکمل
سورتیں شامل ہیں۔

۷۸۔ سورۃ النباء

فانی دنیا اور ابدی آخرت کا بیان

رکوع ۱۔ آیات ۱ تا ۳۰

دنیا کی نعمتیں فانی ہیں

پہلے رکوع میں بیان کیا گیا کہ
لوگ قیامت کی عظیم خبر کے حوالے
سے اختلاف کر رہے ہیں۔ کسی کے
خیال میں دوبارہ جی اٹھنا نا
ممکنات میں سے ہے۔ کوئی کہتا
ہے کہ ہمارے معبود سفارش کر کے

ہمیں بخشوالیں گے۔ کسی کا
دعویٰ ہے کہ ہمیں دنیا میں مال و
دولت سے نوازا گیا ہے اور قیامت
میں بھی یہی انعامات ملیں گے۔
جواب دیا گیا کہ اصل معاملہ کیا
ہو گا، عنقریب انہیں معلوم ہو
جائے گا۔ اس کے بعد پہلے رکوع میں
کئی نعمتوں کا ذکر ہے۔ اللّٰہ نے
آسمان، سورج، چاند، زمین، پہاڑ،
رات، دن، نیند، بارشیں، باغات،

کھیتیاں غرض انسان کے فائدہ کے لیے کئی نعمتیں بنائی ہیں۔ البتہ یہ سب کی سب نعمتیں فانی ہیں۔ فیصلہ کا دن اپنے طے شدہ وقت پر آ جائے گا۔ اس روز سرکشوں کے لیے سوائے عذاب کے کسی اور چیز کا اضافہ نہ کیا جائے گا۔

رکوع ۲۔ آیات ۳۱ تا ۴۰

میدان حشر کا منظر

دوسرے رکوع میں بشارت دی گئی
کہ روز قیامت متقیوں کو ان کی
نیکیوں کے حساب سے پورا پورا
انعام مل جائے گا۔ اس کے بعد ارشاد
ہوا کہ میدان حشر میں تمام
انسان اور فرشتے صف باندھے اللہ
کے سامنے عاجزی کے ساتھ کھڑے
ہوں گے۔ کسی کو اللہ کے سامنے

بات کرنے کی ہمت نہ ہو گی۔ جو
بھی بولے گا اللہ کے حکم سے بولے
گا اور اللہ کے سامنے کسی کی بے
جا سفارش نہ کرے گا۔ بد نصیب
کافر نامۂ اعمال میں اپنے تمام
سیاہ اعمال دیکھے گا اور حسرت
سے کہے گا کہ کاش! میں انسان
نہیں مٹی ہوتا اور اس برے انجام
سے دوچار نہ ہوتا۔

۷۹۔ سورۃ النازعات

قیامت کا عبرت انگیز بیان

رکوع ۱۔ آیات ۱ تا ۲۶

موت اور قیامت کے مناظر

پہلے رکوع میں خبردار کیا گیا کہ
موت کے وقت دنیا دار آدمی کی

جان بڑی مشکل سے نکلتی ہے۔
فرشتوں کو اس کے وجود میں
ڈوب کر اور بڑی قوت سے کھینچ کر
اس کی جان نکالنی پڑتی ہے۔ اس
کے برعکس نیک انسان کی جان
فرشتے بڑی آسانی سے محض ایک
بند کھول کر نکال لیتے ہیں۔ کفار
قیامت کو جھٹلا رہے ہیں حالانکہ
اس روز زمین شدت سے لرزے گی،
دل دھڑکتے ہوں گے اور نگاہیں

خوف کے مارے جھکی ہوئی ہوں
گی۔ جب صور میں پھونکا جائے گا
تو ایسے محسوس ہو گا جیسے ایک
زور دارجھڑ کی کی آواز ہے اور
تمام جن و انس حشر کے کھلے
میدان میں جمع ہو جائیں گے۔

رکوع ۲۔ آیات ۲۷ تا ۴۶

روز قیامت کیا ہو گا؟

دوسرے رکوع میں آگاہ کیا گیا کہ
روز قیامت جب صور میں پھونک
ماری جائے گی تو بہت بڑی تباہی آ
جائے گی۔ اس روز ہر انسان یاد کرے
گا کہ اس نے دنیا کی زندگی میں
کیا عمل کیا ہے؟ جس بد نصیب نے
سرکشی کی اور دنیا کی زندگی
کو ترجیح دی، اس کا ٹھکانہ
جہنم ہو گا۔ اس کے برعکس جو رب
کے سامنے جوابدہی کے احساس سے

ڈرتا رہا اور خود کو نفس کی
خواہشات سے بچانے کی کوشش
کی، اس کا ٹھکانہ جنت ہو گا۔
اللّٰہ ہم سب کو آخرت کو ترجیح
دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

۸۰۔ سورة العبس

اللہ کے احسانات اور انسانوں کی ناشکری کا بیان

اِس سورة مبارکہ میں ایک واقعہ بیان ہوا ہے۔ ایک بار نبی کریم ﷺ سرداران قریش کو دعوت دے رہے تھے۔ اس دوران ایک صحابی حضرت

عبد اللہ بن ام مکتومؓ آ گئے۔ وہ
نابینا تھے اور نہیں دیکھ سکتے
تھے کہ آپﷺ کن لوگوں سے محو
گفتگو ہیں۔ اُنہوں نے آپﷺ کو
اپنی طرف متوجہ کیا۔ آپﷺ کو
اندیشہ محسوس ہوا کہ اب
سردار میری بات نہیں سنیں گے
کیونکہ وہ اپنی محفل میں کسی
مفلس صحابی کی آمد کو پسند
نہیں کرتے۔ اس اندیشہ کی وجہ

سے آپ کو حضرت عبد اللہ بن ام مکتومؓ کی آمد ناگوار محسوس ہوئی۔ اللہ نے آپﷺ کو متوجہ فرمایا کہ یہ ناگواری درست نہیں۔ آپﷺ کیوں ان سرداروں کو دعوت دینے میں ایسی ترجیح دے رہے ہیں کہ جس سے اپنے ایک مخلص ساتھی کی تربیت و تزکیہ کی خواہش پوری نہیں ہو رہی۔ معاشرے کے با اثر طبقات کو دعوت

میں اوّلین اہمیت دینا مفید ہے۔
اگر وہ اصلاح قبول کر لیں تو نظام
کی تبدیلی آسان ہو جاتی ہے۔
عوام بھی ان کی پیروی میں
اصلاح قبول کر لیتے ہیں۔ لیکن
اعتدال کا تقاضا ہے کہ اس سے
اپنے ساتھیوں کی تربیت کا
معاملہ ہرگز متأثر نہ ہو۔ مزید یہ
کہ دعوت دیتے ہوئے قرآن حکیم
کی عظمت و وقار کو ہمیشہ

ملحوظ رکھا جائے۔ یہ کتاب حقائق
کی یاد دہانی کر ارہی ہے۔ اب جو
چاہے اس یاد دہانی سے فائدہ
اٹھا کر سعادت کی منزل حاصل
کرے اور جو چاہے اس یاد دہانی
سے رخ پھیر کر ذلت و رسوائی کی
راہ اختیار کرے۔ انسان کو سوچنا
چاہیے کہ اللہ نے اسے کس شے سے
بنایا ہے؟ نطفہ سے۔ اللہ نے نہ صرف
اسے بنایا بلکہ اس کے لیے ضروریات

زندگی کا حصول اور خطرات سے
تحفظ آسان کر دیا۔ افسوس ہے کہ
انسان ناشکرا ہے اور اللہ کے
احکامات پر عمل کرنے کو تیار نہیں۔
روز قیامت جب صور میں پھونکا
جائے گا تو ایسی شدت والی آواز
پیدا ہو گی جو کانوں کے پردے
پھاڑنے والی ہو گی۔ اس روز مجرم
انسان اپنے بھائی، والدہ، والد،
بیوی اور بیٹے سے دور بھاگے گا۔ اسے

صرف اپنے آپ کو بچانے کی فکر لاحق ہو گی۔ اس روز نیک لوگوں کے چہرے روشن ہوں گے۔ اس کے برعکس کافروں اور اللہ کے نافرمانوں کے چہرے غبار آلود ہوں گے۔ ان پر ذلت اور روسیاہی چھارہی ہو گی۔ اللہ ہمیں ایسی رسوائی اور ذلت سے محفوظ رکھے۔

آمین!

۸۱۔ سورة التکویر

انکار رسالت کے ذریعے عمل سے گریز
کا بیان

اِس سورة مبارکہ میں بیان کیا گیا
کہ روز قیامت سورج کی بساط
لپیٹ دی جائے گی، ستارے ماند پڑ
جائیں گے، پہاڑ چلائے جائیں گے اور

سمندر کھولتے ہوئے پانی کی طرح
ابل رہے ہوں گے۔ زندہ دفن کی
گئی بچی سے دریافت کیا جائے گا
کہ تجھے کس جرم کی سزا دی
گئی تھی؟ جہنم کی آگ کو خوب
دہکایا جائے گا۔ جنت کو آراستہ کر
کے قریب لے آیا جائے گا۔ اس روز ہر
انسان دیکھ لے گا کہ وہ کیا
اعمال اللہ کے سامنے پیش کرنے کے
لیے لایا ہے۔ مزید ارشاد ہوا کہ

قرآن کریم اللہ کا کلام ہے جسے
اللہ کے مقرب فرشتے حضرت جبرائیلؑ
نے نبی اکرمﷺ کے قلب مبارک پر
نازل کیا ہے۔ حضرت جبرائیلؑ رسول
ملک ہیں اور نبی اکرمﷺ رسول
بشر۔ نبی اکرمﷺ ہرگز مجنون
نہیں ہیں بلکہ انہوں نے اپنی
آنکھوں سے رسول ملکؑ کو اصل
ملکوتی صورت میں واضح افق پر
دیکھا ہے۔ انہیں مجنون کہہ کر ان

کی رسالت کا انکار کرنے والے در
اصل اللہ کے احکامات پر عمل سے
گریز کرنا چاہتے ہیں۔ اپنی اس
روش کا جواز فراہم کرنے کے لیے
کہتے ہیں کہ قرآن اللہ کا نہیں،
معاذ اللہ کسی شیطان جن کا
القا کیا ہوا کلام ہے۔ قرآن تو ایک
یاد دہانی ہے۔ دور اندیش وہ ہے
جو اس یاد دہانی سے نصیحت

حاصل کر کے سیدھے راستہ کو
اختیار کر لے۔

۸۲۔ سورة الانفطار

انکار جزا و سزا کے ذریعہ عمل سے گریز کا بیان

یہ سورة مبارکہ آگاہ کر رہی ہے کہروز قیامت آسمان پھٹ جائے گا۔ ستارے بکھر جائیں گے۔ سمندر اپنی حدود سے نکل کر بہنا شروع کر

دیں گے۔ قبروں کو کرید کر ان میں
مدفون انسانوں کو نکالا جائے گا۔
ہر انسان جان لے گا کہ اس نے دنیا
میں کس شے کو ترجیح دی تھی
اور کس شے کو پس پشت ڈال دیا
تھا۔ یہ تصور بظاہرخوش کن لیکن
در اصل پُر فریب ہے کہ اللّٰہ رب
کریم ہے اور کسی بھی انسان کو
جہنم میں نہ ڈالے گا۔ بظاہر اس
تصور میں اللّٰہ کی تعریف لیکن در

حقیقت شریعت کی اہمیت اور جزا و سزا کا انکار ہے کہ کوئی اللہ کی عطا کردہ شریعت پر عمل کرے یا نہ کرے اللہ سب کو ہی جنت میں داخل فرما دے گا۔ اگر یہ تصور درست ہوتا تو اللہ ہر انسان کے ساتھ اعمال درج کرنے والے دو فرشتے کراماً کاتبین مامور نہ کرتا۔ نیکیوں اور برائیوں کا اندراج تو پھر بے مقصد ہو جاتا۔ نہیں! اس

اندارج کا نتیجہ روز قیامت ظاہر ہو گا۔ اس روز نیک لوگوں کو نعمتیں دی جائیں گی اور برے لوگوں کو جہنم میں داخل کر دیا جائے گا۔

۸۳۔ سورة المطففین

سرکشوں اور نیکو کاروں کا انجام

اِس سورة مبارکہ میں ناپ تول
میں ڈنڈی مارنے والوں کو بربادی
کی وعید سنائی گئی۔ وہ لیتے
ہوئے تو ہر شے پوری لیتے
ہیں لیکن دیتے ہوئے کمی کرتے

ہیں۔ ان کا یہ طرز عمل گواہی دے رہا ہے کہ انہیں آخرت میں جوابدہی کا یقین نہیں ہے۔ آخرت میں ان جیسے سرکشوں کو جہنم میں پھینک دیا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا کہ یہی ہے وہ سزا جسے تم جھٹلا رہے تھے۔ اس کے برعکس نیکو کار جنت میں نعمتوں سے لطف اندوز ہو رہے ہوں گے۔ ان کے چہروں پر نعمتوں کی تازگی

نمایاں ہو گی۔ مقابلہ کرنے والوں کو چاہیے کہ ان نعمتوں کے حصول کے لیے نیکیاں کر کے ایک دوسرے سے آگے نکلیں۔ دنیا میں سرکش، نیکو کاروں کا مذاق اڑاتے ہیں۔ روز قیامت نیکو کار، سرکشوں پر ہنس رہے ہوں گے۔ دیکھ لیں گے کہ سرکشوں نے کیسا گھاٹے کا سودا کیا ہے۔

۸۴۔ سورۃ الانشقاق

اللّٰه کے سامنے حاضری کا بیان

یہ سورۃ مبارکہ قیامت کی کچھ نشانیاں بیان کرنے کے بعد آگاہ کر رہی ہے کہ انسان دنیا میں مشقتیں جھیلتے جھیلتے اللّٰه کی طرف جا رہا ہے۔ اسے آخرت میں اللّٰه

کے سامنے اپنے ایک ایک عمل کی
جوابدہی کرنی ہے۔ خوش نصیب
انسان کو اس کا نامۂ اعمال دائیں
ہاتھ میں دیا جائے گا اور اللہ اس
کا آسان حساب لے گا۔ گنہگار انسان
کو نامۂ اعمال بائیں ہاتھ میں دیا
جائے گا جسے دیکھتے ہی وہ چیخ
پکار کرے گا۔ اب اسے دہکتی ہوئی
آگ میں داخل کر دیا جائے گا۔ اس
کا جرم یہ تھا کہ وہ اپنے گھر

والوں میں بے فکری کی زندگی بسر کر رہا تھا۔ فرائض سے غافل اور حرام میں ملوث ہو کر عیاشی کر رہا تھا۔ اس کا رب اس کی تمام غفلتوں اور جرائم سے واقف تھا۔

۸۵۔ سورة البروج

اہلِ حق کی تحسین اور اہل باطل
کی مذمت

اِس سورۃ مبارکہ میں ان ظالم
یہودیوں کی مذمت کی گئی
جنہوں نے ۵۲۳ء میں یمن کے علاقے
میں عیسائی اہل ایمان کو

ایندھن بھری خندقوں میں جلا کر
شہید کر دیا تھا۔ اس وقت
عیسائی ہی مومن تھے کیونکہ
مومن وہ ہوتا ہے جو تمام انبیاءؑ
پر ایمان رکھے۔ نبی کریمﷺ کی
بعثت سے پہلے یہ سعادت صرف
عیسائیوں کو حاصل تھی۔
یہودیوں کی جانب سے اہل ایمان
کو اس بات کی سزا دی گئی کہ
وہ اللہ پر اس کی توحید کے ساتھ

ایمان لائے تھے۔ عنقریب مظلوموں
کو بہترین انعامات اور ظالموں کو
بد ترین عذاب دیا جائے گا۔

۸۶۔ سورۃ الطارق

آخرت کے حوالے سے شبہات کا جواب

یہ سورۃ مبارکہ ایمان بالآخرت کے
حوالے سے شبہات کا جواب دے رہی
ہے۔ ہر انسان کی نگرانی اسی
طرح کی جا رہی ہے جیسے ستارے
ہر وقت زمین پر نگران کی طرح

نظر رکھتے ہیں۔ انسان کو دوبارہ
اسی طرح زندہ کیا جائے گا جیسے
اسے پہلی بارنطفے سے پیدا کیا گیا
تھا۔ کوئی چھوٹی بات تو کیا،
اللہ انسان کے سینوں میں پوشیدہ
رازوں سے بھی واقف ہے۔ روز
قیامت اللہ کی اجازت کے بغیر
کوئی کسی کی مدد نہ کر سکے
گا۔ قرآن ایک فیصلہ کن کتاب ہے
اور یہ ہرگز کوئی بے مقصد کلام

نہیں۔ جو قرآن کی قدر کرے گا سرخرو ہو گا اور جو قرآن کی ناقدری کرے گا ناکام و نامراد ہو گا۔

۸۷۔ سورۃ الاعلیٰ

ذکر، صبر اور تذکیر کی تلقین

اِس سورۃ مبارکہ میں نبی اکرمﷺ کو تلقین کی گئی کہ اللہ کا ذکر کرتے رہیں۔ صبر کریں اور قرآن کے نزول کے حوالے سے جلدی نہ کریں۔ لوگوں کو آخرت کی یاد دہانی

کراتے رہیں۔ جس شخص کے دل میں
خوف خدا ہو گا وہ یاد دہانی سے
اصلاح کر لے گا۔ بڑا ہی بدبخت ہے
وہ بدنصیب جو یاد دہانی سے
فائدہ نہیں اٹھاتا۔ ایسے لوگ ایک
بڑی آگ کا ایندھن بنیں گے جس
میں نہ مرسکیں گے نہ ہی زندوں
میں شمار ہوں گے۔ آخرت میں ابدی
کامیابی اسے ملے گی جس نے اپنے
نفس کو دنیا کی محبت سے پاک

کیا، اللّٰہ کا ذکر کرتا رہا اور نمازیں
ادا کرتا رہا۔ المیہ یہ ہے کہ
انسانوں کی اکثریت دنیا کی
عارضی اور گھٹیا لذتوں کو ترجیح
دیتی ہے حالانکہ آخرت کی نعمتیں
اعلیٰ اور دائمی ہیں۔

۸۸۔ سورۃ الغاشیہ

توحید اور آخرت کی یاد دہانی

اِس سورۃ مبارکہ میں ارشاد ہوا
کہ روز قیامت مجرموں کے چہرے
ذلت کے مارے جھکے ہوئے ہوں گے۔
پھر یہ بد نصیب چہرے جہنم کی
دہکتی ہوئی آگ میں داخل ہوں

گے۔ وہاں ان کا مشروب کھولتا
ہوا پانی اور غذا کانٹے دار جھاڑی
ہو گی۔ اس روز نیکو کاروں کے
چہرے روشن اور دمکتے ہوئے ہوں
گے۔ وہ دنیا میں کی گئی اپنی
محنتوں پر مطمئن ہوں گے۔ پھر وہ
جنت کی دائمی نعمتوں سے
سرفراز ہوں گے۔ انسان کو چاہیے
کہ دیکھے اونٹ کو جسے اللہ نے
صحرائی سفر کے لیے کتنا موزوں

بنایا ہے، آسمان کو جسے اللہ نے
کس طرح بلند کر دیا ہے، پہاڑ کو
جسے اللہ نے زمین میں کیسے گاڑ
دیا ہے اور زمین کو جسے اللہ نے
کیسے بچھا دیا ہے۔ نبی کریمﷺ کو
تلقین کی گئی کہ وہ مظاہر
قدرت کے ذریعے اللہ کی معرفت
کی یاد دہانی کراتے رہیں۔ ان کی
ذمہ داری صرف یاد دہانی کرانا
ہی ہے۔ جسے معرفت الٰہی حاصل

ہو گئی وہ خوش نصیب ہے۔ جس
نے یاد دہانی سے رخ پھیرلیا تو اللہ
اسے بہت بڑے عذاب سے دوچار کرے
گا۔ انہیں بالآخر اللہ کی عدالت
میں پیش ہونا ہے اور پھر اللہ
ہی نے ان سے حساب لینا ہے۔

۸۹۔ سورۃ الفجر

دنیا پرستوں کی شدید مذمت کا
بیان

سورۂ فجر کی ابتداء میں ایسے
اوقات کا بیان ہے جن میں اللہ کی
طرف سے روحانی فیوض و برکات
عام ہوتے ہیں اور تھوڑی سی

عبادت کا کثیر ثواب حاصل ہوتا ہے۔
اِن اوقات میں فجر کا وقت، ذی
الحجہ کی ابتدائی دس راتیں،
رمضان کا آخری عشرہ اور رات کا
آخری پہر شامل ہیں۔ دنیا پرست
روحانی نعمتوں کے بجائے مادی
نعمتوں کو ترجیح دیتے ہیں۔ کیا وہ
دیکھتے نہیں کہ قوم عاد، قوم
ثمود اور آل فرعون کے پاس کتنی
مادی نعمتیں تھیں لیکن وہ

کیسی ذلت سے دوچار ہوئے۔ اللہ انسان کی آزمائش دو صورتوں سے کرتا ہے۔ کبھی نعمتوں کی فراوانی کر کے شکر کا امتحان لیتا ہے اور کبھی نعمتیں چھین کر صبر کا امتحان لیتا ہے۔ دنیا پرست نعمتوں کی فراوانی کو باعث عزت اور نعمتوں کے زوال کو باعث ذلت سمجھتے ہیں۔ حقیقت میں نہ وہ عزت ہے اور نہ یہ ذلت۔ یہ دونوں

صورتیں آزمائش کی ہیں۔ دنیا

پرست مالداروں کی عزت کرتے اور

یتیموں کی تحقیر کرتے ہیں۔

دوسرے وارثوں کو محروم کر کے

وراثت کے مال پر قبضہ کر لیتے ہیں۔

عنقریب اللہ زمین کو کوٹ کوٹ کر

برابر کر دے گا اور اس پر موجود

تمام مال و اسباب فنا ہو جائے گا۔

پھر زمین پر کی گئی دنیا پرستی

کا بدلہ چکانے کے لیے اللہ زمین پر

نزول فرمائے گا۔ اس روز ہر دنیا دار انسان افسوس کرے گا کہ وہ کس عارضی دنیاکا طلب گار رہا لیکن اب افسوس کا کیا فائدہ؟ اللّٰہ اسے ایسا عذاب دے گا جیسا عذاب کوئی اور نہیں دے سکتا۔ البتہ وہ خدا پرست انسان جس کا مطلوب و مقصود دنیا نہیں اللّٰہ کی رضا کا حصول تھا، اپنی اس ترجیح پر بہت ہی مطمئن ہو گا۔ اللّٰہ اسے

بشارت دے گا کہ تمہارا مقصود
حاصل ہوا۔ میں تم سے راضی ہوں
اور اب تمہیں وہ نعمتیں دوں گا
کہ تم بھی خوش ہو جاؤ گے۔ آؤ
میرے مقرب بندوں میں شامل ہو
جاؤ اور میری نعمتوں بھری جنت
سے خوب فیض حاصل کرو۔

۹۰. سورة البلد

اللّٰہ کی راہ میں صدقہ و خیرات
کی پسندیدہ صورت کا بیان

سورۂ بلد میں ایسے کردار کی
مذمت کی گئی جو بڑے تکبر سے
دعویٰ کرتا ہے کہ میں نے ڈھیروں
مال صدقہ کیا ہے؟ کیا اللّٰہ اسے

دیکھ نہیں رہا؟ اللہ کو تو وہ
نیکی پسند ہے جو اس کی ہدایت
کے مطابق اور اس کی رضا کے
حصول کے لیے انجام دی جائے۔ اس
کے نزدیک پسندیدہ صدقہ یہ ہے
کہ پورے خلوص کے ساتھ ایسے
ناداروں کی مدد کی جائے جن سے
دنیا میں کسی بدلہ کی امید نہ
ہو۔ غلاموں کو آزاد کرایا جائے،
قحط کے دوران بھوکوں کو کھانا

کھلایا جائے، یتیموں کی
سرپرستی کی جائے اور بے
سہارامسا کین کو سہارا دیا جائے۔
مال اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے
دل کی صفائی ہو گی اور یوں
اللہ کی قربت حاصل ہو گی۔ ایسے
لوگ اگر دوسروں کو بھی صبر و
استقامت کے ساتھ انسانی
ہمدردی کی ترغیب دیں گے تو
انہیں بہترین بدلہ عطا کیا جائے گا۔

البتہ جو بدنصیب قرآن کی واضح رہنمائی کے خلاف روش اختیار کرتا ہے تو اسے جہنم کے عذاب کا مزہ چکھنا ہو گا۔

۹۱۔ سورۃ الشمس

کون کامیاب ہے اور کون ناکام؟

سورۂ شمس میں متضاد مظاہرِ
قدرت سورج و چاند، دن و رات اور
آسمان و زمین کی قسم کھا کر
کہا گیا کہ انسانی وجود میں دو
متضاد میلانات یعنی بدی اور

نیکی کا شعور رکھ دیا گیا۔ یہ
شعور در اصل انسانی وجود میں
موجود روح ربانی کی وجہ سے ہے۔
روح میں اللّٰہ کی قربت کی ایک
تڑپ ہے جس کے لیے اسے نیکی کی
طرف رغبت اور برائی سے نفرت ہے۔
اس کے برعکس انسان کا نفس اسے
برائی کی طرف لے جاتا ہے۔ اب اگر
روح کے تقاضے سامنے رہیں تو یہی
نفس ’’نفس لوامہ‘‘ یعنی ضمیر

بن کر انسان کو نیکی پر خوش اور برائی پر پشیمان کرتا ہے۔ رفتہ رفتہ انسان کے نفس کا تزکیہ ہوتا ہے اور وہ ’’نفس مطمئنہ‘‘ بن جاتا ہے۔ اس سعادت کو حاصل کرنے والے کامیاب ہیں۔ اس کے برعکس جو بدنصیب نفس کی خواہشات کو روح کے تقاضوں پر ترجیح دیتے ہیں اور روح کو خاکی وجود میں دفن کر دیتے ہیں، وہ لوگ ناکام

ہو جاتے ہیں۔ انسانی وجود میں جس طرح ضمیر انسان کی اصلاح کرتا ہے، اسی طرح کسی قوم کا ضمیر ایسا نیک انسان ہوتا ہے جو لوگوں کو نیکی کرنے اور بدی سے بچنے کی تلقین کرتا ہے۔ قوم ثمود کے لیے ضمیر کا کردار حضرت صالحؑ نے انجام دیا۔ بدبخت قوم نے ان کی دعوت کو جھٹلایا اور بربادی کا سامنا کیا۔

۹۲۔ سورۃ اللیل

پسندیدہ اور ناپسندیدہ کرداروں کا بیان

اِس سورۃ مبارکہ میں پسندیدہ اور ناپسندیدہ کرداروں کا ذکر ہے۔ اللہ کی نگاہ میں پسندیدہ کرداراُس انسان کا ہے جو اس کی

راہ میں مال خرچ کرتا ہے، ہر
معاملہ میں اللّٰہ کی نافرمانی سے
بچتا ہے اور حق کا بھرپور ساتھ دے
کر اس کی تصدیق کرتا ہے۔ ایسے
انسان کے لیے اللّٰہ جنت کی راہ
آسان فرما دیتا ہے۔ اللّٰہ ایسے
انسان کے کردار کو ناپسند کرتا ہے
جو بخل کرتا ہے، کسی بھی
معاملہ میں جائز و ناجائز کی
پرواہ نہیں کرتا اور حق کی دعوت

کو جھٹلاتا ہے۔ ایسے کردار والے
انسان کے لیے جہنم کی راہ آسان
کر دی جاتی ہے۔ جب وہ جہنم میں
گرایا جائے گا تو اس کا مال اس کے
کچھ کام نہ آئے گا۔ برا کردار اختیار
کر کے ہم جہنم کے مستحق تو ہو
جائیں گے لیکن دنیا میں ہر
خواہش پوری نہ کر سکیں گے۔
لہٰذا بہتری اسی میں ہے کہ دنیا
میں نفسانی خواہشات کی پیروی

کے بجائے وہ کردار اختیار کیا جائے
جو اللہ کو پسند ہے۔

۹۳۔ سورۃ الضحیٰ

مایوسی دور کرنے کا نسخہ

ایک بار نزول وحی میں طویل
وقفہ ہوا تو یہ گمان کر کے آپﷺ
پر مایوسی طاری ہونے لگی کہ
شاید اللہ مجھ سے ناراض ہو گیا
ہے! اس سورۃ مبارکہ میں آپﷺ

کی دلجوئی کی گئی کہ اللہ نہ
توا پنے حبیبﷺ سے ناراض ہوا ہے
اور نہ ہی اس نے آپﷺ کو چھوڑ
دیا ہے۔ وہ تو مسلسل آپﷺ کے
درجات بلند فرما رہا ہے اور عنقریب
آپﷺ کو وہ کچھ عطا فرمائے گا
کہ آپﷺ خوش ہو جائیں گے۔
آپﷺ یتیم تھے تو اس نے آپﷺ کو
سہارا دیا۔ آپﷺ حق کی تلاش
میں بے چین تھے تو اس نے قرآن کے

نزول کے ذریعہ آپﷺ کو ہدایت دی۔ آپﷺ تنگ دست تھے تو اس نے آپﷺ کو غم روزگار سے فارغ کر دیا۔ مایوسی کی کیفیت میں اللہ کی عنایات کا تصور انسان کو تسکین دیتا ہے اور مایوسی کو دور کر دیتا ہے۔

۹۴۔ سورۃ الانشراح

نبیﷺ کی مشکل آسان کرنے کا بیان

سورۂ انشراح میں ارشاد ہوا کہ نبی اکرمﷺ کی ایک مشکل آسان کر دی گئی۔ آپﷺ غار حرا کی تنہائیوں میں اللہ سے لو لگانے کا

سرور حاصل کر رہے تھے۔ ایسے میں
اللہ نے آپﷺ کو حکم دیا کہ جائیے
اور لوگوں کو آخرت کی جوابدہی
کے حوالے سے خبر دار کیجیے اور اپنے
رب کی بڑائی کو قائم کیجیے۔ کہاں
وہ ذکر اللہ کی لذت اور کہاں ایک
جھگڑنے والی قوم کو خبردار کرنا،
ان کی گستاخیاں برداشت کرنا اور
اللہ کے دشمنوں سے معرکۂ آرائی
کر کے دین حق کو غالب کرنا۔ آپﷺ

اس بھاری ذمہ داری سے بوجھل
ہو رہے تھے لیکن کچھ عرصہ بعد
آپﷺ کو انشراح صدر ہوا کہ
میری اس مشقت سے بہت سے
لوگوں کی اصلاح ہو گی اور وہ
دنیا میں ظلم سے اور آخرت میں
جہنم کی آگ سے بچ جائیں گے۔ اللہ
نے آپﷺ کو اس مشقت کا بدلہ یہ
دیا کہ آپﷺ کا ذکر خیر بلند فرما
دیا۔ جو لوگ مشکلات خندہ

پیشانی سے جھیلتے ہیں بعد میں
انہیں ہی آسانیاں میسر آتی ہیں۔
نبی کریمﷺ کو تلقین کی گئی
کہ وہ دعوت و تبلیغ اور غلبۂ دین
کے لیے دن بھر محنت کریں۔ البتہ
رات میں اللہ سے لو لگانے کی لذت
حاصل کرنے کے لیے تہجد میں ٹھہر
ٹھہر کر قرآن پڑھیں۔

۹۵۔ سورۃ التین

انسان کی عظمت کا بیان

اِس سورۃ مبارکہ میں قسمیں
کھا کر اعلان کیا گیا کہ انسان
کی تخلیق بہت عمدہ ساخت پر
کی گئی ہے۔ انجیر کی قسم سے
اشارہ حضرت نوحؑ کی طرف ہے

کیونکہ ان کے علاقے میں اس پھل
کی کثرت تھی۔ زیتون اشارہ کر
رہا ہے حضرت عیسیٰؑ کی طرف
کیونکہ وہ زیتون کی کثرت والے
علاقوں میں بھیجے گئے۔ طور سینا
حضرت موسیٰؑ کی طرف اشارہ کر
رہا ہے کیونکہ اسی مقام پر آپؑ
کو اللہ سے شرف ہم کلامی حاصل
ہوا۔ بلد امین سے اشارہ حضرت
ابراہیمؑ کی طرف ہے جنہوں نے

شہر مکہ کے لیے امن کا گہوارہ
بننے کی دعا کی تھی اور اشارہ
نبی کریمﷺ کی طرف بھی ہے
کیونکہ آپﷺ کی بعثت اسی
محترم شہر میں ہوئی۔ پانچ
پیغمبروں کا پاکیزہ کردار اس بات
کی دلیل ہے کہ انسان بہترین
ساخت کا حامل ہے۔ اصل انسان در
اصل اس کی روح ہے جس کی
وجہ سے وہ مسجود ملائک بنا۔ اللہ

نے پہلے انسان کی روح کو وجود
بخشا اور پھر اسے بدن میں ڈال کر
دنیا میں بھیج دیا۔ اب معرکۂ روح
و بدن شروع ہو گیا۔ روح کا تعلق
اللّٰہ سے ہے لہٰذا وہ انسان کو اللّٰہ
کی طرف لے جانا چاہتی ہے۔ بدن
مٹی سے بنا ہے اور وہ انسان کو
مٹی سے پیدا ہونے والی سہولیات
کی طرف کھینچتا ہے۔ جو انسان
روح کے تقاضوں کو غالب کر کے

ایمان اور عمل صالح کی روش اختیار کرتا ہے وہ اپنی عظمت کو حاصل کر لیتا ہے۔

۹۶۔ سورۃ العلق

علم حاصل کرنے کی فضیلت

نبی اکرمﷺ پر نازل ہونے والی
پہلی وحی سورۃ علق کی
ابتدائی پانچ آیات پر مشتمل تھی۔
ان آیات میں دو بار حکم دیا گیا کہ
اے نبیﷺ پڑھیے۔ یہ ہے اللہ کے

نزدیک علم سیکھنے کی فضیلت۔
مزید ارشاد ہوا کہ انسان
سرکشی کرتا ہی رہتا ہے۔ اس
کی وجہ یہ ہے کہ سرکشی پر
فوری پکڑ نہیں ہوتی۔ اس مسئلہ
کا حل کیا ہے یعنی معاشرے کو
کیسے پاکیزہ بنایا جا سکتا ہے؟ اس
سوال کا جواب ہے آخرت میں اللہ
کے سامنے جوابدہی کا احساس
پیدا کرنا۔ جتنا جتنا انسان میں

خوف خدا اور محاسبۂ اخروی کا
احساس بڑھتا جائے گا، وہ
سرکشی کو چھوڑتا اور کردار کی
پاکیزگی کو اپناتا جائے گا۔

۹۷۔ سورۃ القدر

قدر والی رات کی عظمت کا بیان

سورۂ قدر میں شب قدر کی
فضیلت کی وجہ یہ بیان کی گئی
کہ اس رات میں قرآن نازل کیا گیا۔
یہ رات بڑی قدر والی رات ہے۔ اس
رات کی عبادت ہزار مہینوں کی

عبادت سے بڑھ کر ہے۔ یہ فضیلت
طلوع فجر تک جاری رہتی ہے۔ اس
شب میں فرشتے اور روح الا مین،
اہل زمین کے لیے سال بھر کے
فیصلے لے کر اترتے ہیں۔

۹۸۔ سورة البینہ

کھرے اور کھوٹے کے جدا ہونے کا بیان

اِس سورة مبارکہ میں واضح کیا گیا کہ بَیِّنَہ یعنی واضح دلیل، قرآن حکیم اور سنت رسولﷺ کے مجموعہ کا نام ہے۔ اس بَیِّنَہ نے آ کر

اہل کتاب اور مشرکین میں سے
کھرے اور کھوٹے کو جدا کر دیا۔
دور جاہلیت میں بظاہر فلاحی کام
بہت سے لوگ کرتے تھے۔ بَیِّنَہ کے آنے
کے بعد واضح ہو گیا کہ کس کا
فلاحی کام اللہ کے لیے ہے (مثلاً ابو
بکر صدیقؓ اور کس کا کام ذاتی
نام و نمود کے لیے ہے (مثلاً ابو
جہل)۔ بَیِّنَہ کے ذریعہ اللہ نے حکم
دیا کہ ہر معاملہ میں اللہ کی

بندگی کرو بالکل یکسو ہو کر، یہی بالکل سیدھا دین ہے۔ اس سیدھے دین پر نہ چلنے والے بدترین مخلوق ہیں۔ ان کی سزا جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ ہے۔ اس کے برعکس حق پر ایمان لانے اور اچھے اعمال کرنے والے بہترین مخلوق ہیں۔ ان کے لیے وہ دائمی باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی۔ اللہ ان سے راضی ہوا اور

وہ اللہ سے راضی ہو گئے۔ یہ
نعمت اسے ملے گی جو دنیا میں اپنے
رب سے ڈرتا رہا۔

۹۹۔ سورۃ الزلزلہ

روز قیامت زمین کی کیفیت و
کردار کا بیان

یہ سورۃ مبارکہ آگاہ کر رہی ہے
کہ روز قیامت زلزلہ آنے کی وجہ
سے زمین اپنے اندر مدفون تمام
انسانوں کو نکال دے گی۔ پھر وہ

ان تمام اعمال کا حال بتائے گی جو
اس پر انسانوں نے کیے تھے۔ تمام
انسان اپنے اپنے اعمال کے اعتبار سے
گروہوں میں تقسیم ہو جائیں گے۔
جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہو گی
وہ اسے درج پائے گا اور جس نے ذرہ
برابر برائی کی ہو گی وہ اسے
بھی لکھا ہوا پائے گا۔

۱۰۰۔ سورة العادیات

انسان کی ناشکری کا بیان

سورۂ عادیات میں انسان کے کردار کا گھوڑے کے کردار سے موازنہ کیا گیا ہے۔ گھوڑا اپنے مالک کا انتہائی وفا دار ہوتا ہے۔ مالک گھوڑے کا خالق نہیں اور نہ ہی اس کی

خوراک پیدا کرتا ہے۔ وہ تو صرف
اللہ کی پیدا کردہ خوراک گھوڑے
کے سامنے ڈال دیتا ہے اور گھوڑا
اپنی جان کی پرواہ کیے
بغیرہرمہم میں مالک کا ساتھ
دیتا ہے۔ اللہ انسان کا خالق ہے اور
اسے تمام ضروریات عطا فرماتا ہے
لیکن انسان اللہ کا بڑا ناشکرا ہے۔
وہ اللہ کی محبت و رضا کو پس
پشت ڈال کر مال کی محبت کو

ترجیح دیتا ہے۔ روز قیامت قبروں کو
کرید کر ہر انسان کو نکالا جائے گا۔
پھر اس کے اعمال کے پیچھے
کارفرما نیتوں کو بھی جانچا جائے
گا۔ اللہ اس روز کی رسوائی سے
ہمیں محفوظ فرمائے۔ آمین!

۱۰۱۔ سورۃ القارعۃ

روز قیامت کی ہولناک آفت

سورۂ قارعہ میں خبردار کیا گیا کہ
روز قیامت زور دار زلزلہ کی صورت
میں بڑی زبردست آفت برپا ہو گی۔
لوگ بکھرے ہوئے پتنگوں کی طرح
منتشر ہوں گے اور پہاڑ دھنکی

ہوئی اون کی طرح اڑ رہے ہوں گے۔
فیصلے نیکیوں کے وزن کی بنیاد پر
ہوں گے۔ جس کی نیکیوں کا پلڑا
بھاری ہوا، وہ جنت میں عیش کرے
گا اور جس کی نیکیوں کا پلڑا
ہلکا ہوا، وہ بھڑکتی ہوئی آگ
میں جلتا رہے گا۔

۱۰۲۔ سورة التکاثر

کثرت کی ہوس اور اس کے انجام
کا بیان

سورۂ تکاثر میں ان بدنصیبوں کے
حال پر افسوس کیا گیا جنہیں
کثرت کی ہوس نے اللہ کے
احکامات سے غافل کر دیا یہاں تک

کہ وہ قبروں میں جا پہنچے۔
عنقریب کثرت کی ہوس کا برا
انجام جہنم کی صورت میں سامنے
آئے گا اور ان سے دنیا میں عطا کی
جانے والی ہر نعمت کے بارے میں باز
پرس کی جائے گی کہ نعمت
استعمال کر کے اللہ کی اطاعت
کی یا شیطان کی؟

۱۰۳۔ سورۃ العصر

جہنم سے بچنے کا راستہ

اِس سورۃ مبارکہ میں تاریخ

انسانی کو گواہ بنا کر بیان کیا گیا

کہ دنیا میں آنے والے انسانوں کی

اکثریت دنیا کے دھوکہ میں آ گئی

اور اس نے غفلت کی زندگی گزار

کر جہنم میں جانے کی راہ اختیار
کی۔ البتہ ایسے لوگ جہنم سے بچ
سکتے ہیں جو نبی اکرمﷺ کی
بتائی ہوئی تعلیمات پر ایمان لے
آئیں، اچھے اعمال کریں، دوسروں
تک حق کا پیغام پہنچائیں اور
تبلیغِ حق کی راہ میں آنے والی
مشکلات پر ایک دوسرے کو صبر و
استقامت کی تلقین کریں۔ اللّٰہ
ہمیں ابدی خسارے سے بچنے کے لیے

مذکورہ بالا چارکام کرنے کی
توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

۱۰۴۔ سورۃ الہمزۃ

مال سمیٹ سمیٹ کر رکھنے والوں
کے برے انجام کا ذکر

یہ سورۃ مبارکہ ایسے انسان کے
پست کردار کو بے نقاب کر رہی ہے
جس کا مقصود دولت جمع کرنا
ہو۔ وہ اس گھٹیا مقصد کے لیے

جھوٹ، دھوکہ دہی، خیانت اور
لگائی بجھائی، غرض کسی
اخلاقی برائی کو برائی نہیں
سمجھتا۔ وہ روپے پیسے کو ہی
کامیابی اور عزت کا معیار سمجھتا
ہے۔ مال جمع کرتا رہتا ہے اور
سمجھتا ہے کہ اس کی بقا اور
بعد از موت ناموری مال ہی کی
وجہ سے ممکن ہے۔ ایسے گھٹیا
انسان کو عنقریب اللہ کی

بھڑکائی ہوئی آگ میں پھینک دیا جائے گا۔

۱۰۵۔ سورة الفیل

ہاتھی والوں کے برے انجام کا بیان

سورۂ فیل میں ہاتھی والوں کی
معجزانہ تباہی کا بیان ہے۔ یہ
ہاتھی والے یمن کے عیسائی تھے
جن کا سرغنہ ابرہہ تھا۔ وہ چاہتا
تھا کہ یمن سے لے کر شام تک کے

تجارتی فوائد اہل یمن کو حاصل
ہوں۔ یہ فوائد اس وقت قریش کو
حاصل تھے۔ مکہ میں بیت اللہ کی
وجہ سے پورے عرب میں قریش کا
مذہبی احترام پایا جاتا تھا۔ ان کے
تجارتی قافلے امن کے ساتھ ہر
علاقے سے گزر جاتے تھے۔ ابرہہ نے
قریش کی مذہبی حیثیت ختم کرنے
کے لیے الکلیس نامی ایک نام نہاد
عبادت گاہ یمن میں بنائی اور تمام

اہل عرب کو اس مقام پر آ کر
عبادت اور حج کرنے کی دعوت دی۔
اس کی دعوت کسی نے قبول نہ
کی۔ ضد میں آ کر اس نے بیت اللہ
کو شہید کرنے کا ناپاک منصوبہ
بنایا۔ ساٹھ ہزار کا لشکر لے کر
مکہ کی طرف روانہ ہوا۔ اس
لشکر میں ۱۳ ہاتھی بھی تھے
تاکہ لوگوں پر ایک رعب قائم ہو۔
جیسے ہی یہ لشکر مزدلفہ سے

نکل کر وادئ مُحسِر میں داخل ہوا
اللہ نے چھوٹے سے ایک پرندے ابابیل
کے جھنڈ کے جھنڈ اس لشکر پر
چھوڑ دیے۔ ان کی چونچ میں زہریلے
اثرات رکھنے والی مٹی کی
کنکریاں تھیں۔ پرندوں نے وہ
کنکریاں ابرہہ کے لشکر پر
پھینکیں۔ کنکری جسم کے جس
حصہ پر پڑتی وہ گلنا شروع ہو
جاتا۔ ہاتھی ان کنکریوں کے اثرات

سے بلبلا اٹھے اور واپس مڑ کر اپنے
ہی لشکر کے لوگوں کو روندتے رہے۔
پورا لشکر تباہ ہوا اور اللہ نے اپنے
عظیم گھر، بیت اللہ کو محفوظ
رکھا۔

۱۰۶۔ سورۃ القریش

قریش پر اللہ کے احسانات کا ذکر

اِس سورۃ مبارکہ میں قریش کو
باور کرایا گیا کہ اللہ نے ابرہہ کے
لشکر کو تباہ کیا تاکہ تمہارے
تجارتی مفادات محفوظ رہیں۔
احسان مندی کا تقاضہ ہے کہ تم

خود ساختہ معبودوں کے بجائے بیت
اللہ کے رب یعنی اللہ کی عبادت
کرو۔ وہ رب کہ جس نے تمہیں
بھوک مٹانے کے لیے غذا دی اور بیت
اللہ کے گرد ایک خاص علاقہ کو
حرم قرار دے کر تمہیں جنگ وجدال
کے خوف سے امن دے دیا۔

۱۰۷۔ سورۃ الماعون

جزا و سزا کو جھٹلانے والے پست
کردار کا بیان

سورۂ ماعون میں آگاہ کیا گیا کہ
جو شخص جزا و سزا کا یقین نہیں
رکھتا وہ کردار کی انتہائی
پستی کا شکار ہو جاتا ہے۔ یہی
وہ شخص ہے جو یتیم کو دھکے

دیتا ہے۔ محتاجوں کو کھانا کھلانے
کی ترغیب نہیں دیتا۔ نماز جب جی
چاہتا ہے تو پڑھتا ہے اور وہ بھی
لوگوں کو دکھانے کے لیے۔ عام
استعمال کی اشیاء بھی کسی
ضرورت مند کو نہیں دیتا۔ اللّٰہ
ہمیں جزا و سزا کا یقین عطا
فرمائے۔ آمین!

۱۰۸۔ سورۃ الکوثر

نبی اکرمﷺ پر کثرت عنایات کا بیان

سورۂ کوثر میں نبی اکرمﷺ کو عطا کی جانے والی کثیر نعمتوں کا ذکر ہے۔ قرآن جیسی کامل ہدایت، اسلام جیسا مکمل دین، صحابہ کرامؓ جیسے جانثار ساتھی، بہت

بڑی امت اور محض ۲۱ برس میں
دین کو غالب کرنے کی سعادت۔
آپﷺ کو ان نعمتوں کا شکر ادا
کرنے کے لیے نماز ادا کرنے اور قربانی
پیش کرنے کی تلقین کی گئی۔
دشمن سمجھتے ہیں کہ آپﷺ
کی اولاد نرینہ بچپن ہی میں فوت
ہو گئی اور اب آپﷺ کا نام باقی
نہیں رہے گا تو یہ ان کی خام
خیالی ہے۔ وہ خود ہی بے نام و

نشان رہیں گے۔ آپ ﷺ کا ذکر خیر قیامت تک بلند سے بلندتر ہوتا رہے گا۔

١٠٩۔ سورۃ الکافرون

کافروں سے اعلان برأت

اِس سورۃ مبارکہ میں کافروں کی
طرف سے سمجھوتے کی پیش کش
کو سختی کے ساتھ رد کرتے ہوئے
آگاہ کر دیا گیا کہ نبی اکرمﷺ
ہرگز تمہارے معبودوں کی عبادت

نہیں کریں گے۔ اسی طرح تم بھی
نبی اکرمﷺ کے معبود حقیقی کی
عبادت نہیں کرتے۔ معبود حقیقی
کی تو کوئی اولاد یا شریک نہیں
جبکہ تم ایک ایسے اللہ کو مان رہے
ہو کہ فرشتے اس کی بیٹیاں اور
تمہارے خود ساختہ معبود اس کے
شریک ہیں۔ تمہارا تصور اللہ کے
بارے میں کچھ اور ہے، نبی پاکﷺ
کا تصور اور۔ تمہیں تمہارا دین

مبارک ہو جس کے تحت تم من
گھڑت معبودوں کی عبادت کرتے
ہو اور نبی اکرمﷺ کے لیے ان کا
دین کافی ہے جس میں عبادت
صرف اور صرف اللہ کی ہے۔

۱۱۰۔ سورة النصر

نبی اکرمﷺ کے مشن کی کامیابی
کا اعلان

یہ سورۃ مبارکہ بشارت دے رہی
ہے کہ عنقریب اللہ کی مدد آئے
گی، مسلمانوں کو فتح حاصل ہو
گی اور دین غالب ہو جائے گا۔ گویا

نبی اکرمﷺ کا مشن اپنی تکمیل کو پہنچے گا۔ لوگ جوق در جوق نظام اسلام کو قبول کریں گے۔ اب نبی کریمﷺ کو دنیا سے رخصت ہونے کی تیاری کرنی ہو گی۔ آپﷺ کو چاہیے کہ اس کیفیت کے آنے کے بعد کثرت سے اللہ کی تسبیح و حمد کریں۔ مشن کے دوران جو بھول آپﷺ سے ہوئی یا جو خطا آپﷺ کے ساتھیوں سے ہوئی

اس پر اللہ تعالیٰ سے استغفار
کریں۔ بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے
والا اور نظر کرم کرنے والا ہے۔

۱۱۱۔ سورۃ اللّٰہب/ المسد

گستاخ رسولﷺ کے لیے شدید ترین وعید کا ذکر

ابو لہب آپﷺ کا سگا چچا اور پڑوسی تھا۔ وہ حسن سلوک کے بجائے آپﷺ کو گالیاں دیتا، کھانے

کی ہانڈی میں نجاست ڈالتا اور
آپﷺ کی راہ میں کانٹے بچھاتا۔
تبلیغ دین کے دوران آپﷺ کے پیچھے
چلتا اور لوگوں کو آپﷺ کی بات
سننے سے روکتا۔ اس سورۃ مبارکہ
میں وعید سنائی گئی کہ اس کے
دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں گے اور وہ
برباد ہو گا۔ اس کا مال اس کے
کچھ کام نہ آئے گا۔ روز قیامت
انگاروں والی آگ میں جلے گا۔ اس

کی بیوی بہت زیادہ لگائی
بجھائی کے ذریعہ فساد کی آگ
بھڑکاتی ہے۔ وہ اس طرح ہلاک ہو
گی کہ کھجور کی رسی اس کے
گلے میں پھندہ بن کر اٹک جائے
گی۔

۱۱۲۔ سورۃ اخلاص

اللّٰہ کے یکتا ہونے کا بیان

سورۂ اخلاص میں اللّٰہ یعنی
معبود حقیقی کے امتیازی اوصاف
کا بیان ہے۔ وہ یکتا ہے۔ وہ خالق
ہے اور کسی کا محتاج نہیں جبکہ
اس کے علاوہ ہر شے مخلوق ہے اور

اس کی محتاج ہے۔ اس کی کوئی
اولاد نہیں اور نہ وہ خود کسی
کی اولاد ہے۔ کوئی بھی ایسا
نہیں جو اس کی مثل ہو۔

۱۱۳۔ سورة الفلق

خارجی شرور سے حفاظت کے لیے دعا

سورۂ فلق میں خارجی شرور سے
حفاظت کے لیے دعا سکھائی گئی
ہے۔ دعا کے الفاظ یہ ہیں کہ میں
صبح کے رب کی پناہ طلب کرتا ہوں
ہر اس شے کے شر سے جو اس نے

بنائی۔ رات کے شر سے جب کہ وہ
چھا جاتی ہے۔ ان جادو گرنیوں کے
شر سے جو منتر پڑھ کر گرہوں میں
پھونکتی ہیں۔ حسد کرنے والے کے
شر سے جب کہ وہ حسد کی بنیاد
پر کسی سازش کا ارتکاب کرے۔

۱۱۴۔ سورة الناس

داخلی شرور سے حفاظت کی دعا

سورۂ ناس میں باطنی شرور سے
حفاظت کے لیے دعا سکھائی گئی
ہے۔ ارشاد ہوا یوں دعا مانگو کہ
میں پناہ طلب کرتا ہوں تمام
انسانوں کے رب، بادشاہ اور معبود

حقیقی کی اس چھپ کر وسوسہ
ڈالنے والے کے شر سے جو انسانوں کے
سینوں میں وسوسہ اندازی کرتا
ہے۔ یہ وسوسہ ڈالنے والا کوئی
شیطان جن بھی ہو سکتا ہے یا
شیطان کا ایجنٹ کوئی انسان
بھی ہو سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا کتنا بڑا احسان ہے
کہ اس نے اپنی عظیم کتاب کے آغاز
میں سورۃ فاتحہ کی صورت میں

بندوں کو ہدایت مانگنے کی دعا
تلقین فرمائی۔ پھر پورے قرآن
حکیم کی صورت میں ہدایت دے کر
دعا قبول فرمائی۔ آخری دو
سورتوں میں تمام شرور سے پناہ
مانگنے کی دعا سکھا دی تاکہ
ہدایت پانے کے بعد انسان گمراہ نہ
ہو۔ اللہ ہمیں اپنے اس احسان
عظیم اور دیگر بیشمار نعمتوں کا

شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

اَللّٰھُمَّ اجْعَلِ الْقُرْاٰنَ رَبِیْعَ قُلُوْبِنَا ۔ وَ ۔ نُوْرَصُدُوْرِنَا وَجِلَاءَ اَحْزَانِنَا ۔ وَ ۔ ذَھًابَ ھُمُوْمِنَا وَغُمُوْمِنَا

اے اللّٰہ بنا دے قرآن کو ہمارے دلوں کی بہار ۔ اور ۔ ہمارے سینوں کا نور اور ہمارے دکھوں کا مداوا ۔ اور ۔ ہمارے تفکرات و غموں کا دور کرنے والا

***

تدوین اور ای بک کی تشکیل:

اعجاز عبید